ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مئی 2024ء جلد نمبر 25 شمارہ نمبر 05

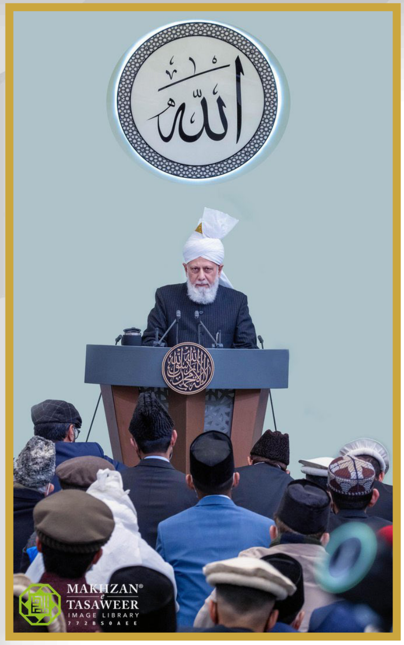

تقویٰ کا ایک اہم جزو حقوق العباد کی ادائیگی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 اپریل 2024ء کو مسجد مبارک اسلام آباد (یوکے) میں خطبہ عید الفطر ارشاد فرمایا جس کا مرکزی مضمون ہدیہ قارئین ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

عید کی حقیقی خوشی ہمیں اس وقت پہنچ سکتی ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے اس کے انعاموں سے فیض پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا مہربان ہے کہ ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے کے لیے مختلف مواقع فراہم کرتا رہتا ہے۔ رمضان کا مہینہ ان میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف رمضان المبارک میں دس دن کے لیے رحمت کے دروازے نہیں کھولے تھے۔ بلکہ اس نے اس رحمت کو پھر مغفرت پانے کا ذریعہ بنا دیا تھا۔ آج کل جو دنیا کے حالات ہیں اس پر ہمیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اس سے قرب کا تعلق استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عید پر صرف عید کی خوشیوں میں مصروف نہ ہو جائیں بلکہ ذکرِ الٰہی اور استغفار کی طرف بہت توجہ کریں۔ آج ہم یہاں عید منا رہے ہیں مگر ایسے لوگ بھی ہیں جن پر شیطانوں نے زمین تنگ کی ہوئی ہے۔ پس ایسے میں نہ صرف خود اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنیں بلکہ ان محروموں کو بھی دعا میں یاد رکھیں۔ آج کی نیکیوں میں یہ بھی سرفہرست نیکی ہے کہ ایسے فلاحی اداروں کی مدد کی جائے جو ان جنگ زدہ لوگوں کی مدد کر رہے ہیں۔ ایسے محروموں کی مدد کر کے جو ان کے چہروں پر خوشی دیکھ کر تسکین ہوتی ہے وہی عید کی حقیقی خوشی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تقویٰ کا ایک اہم جزو حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی عید کھانے پینے اور خوشیاں منانے کا نام نہیں ہے بلکہ تقویٰ پر چلتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا نام ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حقیقی نیکی کے حصول کے لیے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے۔ پس درستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کی نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینے کے بھیدوں کا شاہد ہو پس یہ بات ہر مومن کے دل میں ہمیشہ ہونی چاہیے کہ خدا میری ہر حرکت و سکون کو دیکھ رہا ہے۔ جب یہ کیفیت ہو تو انسان خدا کی پناہ میں آتا ہے مگر یاد رہے کہ اس کے حصول کے لیے مستقل استغفار کی ضرورت ہے۔ یہی وہ بات ہے جو اس فیض کو پھر کبھی ختم نہیں ہونے دے گی جو مستقل عید کا سامان کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے کہ دنیا میں بھوک کا کیا حال ہے۔ سوڈان میں بچے اپنے کپڑے بیچ کر ایک وقت کی روٹی کھا رہے ہیں۔ فلسطین میں کہتے ہیں کہ جتنی کیلوریز چاہیے ہوتی ہیں اس کا دسواں حصہ بھی انہیں میسر نہیں ہے۔ یہ ان کا حال ہے جنہیں کھانا مل رہا ہے جو بھوکے مَر رہے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ پس ایسے میں عید کی خوشیاں منانے میں غریبوں کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ یہی حقیقی عید ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالہ سے فرمایا کہ نیکی کے دو پہلو ہیں ایک ترکِ شر دوسرا افاضہ خیر۔ ترکِ شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے ساتھ افاضہ خیر نہ ہو یعنی دوسروں کو نفع بھی پہنچائے۔ بعض لوگ باہر تو بڑے اچھے اخلاق دکھاتے ہیں مگر گھروں میں ان کے فساد ہو رہا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بات ان کے اچھے اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔ اس لیے بیوی اور اس کے رشتے داروں کا خیال رکھنا، اپنے رحمی رشتے داروں کا خیال رکھنا، اپنے دوستوں کا خیال رکھنا، اپنے ہمسایوں کا خیال رکھنا، یہ بہت ضروری ہے۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے سب احباب جماعت کو عید مبارک کہتے ہوئے دعاؤں میں پاکستان اور بورکینا فاسو کے احمدیوں، اسیرانِ راہ مولا اور شہدائے احمدیت کے خاندانوں کو یاد رکھنے کی تحریک فرمائی۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 13 اپریل 2024ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عہدِ خلافت خامسہ میں الٰہی تائید و نصرت

اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں کے ساتھ اپنی غیر معمولی تائید و نصرت کے وعدے فرماتا ہے اور پھر ان وعدوں کو نہ صرف ان کی زندگیوں میں پورا کر کے دکھاتا ہے بلکہ ان نشانات کے ظہور کا سلسلہ ان کے بعد ان کے جانشینوں کے زمانوں تک پھیلا دیتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدے فرمائے اور پیش خبریاں عطا فرمائیں، جن میں سے ایک يَنۡصُرُكَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ مِنَ السَّمَآءِ بھی ہے۔ اس عظیم الشان خوشخبری کو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا ہوا خود حضور نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا اور آپؑ کے وصال کے بعد تمام خلفائے کرام کے زمانوں اور عہدوں میں ایک عالم کا عالم اس کے پورا ہونے کے نظارے کر رہا ہے اور گواہ بن رہا ہے کہ ہمارا خدا سچّے وعدوں والا خدا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں جانشین سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اس پیشگوئی کا ایک خاص تعلق ہے۔ پہلے تو یہ کہ آپ حضور علیہ السلام کے مبارک الہام اِنِّیۡ مَعَكَ یَا مَسۡرُوۡرُ کا مصداق ہوئے اور خدائی تائید و نصرت کے مورد بنے اور آپ پہلے خلیفۃ المسیح ہیں جن کے حصّہ حضرت مسیح موعودؑ کی دو بابرکت انگوٹھیاں آئیں۔ علاوہ ازیں آپ کو زمانہ طالب علمی میں ایک موقع پر آواز سنائی دی تھی کہ يَنۡصُرُكَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ مِنَ السَّمَآءِ۔ اس بارے میں تفصیلی شہادت تو محترم سیّد قاسم شاہ صاحب ناظر امور خارجیہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے قلم سے اسی شمارہ میں شامل اشاعت ہے، اس جگہ اختصار کے ساتھ اظہار کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منصبِ خلافت پر متمکن فرمانے کے بعد حیرت انگیز طور پر آپ کو اپنی تائید و نصرت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے ٹھیک 21 برس قبل آپ کو مسندِ خلافت پر فائز فرمایا تو افرادِ جماعت کی اکثریت آپ کے نام اور وجود سے ناواقف تھی، مگر جونہی آپ کے نام کا بحیثیت خلیفۃ المسیح اعلان ہوا، ہر دل اور ہر روح میں آپ کا وجود نہایت درجہ محبّت کے ساتھ سرایت کر گیا۔ سینکڑوں احباب جماعت نے گواہی دی کہ یہ نام انہیں خوابوں اور کشوف کے ذریعہ بتایا گیا اور آپ کی شبیہ مبارک دکھائی بھی گئی حالانکہ وہ آپ کو جانتے بھی نہ تھے اور کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔

پھر اس پیاری سی تصویر کو رب نے پیارا نام دیا ‏ ‏ ‏ اس کو عرش پہ لکھا اور پھر سینوں پر تحریر کیا

خلافت کے منصب سے سرفراز ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی ایسی تائیدی ہوائیں چلیں کہ پہلے جب کبھی آپ کو تقریر کرنی پڑی تو مختصر ترین الفاظ میں اپنا مافی الضمیر ادا کر دیتے، مگر اب خطبات جمعہ اور دیگر علمی خطابات کا ایسا سلسلہ شروع ہو گیا کہ گزشتہ 21 برس سے خطبات جمعہ اور طویل خطابات کے ذریعہ احباب جماعت کی مسلسل رہنمائی فرما رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے عہد باسعادت کے دوران جماعت ہر قسم کی قربانیوں میں کہیں سے کہیں پہنچ گئی، تبلیغی میدان میں آگے سے آگے بڑھتی گئی، تربیت کے بلند مقام تک پہنچانے کی سعی مؤثر طور پر ہوتی رہی، انتظامی اعتبار سے نظام جماعت پر نہایت گہری نظر رہی، مخالفت کے خوفناک طوفان اٹھے مگر آپ کی جرأت مندانہ قیادت کے سامنے ناکامی مخالفین کا ہی مقدر بنتی رہی۔ یہ سب کچھ گواہ ہے اس امر کا کہ خدائی تائید و نصرت ہر لحظہ آپ کے شامل حال تھی اور ہے اور رہے گی، ان شاء اللہ العزیز۔

انبیاء اور ان کے جانشینوں کے ساتھ کئے گئے وعدے دراصل ساری ہی امّت کے لئے ہوتے ہیں اور ان کے ثمرات کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان کے متّبعین ایمان و عمل صالح، اطاعت اور کامل وفا کے ساتھ اپنے امام کے ہاتھ مضبوط کرتے رہیں، اسی میں ہماری، ہماری نسلوں اور پوری جماعت کی بقا ہے۔ خدا کرے کہ ہم سب کو اس کی توفیق ملتی رہے، آمین۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

شوال/ذوالقعدہ 1445 ہجری قمری | مئی 2024ء | جلد نمبر 25 | شمارہ نمبر 05 | ہجرت 1403 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
06	منظوم کلام: وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
07	خطبہ جمعہ: جن کو نشانِ حضرتِ باری ہوا نصیب
13	سیرتِ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب ؓ خلیفۃ المسیح الاوّل
19	چشم دید واقعات انتخابِ خلافت ثانیہ
25	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قبل از خلافت ایک رؤیا
26	تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے
28	چند یادیں
29	کچھ ایسا فضل حضرت ربّ الوریٰ ہوا
32	چمن چمن ترا اَندازِ رنگ و بُو بولے
34	جرمنی میں جلسہ ہائے مصلح موعودؓ و مسیح موعودؑ کا انعقاد
35	ہجر کی رات اور اتنی روشن
37	خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلّق
41	منظوم کلام: محبوبِ جہاں
42	تاریخ جرمنی
43	ادبی صفحہ: قصہ داڑھ کے درد کا
44	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
45	حالاتِ حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں
46	جماعتی سرگرمیاں: رمضان المبارک و عیدالفطر کی رونقیں
48	اعلاناتِ وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ

www.akhbareahmadiyya.de

پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

13

04

23

07

29

47

19

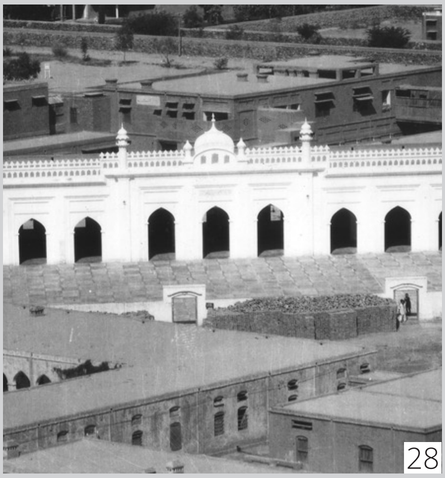
28

44

42

45

قال اللہ جلّ جلالہٗ

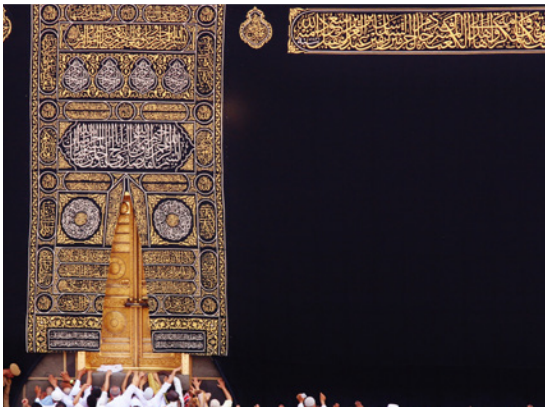

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ

(المومن:52)

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَرَّاثٍ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوَطِّئُ أَوْ يُمَكِّنُ لآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِجَابَتُهُ۔

(سنن ابی داوٗد کتاب المہدی باب فی ذکر المہدی)

ترجمہ: حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ماوراءالنہر سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو حارث کے نام سے پکارا جائے گا اس کے مقدمۃ الجیش کے سردار کو "منصور'' کہا جائے گا۔ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مضبوطی کا ذریعہ ہوگا۔ جس طرح قریش (میں سے اسلام قبول کرنے والوں) کے ذریعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی حاصل ہوئی۔ ہر مومن پر اس کی مدد و نصرت اور قبولیت فرض ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

''مَیں اکیلا تھا اُس نے مجھے اپنے دامن میں لے لیا۔ میں کچھ بھی چیز نہ تھا مجھے اُس نے عزت کے ساتھ شہرت دی اور لاکھوں انسانوں کو میرا اِرادتمند کر دیا۔ پھر وہ اُسی مقدّس وحی میں فرماتا ہے کہ جب میری مدد تمہیں پہنچے گی اور میرے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی یعنی خلق اللہ کا رجوع ہو جائے گا اور مالی نُصرتیں ظہور میں آئیں گی تب منکروں کو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا وہ باتیں پوری نہیں ہوگئیں جن کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔ چنانچہ آج وہ سب باتیں پوری ہوگئیں۔ اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ خدا نے اپنے عہد کو یاد کر کے لاکھوں انسانوں کو میری طرف رجوع دے دیا اور وہ مالی نصرتیں کیں جو کسی کے خواب و خیال میں نہ تھیں''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 79)

ينصرك رجال نوحي اليهم من السماء

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''خدا تعالیٰ نے مجھے الہام کیا تھا کہ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ یعنی ہم لوگوں کے دل میں وحی کریں گے اور وہ تیری مدد کریں گے بڑے بڑے دور دراز راہوں سے تیرے پاس لوگ آئیں گے تم خلق کے ہجوم سے جو تیرے گرد جمع ہوگی۔ تنگ مت آنا اور لوگوں سے تھکنا مت۔ یہ ایسے وقت کی باتیں ہیں جب میں بالکل گمنام تھا۔ اور کوئی آدمی میرے ساتھ نہ تھا۔ میرے گاؤں سے باہر کوئی بھی مجھے جانتا نہ تھا اور کوئی انسان اس بات پر یقین نہیں لا سکتا تھا کہ ایسی کشش لوگوں کو ہوگی کہ وہ قادیان جیسی گمنام بستی میں دور دراز سے کھنچے چلے آئیں گے سو ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے کلمات کس طرح صفائی سے پورے ہو رہے ہیں''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 38-39 ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''اس دبدھا کے وقت جبکہ ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوتا ہے خصوصاً بڑے لوگ سخت مخالفت پر اٹھے ہوئے ہوتے ہیں کچھ آدمی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چن لیتا ہے اور وہ اس راستباز کی اطاعت کو نجات کے لئے غنیمت اور مرنے کے بعد قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور بہت سے مخالفت کے لئے اٹھتے ہیں جو اپنی مخالفت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد آجاتی ہے اور زمین سے، آسمان سے، دائیں سے، بائیں سے، غرض ہر طرف سے نصرت آتی ہے اور ایک جماعت تیار ہونے لگتی ہے''۔ (خطبات نور صفحہ 97،98)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''منافق اور بعض غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہ کہا کرتے تھے کہ منظّم جماعت ہے اس لئے کام چل جاتا ہے مگر وہ بھی یہ نہ سوچتے تھے کہ ان لوگوں کو کون لایا جو تنظیم کے ماتحت چلنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا ہے۔ فرماتا ہے يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ پس جب کوئی شخص سلسلہ کی مدد کرتا ہے تو اس لئے کہ خدا کا فرشتہ اسے کہتا ہے کہ جا اور جا کر مدد کر۔ غرض ہمیں جو کچھ ملتا ہے آدمیوں کا دیا ہوا نہیں بلکہ خدا کا دیا ہوا ہے''۔ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 661،662، خطبہ جمعہ فرمودہ 09 اکتوبر 1936ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''نبی اکرم ﷺ کے گرد جو فدائی اکٹھے ہوئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے نتیجہ میں ہی اکٹھے ہوئے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ وہ تمام دنیا میں اسلام کو غالب کرے گا اور اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے نبی اکرم ﷺ کے ایک عظیم روحانی فرزند کو مبعوث کیا ہے آپ کی جماعت کی بنیاد بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف اور اس کی وحی پر ہے جیسا کہ اس نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔

(نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 399)

اور جن سامانوں کی ضرورت تھی ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ وہ سامان تجھے دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ تیری طرف ایسے حالات میں اور اتنے فاصلوں سے آئیں گے کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے گی''۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 380)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کے دلوں میں مَیں الہام ڈالوں گا''۔ (تذکرہ صفحہ:298) یہ نظارے بکثرت دنیا نے دیکھے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد الہامات کے ذریعہ اور وحی و کشوف کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اب بھی ہو رہی ہے اور آئندہ بھی ہوتی رہے گی''۔

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 491)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''یہ خاص فضل، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت کا ایک نظارہ ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے نئے نئے پہلو واضح ہوتے ہیں کہ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ یعنی میں تیری مدد ایسے لوگوں کے ذریعے کروں گا جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ان میں سے اکثریت وہ ہے جن میں خدا تعالیٰ نے حق کی تلاش کا جوش پیدا کیا۔ پھر اُن کا جماعت سے کسی ذریعہ سے رابطہ ہوا اور احمدیت اور حقیقی اسلام کی خوبصورت تعلیم نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا''۔

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 339)

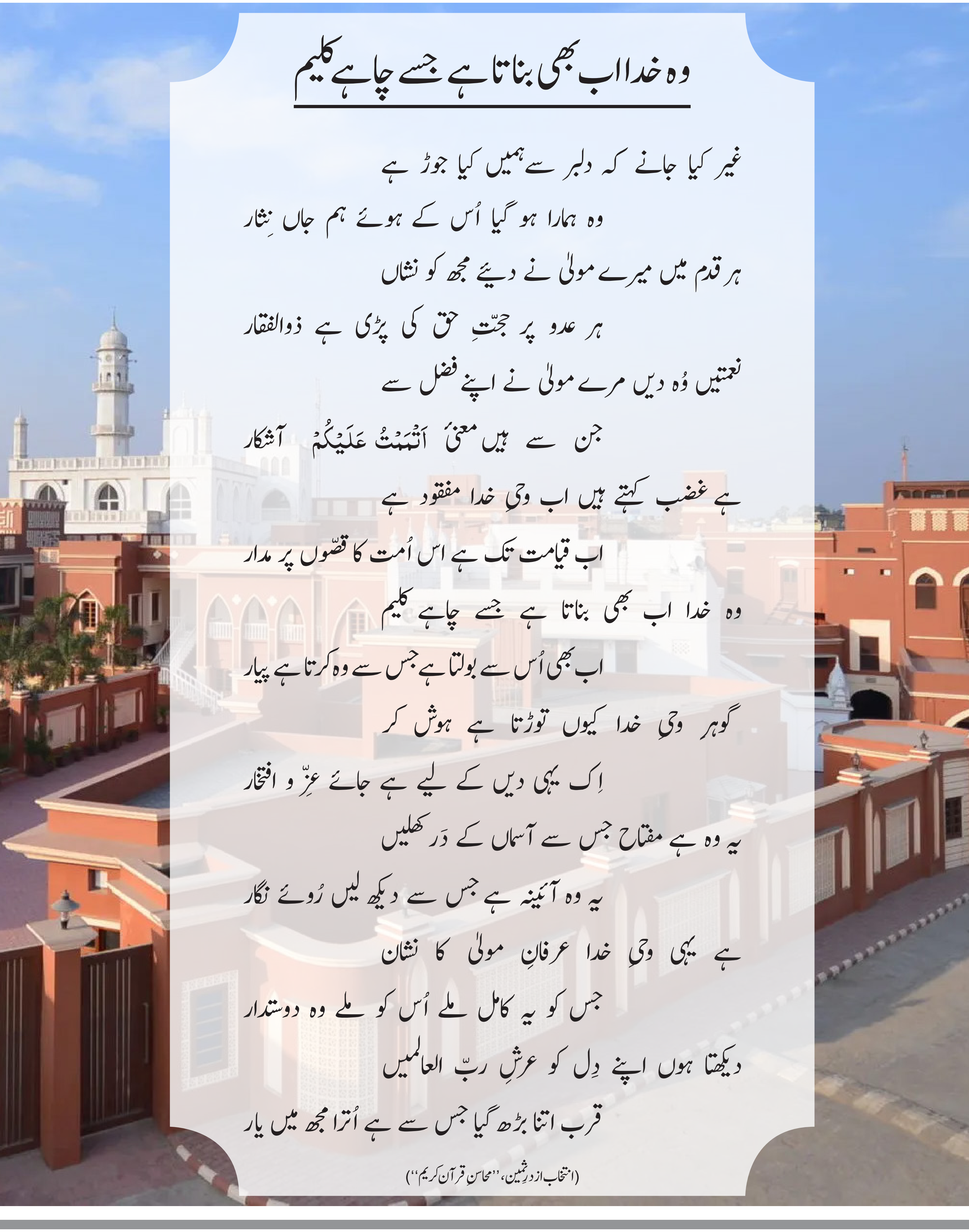

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا اُس کے ہوئے ہم جاں نِثار

ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حجّتِ حق کی پڑی ہے ذوالفقار

نعمتیں وُہ دیں مرے مولیٰ نے اپنے فضل سے
جن سے ہیں معنیٰ اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ آشکار

ہے غضب کہتے ہیں اب وحیِ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمت کا قصّوں پر مدار

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

گوہرِ وحیِ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اِک یہی دیں کے لیے ہے جائے عِزّ و افتخار

یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے دَر کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رُوئے نگار

ہے یہی وحیِ خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار

دیکھتا ہوں اپنے دِل کو عرشِ ربّ العالمیں
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار

(انتخاب از درِثمین، ''محاسن قرآن کریم'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

جِن کو نِشانِ حضرتِ باری ہوا نصیب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 8/ جولائی 2011ء کا متن

گزشتہ دنوں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں مَیں جلسہ جرمنی میں شمولیت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کے بارہ میں تو گزشتہ خطبہ میں، جو برلن میں دیا تھا، بیان کر چکا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلسے میں دیکھا، محسوس کیا اور اس کے علاوہ بھی جرمنی کی جماعت نے جو پروگرام بنائے ہوئے تھے اُن میں بھی وہ فضل نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نئے نئے پہلو نظر آئے۔ جماعت کے تعارف کے نئے راستے کھلے۔ اب جرمنی جماعت کو چاہئے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ جرمنی کے علاوہ سفر میں جاتے اور آتے وقت یورپ کے دو اور ممالک میں بھی مختصر قیام تھا۔ جاتے ہوئے بیلجیئم اور واپسی پر ہالینڈ میں۔ گو یہاں مختصر قیام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے یہاں بھی نظر آ رہے ہیں۔ بیلجیئم میں ایک رات قیام تھا، شام کو وہاں پہنچے تو شام کو ہی بعض نو مبائعین اور جماعت کے قریب آئے ہوئے دوستوں کے ساتھ ملاقات تھی۔ ایک مجلس تھی جس میں ساٹھ ستّر کے قریب احباب و خواتین شامل تھے۔ اُنہیں بھی کچھ کہنے کا موقع ملا۔ اس مجلس کے دوران ہی بعض جو قریب آئے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل کھولے اور اُنہیں شرح صدر عطا فرمایا اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔ مَیں اس مجلس میں اُن کو بتا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آخرین میں مبعوث ہوئے تو اُس کام کو آگے بڑھانے کے لئے مبعوث ہوئے جو آپ کے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک بہت بڑا انقلاب پیدا فرمایا اس میں جاہلوں کو جو بعض دفعہ درندگی کی حد تک گر جاتے تھے حقیقی انسانی قدروں کی پہچان کروائی۔ اُنہیں انسان اور پھر تعلیم یافتہ انسان بنا کے خدا تعالیٰ کے قریب کر دیا اور یوں وہ باخدا انسان بن گئے اور اپنے مقصدِ پیدائش کو نہ صرف پہچاننے لگ گئے بلکہ اُس کے حصول کے لئے حقیقی کوششیں شروع کر دیں اور معیار حاصل کیا۔ اُن کا اللہ تعالیٰ سے ایسا پختہ تعلق قائم ہوا کہ اُنہیں دنیا کی ہر چیز ہیچ نظر آنے لگی۔ اس دنیا کی کسی چیز کی کوئی حقیقت نہ رہی۔ اُن کی دنیا بھی دین بن گئی اور یہی چیز ہے جو قرآنی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنے آئے ہیں۔ تو اُس وقت ایک شخص جس کے بارہ میں پہلے مَیں اُس کی باتیں سن کر سمجھا تھا کہ احمدی ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ اُس نے اُس وقت تک بیعت نہیں کی تھی لیکن جماعت کے بہت قریب تھا میری بات ختم ہونے

کے بعد اجازت لے کر کھڑا ہوا (یہ دوست غالباً مراکو کے تھے) اور بڑے جذباتی انداز میں کہنے لگا کہ آج آپ کی یہ باتیں سُن کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کا یہ کام بھی ہے کہ انسانوں کو باخدا انسان بنائیں۔ مَیں عہد کرتا ہوں کہ اپنی بھی اصلاح کروں گا اور ان شاءاللہ تعالیٰ مسیح موعود کا مددگار بن کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر دنیا کو خداتعالیٰ کے قریب لانے والا بھی بنوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ آج میں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان بھی کرتا ہوں۔ اگر پہلے کوئی شکوک وشبہات تھے بھی تو آپ کی باتیں سُن کر یہ ختم ہو گئے ہیں۔ ہے۔ جماعت جو ہے اُس کی حقیقی شکرگزاری یہی ہے کہ جو راستے اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے اُس سے بھرپور فائدے اُٹھائیں اور نئے آنے والوں کو سنبھالیں اور اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دیں۔ اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا واپسی پر ہالینڈ میں بھی قیام تھا۔ ہالینڈ کا جلسہ بھی آج سے شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو بھی جلسہ کی برکات سے مستفیض فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ہر لحاظ سے یہ جلسہ بابرکت ہو اور پھر یہ لوگ بھی پہلے سے بڑھ کر تبلیغی اور تربیتی میدان میں بہت زیادہ ترقی کرنے والے کے دروازے اس طرح کھل رہے ہیں کہ مختصر قیام میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے نظر آتے ہیں۔ اور پھر نئے شامل ہونے والے ایک نئے جذبے اور جوش سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آگے پہنچانے کا اعلان کرتے ہیں۔ اور یہ انقلاب لمحوں میں ان میں پیدا ہوتا نظر آ رہا ہے۔ آتے ہیں، ملتے ہیں، بات کرتے ہیں اور بیٹھے بیٹھے ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری ہو جاتی ہے اور ایک نئے جذبے اور جوش سے وہاں سے اُٹھ کے جاتے ہیں۔ پس یہ خاص فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائیدونصرت کا ایک نظارہ

یہ خاص فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائیدونصرت کا ایک نظارہ ہے

کہنے لگا کہ بس میری بیعت لیں اور مجھے مسیح موعود کے سلطانِ نصیر میں شامل کریں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی اور اُن کے ساتھ سات آٹھ اور بھی بیعت میں شامل ہوئے جس کی تفصیلی رپورٹ تو وکیل التبشیر، ماجد صاحب لکھ رہے ہیں۔ الفضل میں شائع ہو رہی ہے۔ بہرحال ان سب بیعت کرنے والوں کی بڑی جذباتی کیفیت تھی اور ایک عزم تھا کہ اپنی دنیا وعاقبت سنوارنے کے لئے جس کی بھی ضرورت ہے وہ ہم کریں گے اور جو ہم نے حاصل کیا ہے اُسے آگے بھی پہنچائیں گے۔ وہاں جو بیعتیں ہو رہی ہیں، جو نئے آنے والے ہیں اُن میں تبلیغ کا بھی بڑا بنیں۔ وہاں اسلام کے خلاف کیونکہ اکثر کہیں نہ کہیں سے آواز اُٹھتی رہتی ہے اس لئے اُنہیں بہت زیادہ محنت اور دعا کی ضرورت ہے اور کوشش بھی کرنی چاہئے۔ تمام ذیلی تنظیموں کو بھی اور جماعت کو بھی مربوط پروگرام بنا کر اسلام کی خوبصورت تعلیم مُلک کے ہر شخص تک پہنچانے کے بارے میں سوچنا چاہئے۔

بہرحال سفر کا بتا رہا تھا تو وہاں مختصر قیام کے دوران بعض عربی بولنے والے نو مبائعین اور جماعت کے قریب آئے ہوؤں سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایک دوست جو جماعت کے قریب تھے اُنہوں نے بیعت بھی کی۔ ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے نئے نئے پہلو واضح ہوتے ہیں کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ یعنی مَیں تیری مدد ایسے لوگوں کے ذریعے کروں گا جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ان میں سے اکثریت وہ ہے جن میں خداتعالیٰ نے حق کی تلاش کا جوش پیدا کیا۔ پھر اُن کا جماعت سے کسی ذریعہ سے رابطہ ہوا اور احمدیت اور حقیقی اسلام کی خوبصورت تعلیم نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اب مولوی چاہے جتنا بھی زور لگا لیں جن دلوں کو اللہ تعالیٰ پاک کر کے مائل کر رہا ہے وہ اُن

مَیں تیری مدد ایسے لوگوں کے ذریعے کروں گا جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے

شوق ہے اور سب سے پہلے اپنے خاندان اور عزیزوں سے تبلیغ شروع کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ اُنہیں حقیقی اسلام کی آغوش میں لا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن میں اس کے لئے ایک جذبہ اور جوش پیدا ہوا ہوا ہے۔ یہاں یہ بھی ذکر کر دوں کہ گزشتہ جمعہ سے تین دن کے لئے بیلجیئم کا بھی جلسہ سالانہ ہوا تھا جس کا مَیں گزشتہ جمعہ میں ذکر نہیں کر سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بیلجیئم بھی اب بیعتوں اور رابطوں اور احمدیت کا پیغام پہنچانے میں بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ ہی راستے کھول رہا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ ایک ہوا چلی ہوئی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا چلائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے دلوں میں عجیب تسکین کے سامان پیدا فرما رہا ہے اور احمدیت کی سچائی اُن پر واضح کر رہا ہے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ اِن فضلوں سے حصہ لینے کے لئے اپنی طرف سے بھی مکمل کوشش کریں کہ یہ لوگ جتنی جلد ہو سکے زیادہ سے زیادہ حقیقی اسلام کے قریب آئیں۔ یہ نئے لوگ جو آ رہے ہیں اُن کی جذباتی کیفیت الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ بہرحال اِن دو ملکوں کا میں نے مختصر ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرف ایسی ہوا چلی ہوئی ہے اور اُس کے فضل کے دنیاوی لالچوں اور خوفوں سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی صداقت اور ایمان میں مضبوطی کو چھوڑنے والے اور کمزوری دکھانے والے نہیں ہو سکتے۔

گزشتہ دنوں مَیں کیمرون کی ایک رپورٹ میں دیکھ رہا تھا جو نائیجیریا کے سپرد ہے، وہاں ہمارے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ کیمرون کے انگریزی بولنے والے علاقوں کے بعد اب فرنچ بولنے والے علاقوں میں بھی بڑی تیزی سے جماعت ترقی کر رہی ہے، جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے جو مخالف مقامی مولوی ہیں اور بعض دفعہ وہاں تبلیغی جماعت کے یا دوسرے پاکستانی

مولوی بھی پہنچ جاتے ہیں، اُن کی حسد کی آگ بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ پاکستانی تبلیغی جماعت کا ایک گروپ بعض لوکل مُلّاؤں کے ساتھ مل کے 29؍مئی کو (یہ جو گزشتہ 29؍مئی گزری ہے) ہماری جماعت مامفے (Mamfe) کی مسجد بیت الھدیٰ میں آئے اور اُن لوگوں نے جماعت کے خلاف زبان درازی کی اور احبابِ جماعت کو جو چند وہاں بیٹھے ہوئے تھے وَرغلانے کی کوشش بھی کی۔ اس پر احباب نے اُنہیں کہا کہ اگر یہاں، نماز پڑھنے آئے ہو تو پڑھو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ ہم تمہاری بکواس نہیں سن سکتے۔ جس پر یہ لوگ وہاں سے چلے گئے لیکن یہاں سے ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ناگوٹی (Naguti) جگہ ہے، اُس میں ہماری ایک دوسری مسجد ہے ''مسجد بیت السلام'' جس کا اس سال افتتاح ہوا ہے وہاں پہنچے اور اُس وقت وہاں کی جو قریبی جماعت تھی اس میں بڑے وسیع پیمانے پر یوم خلافت کا ایک جلسہ ہو رہا تھا اور لوگ اُس میں شامل ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ چند ایک لوگ ہی وہاں بیٹھے تھے یہ (مولوی) اُن کے پاس گئے اور اُن کو ڈرایا دھمکایا لیکن اُنہوں نے نہ تو اُن کی باتیں سنیں اور نہ ہی اُن سے یہ کہا کہ ہاں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن بہرحال کیونکہ مقامی مولوی بھی ساتھ تھے اور کچھ بڑے لوگ بھی تھے اس کی وجہ سے وہ کچھ کر نہیں سکے اور ان مولویوں نے ہماری مسجد جس کا مَیں نے ذکر کیا کہ افتتاح ہوا ہے، وہاں سے قرآنِ کریم اور لٹریچر اُٹھایا اور مسجد کے باہر جو بورڈ لگا ہوا تھا اُس کو بھی توڑ کے اپنے ساتھ لے گئے۔ بہرحال جب ہماری جماعت کے لوگ واپس آئے تو پھر حکام سے رابطہ کیا۔ گو ان لوگوں نے ہمارے خلاف وہاں کے جو حکام تھے اُن کو کافی وَرغلایا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں اور فساد پیدا کرنے والے ہیں اور دہشتگرد ہیں اور ملک کے خلاف سازشیں کرنے والے ہیں۔ لیکن بہرحال افسران سے رابطے تھے بلکہ وہاں کے ایک بڑے افسر تھے اس علاقے کے ڈی پی او، ایڈمنسٹریٹو ہیڈ ہیں، اُن کو جب مسجد کا افتتاح ہوا ہے تو بلایا ہوا تھا اور وہ آئے ہوئے تھے۔ بہرحال جب معاملہ اُن تک پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اب تو یہ لوگ چلے گئے ہیں آئندہ یہ آئیں تو مجھے اطلاع کرنا اور میں ان کے خلاف مقدمہ درج کروں گا اور گرفتار کروں گا۔ تو یہ لوگ تو ہر جگہ اپنی کوششیں کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلائی ہے کہ جہاں بیعتیں کروا رہا ہے وہاں دوسروں کے دلوں میں جو ابھی تک شامل نہیں ہوئے نرمی بھی پیدا کر رہا ہے۔ پس یہ لوگ جن کو کہا جاتا ہے کہ افریقہ میں رہنے والے ہیں اور جو دنیاوی تعلیم سے اتنے آراستہ نہیں لیکن ان کے دل اللہ تعالیٰ نے نورِ یقین سے بھر دیئے ہیں، وہ اپنے ایمان میں مضبوط ہیں۔ وہ ان نام نہاد علماء کے بھرّے میں آنے والے نہیں۔ ایمان سے پھیرنا تو شیطان کا کام ہے اور یہی اُس نے کہا تھا کہ اے اللہ! تیرے خالص بندے ہی ہیں جو میرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ باقیوں کو تو مَیں ہر راستے سے وَرغلانے کی کوشش کروں گا۔ پس جو ان ورغلانے والوں کا کام ہے وہ یہ کرتے چلے جائیں لیکن جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق پیدا ہو چکا ہے، جن لوگوں کو راستی دکھائی دے چکی ہے، اللہ تعالیٰ کے خالص بندے بن چکے ہیں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایمانوں پر قائم رہیں گے اور یہی اظہار ہر جگہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔

اب مَیں کچھ اور واقعات پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بعض لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے بلکہ حیران کن طور پر رہنمائی فرماتا ہے۔

قرغزستان سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں: آرتر (Artur) صاحب نے گزشتہ رمضان المبارک میں بیعت کی تھی۔ وہ ایک دینی جماعت کے ممبر تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے اساتذہ نے مجھے برائیوں سے بچنے کے لئے اور سیدھے راستے پر چلنے کے لئے ایک دعا سکھائی۔ اس دعا کو سیکھے ہوئے ایک سال ہو چکا تھا لیکن میں نے وہ دعا نہیں کی تھی۔ کہتے ہیں کہ تین چار روز قبل میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگی کہ اپنے فضل سے مجھے سیدھی راہ دکھا۔ اس دعا کے تین چار روز بعد مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور وہاں سے آگے کئی اور چوٹیاں ہیں۔ مَیں ایک چوٹی سے چھلانگ کر دوسری چوٹی پر جا رہا ہوں۔ اس دوران آگے سے دو بندر نکلے ہیں اُن میں سے ایک بندر میرے بائیں طرف لپٹ گیا ہے جبکہ دوسرا سیدھا میری طرف آ رہا ہے۔ اس دوران ایک دیوہیکل کوئی چیز آتی ہے اور اُس نے طاقت سے اُس بندر کو مجھ سے علیحدہ کر دیا اور میری جان بچائی۔ کہتے ہیں اس خواب کے بعد مَیں بیدار ہو گیا اور مَیں حیران تھا کہ یہ کیا خواب ہے۔ اس کے چند دن بعد میرا جماعت احمدیہ سے رابطہ ہو گیا اور مجھے جماعت کے بارے میں معلومات دی گئیں۔ مَیں نے چند کتب پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ بعد میں مجھے اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوئی کہ بمطابق حدیث اس دَور کے بگڑے ہوئے علماء دراصل بندر ہی ہیں اور جماعت احمدیہ نے مجھے اس سے نجات دلائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لیے دعائیہ تحریک

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 3؍مئی 2024ء کے اختتام پر اپنی صحت کے حوالے سے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''دوسری دعا جس کے لیے مَیں آج کہنا چاہتا ہوں وہ اپنے لیے ہے۔ ایک عرصہ سے مجھے دل کے Valve کی تکلیف تھی۔ ڈاکٹرز پروسیجر کا کہا کرتے تھے لیکن مَیں ٹالتا رہتا تھا۔ اب ڈاکٹروں نے کہا کہ ایسی سٹیج آ گئی ہے کہ مزید انتظار مناسب نہیں چنانچہ ان کے کہنے پر گزشتہ دنوں Valve کی تبدیلی کا پروسیجر ہوا ہے۔ الحمدللہ ٹھیک ہو گیا اور اس لیے مَیں چند دن ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق مسجد بھی نہیں آ سکا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میڈیکلی اب جو پروسیجر ہونا تھا وہ اللہ کے فضل سے کامیاب ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی زندگی دینی ہے فعال زندگی عطا فرمائے، آمین۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے محبوب امام کو لمبی فعال زندگی عطا فرمائے، آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ کُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

(بشکریہ روزنامہ الفضل لندن، آن لائن 3 مئی 2024ء)

پھر انڈونیشیا کے ایک دوست تھے جن کو گو بیعت کئے ہوئے تو چند سال ہو چکے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ بیمار ہوا ملٹری ہسپتال میں داخل تھا تو ہوش آتے ہی مَیں نے ایک کشف دیکھا کہ جیپ کی چھت پر ایک وسیع ٹیلی ویژن سکرین لگی ہوئی ہے یا چھت اس سکرین کی طرح چمک رہی ہے اور اس پر پہلے عربی میں کلمہ لکھا ہوا دیکھا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر اس کے بعد قرآنِ کریم اور کچھ احادیث بھی دکھائی دیں اور آخر پر باری باری یہ کلمات لکھے دکھائے گئے۔ اسلام سے قبل نہیں مرنا۔ قیامت ابھی نہیں آئی۔ اور پھر یہ لکھا ہوا آیا کہ انسان کی زندگی ایک کتاب کی سی ہے۔ یہ کتاب انسان کی پیدائش کی طرح کھلتی ہے اور انسان کے مرنے کی طرح بند ہو جاتی ہے اور کسی وقت یہ دوبارہ کھولی جائے گی۔ ان کلمات میں سے ایک جملے سے ویول (Wewil) صاحب (اُن کا نام تھا) بڑے بے چین ہوگئے۔ اور یہ جو جملہ تھا کہ ''اسلام سے قبل نہیں مرنا''۔ اس پر بڑے حیران تھے کہ مَیں تو مسلمان ہوں اور میرے مسلمان ہونے کے باوجود مجھے یہ جملہ دکھایا گیا ہے۔ صحتیاب ہونے کے بعد انہوں نے بہت ساری مذہبی کتابیں پڑھیں۔ ایک حدیث پڑھی جس میں اسلام میں تہتّر فرقوں کا ذکر تھا جس میں ایک فرقہ ناجی ہے اور باقی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے اہلسنت والجماعت فرقہ کی تلاش شروع کر دی۔ جب وہ اپنے کسی عالم یا مولوی سے ملتے تو ضرور اس کے متعلق سوال کرتے اور جواب ہمیشہ یہی ہوتا کہ ہم ہی اہلِ سنّت والجماعت ہیں لیکن دِلی طور پر یہ صاحب تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کہتے ہیں سالہاسال تک وہ ناجی فرقہ کی تلاش میں رہے لیکن انہیں کچھ نہ ملا۔ حتّٰی کہ جب حج کرنے مکّہ گئے تو وہاں بھی فرقہ اہلِ سنت والجماعت کو نہ پا سکے۔ 1998ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔ کسی سے اپنی بے چینی کا ذکر کیا کہ یہ کیا چیز ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ پھر اُن کو ہمارے کسی احمدی نے بتایا کہ ''جماعت'' کے لئے ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو، جماعت کا ایک امام ہو اور پھر اُس کے پیروکار بھی ہوں۔ اور مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ امام بھی ایسا ہو جو عالمی سطح پر ہو اور اُس کے پیروکار اُس کے مکمل مطیع ہوں۔ تو اس احمدی نے جب ان غیر احمدی کرنل کو بتایا کہ اس زمانے میں وہ جماعت جس کا ایک عالمی امام ہے وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے اور یہ امام آنحضور ﷺ کے مہدی، جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے خلیفہ ہیں تو پھر اُس وقت یہ جو غیر احمدی کرنل ویول صاحب تھے، انہوں نے کہا کہ علماء کے نزدیک تو بانی جماعت احمدیہ نعوذ باللہ فتنہ پرداز تھے۔ اس کے جواب میں احمدی نے حقائق پیش کئے اور بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس زمانے میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ دن بدن میرا ایمان ترقی کرتا چلا گیا۔ آخر انہوں نے ایک وقت میں بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد تبلیغ کے میدان میں بڑی ترقی کر رہے ہیں اور تبلیغی شوق جو ہے اتنا ہے کہ وہاں سے ہمارے رپورٹ دینے والے مبلغ کہتے ہیں کہ جنون کی حد تک بڑھا ہوا ہے اور بعض جماعتیں بھی ان کے ذریعے سے قائم ہوئیں۔ پھر امیر صاحب گیمبیا کہتے ہیں کہ اپر ریور ریجن (Upper River Region) میں ایک گاؤں ''سرائے محمود'' کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں ہماری اپنی مسجد ہے جہاں احمدی اور غیر احمدی اکٹھے نماز ادا کرتے ہیں۔ دو مہینے پہلے پڑوس کے گاؤں میں غیر احمدیوں نے اپنی مسجد تعمیر کر لی۔ ''سرائے محمود'' سے ایک غیر احمدی نے اس نئی مسجد میں جا کر جمعہ کی نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جمعہ کی صبح نمازِ فجر کے بعد وہ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گیا اور واپس گھر آ کر جمعہ سے قبل کچھ دیر کے لئے سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ غیر احمدیوں کی تعمیر کردہ مسجد میں جمعہ پڑھنے جا رہا ہے تو خواب میں اُسے دکھایا گیا کہ جس مسجد کو تم چھوڑ کر جا رہے ہو یعنی احمدیوں کی مسجد، وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں زیادہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے بہ نسبت اُس مسجد کے جہاں تم اب نماز پڑھنے جا رہے ہو۔ جاگنے کے بعد وہ احمدیہ مسجد میں گئے اور وہاں جمعہ کی نماز ادا کی اور اپنی خواب سنائی اور کہا کہ اب مجھ پر حقیقت کھل گئی ہے اور احمدیت واقعی سچی ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔ گیمبیا کے امیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ وہاں ایک گاؤں ہے کنفینڈا (Kanfenda)، وہاں کے سامبا جالو (Samba Jallow) صاحب ہیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ کچھ سفید فام لوگ پاکستانی لباس میں کسی مقام پر چڑھے ہیں۔ یہ صاحب پوچھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اُن کو جواب ملتا ہے کہ یہ لوگ قادیان سے ہیں اور جس مہدی نے اس زمانے میں آنا تھا یہ اُس کے ساتھ ہیں۔ سامبا صاحب نہیں جانتے کہ قادیان کیا ہے اور کہاں ہے؟ خواب میں سامبا صاحب نے دیکھا کہ سورج اور چاند ایک دوسرے کے پیچھے مغرب سے مشرق کی طرف جا رہے ہیں اور اس طرح کہ سفید فام لوگ اُسے بتاتے ہیں کہ یہ مہدی کے آنے کی علامت ہے۔ جب سامبا صاحب فرافینی ٹاؤن میں آئے تو وہاں اُنہوں نے امیر صاحب گیمبیا کو دیکھا اور اُنہوں نے دیکھتے ہی کہا کہ ایسے ہی افراد تھے جو اُنہیں خواب میں دکھائی دیئے۔ اُنہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا تو اُنہوں نے وہیں بیعت کر لی۔ بیعت سے قبل سامبا صاحب مُلّاؤں کے پیچھے لگ کر مشرکانہ زندگی گزار رہے تھے۔ بیعت کے بعد یہ صاحب پنجوقتہ نمازی ہیں اور مالی

نوجوان نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجمع ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہیں اور اُسے اپنی طرف بلاتے ہیں

جب اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی تو کہنے لگے۔ یہی چہرہ تھا جنہوں نے مجھے پکڑ کے دلدل سے نکالا تھا

معاونت میں بڑے پیش پیش ہیں۔ جماعتی چندوں میں بڑے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایک پاکیزہ زندگی گزار رہے ہیں۔ پھر ایک صاحب ہیں محمد رمضان صاحب، کافی دیر کی بات ہے کہ یہ ہمارے ایک مشنری کے پاس آئے۔ ہمارے مبلغ محمود شاد صاحب[1] جو شہید ہو گئے ہیں یہ اُس وقت تنزانیہ میں تھے یہ اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ تو مَیں نے پوچھا کہ کیا آپ نے جماعت کا تعارف حاصل کیا ہے یا ویسے ہی آپ آئے ہیں۔ کہنے لگے مَیں پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکا ہوں۔ اب مجھے تیسری دفعہ خواب میں رہنمائی کی گئی ہے۔ اس لئے آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ لازماً بیعت کرنی ہے۔ اُس نے بتایا کہ اُس نے خود خدا سے رہنمائی مانگی تھی کہ سچے لوگ کون ہیں اور خواب میں مجھے تین دفعہ موروگورو کی احمدیہ مسجد دکھائی گئی اور آخری دفعہ تو مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑی پر ہوں جہاں نور ہی نور ہے اور میرے ساتھی جو مجھے احمدیت سے روکتے تھے بہت نیچے ہیں۔ چنانچہ آج مَیں بیعت کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے بیعت فارم پُر کیا اور ساتھ اُس کے بعد فوری طور پر چندوں کی ادائیگی بھی شروع کر دی اور کہا کہ مَیں نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا۔

الجزائر کے ایک (دوست) محمد رابح صاحب ہیں۔ کہتے ہیں ایک سال سے زائد عرصہ سے مَیں ایم۔ٹی۔اے دیکھ رہا تھا۔ شروع میں وفاتِ مسیح، دجّال اور امام مہدی وغیرہ کے بارے میں جماعت کے خیالات سُن کر تعجب ہوا۔ استخارہ کرنے پر خواب میں دیکھا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب اور شریف صاحب کے ساتھ ایک مسجد میں ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہیں امام مہدی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ مَیں نے کہا کہ استخارہ سے۔ مجھے شروع سے ہی امام مہدی کے ظہور کا انتظار اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا شوق تھا۔ یہ کہتے ہیں اُس کے بعد مَیں احمدی ہو گیا لیکن دوست احباب مجھے چھوڑ گئے۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔ صرف خدا کی رضا چاہتا ہوں۔ اور بیعت کی درخواست کی۔

زمبابوے کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں مسلم یُوتھ کے ایک عہدیدار نے بیعت کی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے جب وہ ایک عیسائی چرچ کے ممبر بنے تو اُن کو Baptise کرنے کے لئے پادری نے تاریخ مقرر کی۔ اس دن اچانک پادری صاحب بیمار ہو گئے۔ دوسری بار تاریخ مقرر کی تو پادری صاحب کی والدہ بیمار ہو گئیں۔ تیسری بار جب تاریخ مقرر کی تو اس زور کی بارش ہوئی کہ کوئی وہاں نہ جا سکا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجمع ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہیں اور اُسے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ یہ نوجوان کوشش کرتا ہے کہ مسیح تک پہنچے لیکن پہنچ نہیں سکا۔ اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد اُس نے عیسائیت کو چھوڑ دیا۔ اب بیعت کرنے سے پہلے اس نوجوان نے خواب دیکھا کہ اس کا سارا جسم گردن تک دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور اُس کو کسی نے پکڑ کر دلدل سے نکال دیا ہے۔ تو ہمارے مبلغ نے اُن سے پوچھا کہ تمہیں ان کا چہرہ یاد ہے کہ دلدل سے کس نے نکالا تھا؟ کہنے لگا: ہاں یاد ہے۔ جب اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی تو کہنے لگے۔ یہی چہرہ تھا جنہوں نے مجھے پکڑ کے دلدل سے نکالا تھا۔

پھر برکینا فاسو میں ڈوری سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں پُوئی ٹینگا ہے۔ اس کے تبلیغی دورے کے دوران ایک بزرگ نے بیعت کی جن کی عمر پینسٹھ سال ہو گی۔ بیعت کے بعد وہ بتانے لگے کہ آپ لوگوں کے آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں ایک بزرگ کو دیکھا جو مجھے کہنے لگا کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اُن کو قبول کرو۔ ایک ماہ کے وقفے کے بعد بعینہٖ وہی بزرگ دوبارہ مجھے ملے اور یہی پیغام دیا کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اُن کو قبول کرو۔ ان کو تفصیلاً بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی آپ نے بیعت کی ہے اُن کا نام بھی اللہ نے آدم رکھا ہے۔ اور اپنے اس رؤیا کے پورا ہونے پر بڑے خوش ہوئے۔ اُس کے بعد اپنے خاندان میں انہوں نے تبلیغ کی اور سو کے قریب افراد کو جماعت میں شامل کیا۔

پھر مصر کی ہالہ صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام مہدی اور آپ کی جماعت پانی کے اوپر چل رہے ہیں۔ مَیں نے درخواست کی کہ مجھے بھی شرفِ مصاحبت بخشیں۔ اُنہوں نے کہا کہ واپسی پر ہم آپ کو ساتھ لے لیں گے۔ اس رؤیا کے بعد میں نے صوفی ازم میں تلاشِ حق شروع کی لیکن اطمینان نہ ہوا۔ مَیں نے کہا کہ میری خواب سے مراد صوفی فرقہ نہیں ہو سکتا۔ باوجود اس کے کہ اِن لوگوں کا اصرار تھا کہ میں نے اُنہی کو خواب میں دیکھا تھا۔ گھر آ کر مَیں ٹی وی پر مختلف چینل دیکھنے لگی یہاں تک کہ ایم۔ٹی۔اے العربیہ نظر آیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مَیں نے اس چینل پر وہی شخص دیکھا جس کو خواب میں دیکھا تھا کہ وہ پانی پر چل رہا ہے اور امام مہدی ہے۔ اور مجھے انہوں نے لکھا کہ اس وقت انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

تو یہ سب خوابیں جو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے، لوگ جو خلفاء کو دیکھتے ہیں تو اس سے بھی اصل میں اللہ تعالیٰ کا یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت کا جو نظام ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ایک تسلسل ہے۔

پورتو نووو (بینن) سے مبلغ ہمارے لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک لطیفہ نامی عورت بطور ملازمہ کے آئیں اور چند دن کے بعد ہی بیمار پڑ گئیں اور دو تین ہفتے کی چھٹی کی اور پھر یو کے کا جو جلسہ ہونا تھا اُس جلسہ کے قریب دوبارہ کام پر آنا شروع ہوئیں اور آ کر

مَیں نے اس چینل پر وہی شخص دیکھا جس کو خواب میں دیکھا تھا کہ وہ پانی پر چل رہا ہے اور امام مہدی ہے

مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑی پر ہوں جہاں نور ہی نور ہے اور میرے ساتھی جو مجھے احمدیت سے روکتے تھے بہت نیچے ہیں

1 موصوف نے 28 مئی 2010ء کو مسجد نور ماڈل ٹاؤن لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران جامِ شہادت نوش کیا۔ (ادارہ)

انہوں نے مربی صاحب کی اہلیہ کو بتایا کہ اس بیماری کے دوران دو تین مرتبہ مجھے خواب آئی ہے اور اُس کا مجھ پر بڑا شدید اثر ہے۔ کہتی ہیں بیماری کے دوران میں خوب دعائیں کرتی رہی اور دعائیں کرتی ہوئی سوتی تھی کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش اور مجھے اور میری بچی کو جو شدید بخار میں ہے بچالے اور ہمیں اپنے سیدھے راستے پر موت دینا۔ کہتی ہیں کہ ایک دن خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا کمرہ خوب روشن ہوگیا اور نور ہی نور ہے۔ تو میں یہ نظارہ دیکھ کر ابھی ڈر ہی رہی تھی کہ بہت ہی خوبصورت سفید رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے بزرگ ظاہر ہوئے اور مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ اُس دن یہ نظارہ ختم ہوگیا۔ پھر دو چار دن کے بعد ایسا ہی نظارہ دوبارہ دیکھا اور دو شخص ہیں جو ایک بہت بڑے سفید گھر میں داخل ہوتے ہیں اور لوگوں کے ہاتھ پکڑ کر کچھ باتیں کرتے ہیں۔ وہاں بہت زیادہ کالے لوگ بھی ہیں، گورے بھی ہیں، ہر نسل کے ہیں جو اس کے پیچھے پیچھے سارے سفید گھر میں داخل ہوئے ہیں، (مارکی سفید رنگ کی تھی)۔ دیکھو لوگ بھی بہت زیادہ ہیں۔ پھر عالمی بیعت کر کے بہت خوش تھیں۔ اور گھر پہنچنے پر سارا خواب بڑی تسلی سے پھر دوبارہ سنایا۔ جس پر مربی صاحب کہتے ہیں میں نے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری رہنمائی بڑی وضاحت سے کی ہے۔ اس لئے امام مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور سچے دل سے شامل ہوگی تو یہی تمہارے مسائل کا حل ہے۔ کیونکہ تمہیں خلیفہ وقت نے خود آ کر اپنی طرف بلایا ہے، تمہیں اس بارے میں غور کرنا چاہئے۔ اُس نے کہا کہ گو مَیں الفاظ تو دُہرا چکی ہوں لیکن سوچ کر جواب دوں گی کہ مَیں مانتی ہوں کہ نہیں۔ گو ان کی بڑی عمر تھی اور والدین بھی بڑھاپے میں تھے۔ گھر جاکر اپنے والدین کو بتایا تو والد بڑے ناراض ہوئے کہ تمہیں اس دن کے لئے ہم نے پیدا کیا تھا کہ اپنے باپ دادا کے دین سے منحرف ہو رہی ہو؟ بہرحال ایک دن وہ آئیں اور رو پڑیں کہ وہ بزرگ

شروع کر دیا ہے تا کہ ہم ان نئے آنے والوں کے لئے بھی اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے بھی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات پر حمد اور شکر بھی کریں کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں سچائی کے راستے دکھا رہا ہے اور پھر اس پر قائم بھی کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے یہ نظارے ہمیشہ ہمیں دکھاتا چلا جائے اور ہم سب کو اور نئے آنے والوں کو بھی ثباتِ قدم عطا فرمائے، آمین۔

پس وہ لوگ جو اپنے زعم میں دنیا میں پھر پھر کر احمدیت کے خلاف زہر اُگل کر نیک فطرتوں کو احمدیت سے بدظن کرنا چاہتے ہیں اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں مَیں یہ کہتا ہوں۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو! اُٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آ گیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا۔ اور تضرّع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اُس

ہم ان نئے آنے والوں کے لئے بھی اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے بھی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات پر حمد اور شکر بھی کریں

الفاظ دُہراتے ہیں اور بعد میں یہ کھڑے ہو کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔

تو جب یہ خاتون آئیں اور انہوں نے مربی صاحب کی اہلیہ کو یہ خواب سنائی تو کہتے ہیں کہ اس دن جلسہ یوکے میں عالمی بیعت کا دن تھا۔ مَیں نے اس کو کہا کہ جس طرح کی تم بات کر رہی ہو اس سے لگتا ہے کہ اس کو وہاں مسجد میں ہی لے آؤ جہاں بیعت ہو رہی ہے۔ تو خیر یہ خاتون مربی صاحب کی اہلیہ کے ساتھ مسجد چلی گئیں اور ایم۔ٹی۔اے پر جو نظارہ دیکھتی تھیں تو بار بار ان کی اہلیہ کے گھٹنوں پر ہاتھ مار کر کہتی تھیں کہ ماما! بالکل یہی مَیں نے دیکھا ہے (وہاں افریقہ میں کسی عورت کو عزت سے بلانا ہو تو ’’ماما‘‘ کہتے ہیں)۔ یہ دو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جب یہ عالمی بیعت شروع ہوئی اور (ایک سفید مارکی میں جب مَیں داخل ہوا) تو یہ عورت اچھی طرح اہلیہ کو متوجہ کر کے کہتی ہیں کہ یہی وہ شخص تھا جو میری خواب میں آیا تھا اور دیکھو وہ بڑے دوبارہ میری خواب میں آئے ہیں یعنی خلیفہ وقت (مجھے دیکھا انہوں نے) اور کہا کہ مجھے محمد ﷺ کا بتاتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ میری طرف آ جاؤ۔ اسی میں تیری نجات ہے۔ اس لئے مَیں بڑی پریشان ہوں۔ پتہ نہیں موت مجھے کیسے آ گھیرے۔ پہلے ہی پچاس سال سے اوپر ہو چکی ہوں۔ اس لئے مَیں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب مَیں احمدیت میں داخل ہو جاؤں اور مجھے میرے باپ نے تو قبر کے عذاب سے نہیں بچانا۔ چنانچہ انہوں نے سچے دل سے بیعت کر لی ہے اور اپنی تنخواہ میں سے باقاعدہ چندہ بھی دینا شروع کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس سچائی کو دلوں میں ڈالنے کے واقعات تو بے شمار ہیں۔ اِن کا بیان ممکن نہیں ہے۔ ان شاء اللہ جلسہ آ رہا ہے۔ اس سال کے کچھ واقعات وہاں بھی آپ سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشوں کو بھی دیکھیں گے لیکن سب کو سمیٹنا ممکن نہیں۔ اس لئے جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اب مَیں نے دورانِ سال بھی یہ ذکر کرنا

نور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اُس ظلمت کے مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اُٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقّانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا۔ اور اپنے بندے کا مددگار ہوگا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا و بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے‘‘۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 53-54)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خطباتِ مسرور جلد نہم صفحہ 337، خطبہ جمعہ 8/جولائی 2011ء)

سیرتِ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

حضرت سلطان القلمؑ کے قلم سے

اِس جگہ میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبّت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نورِ اخلاص کی طرح نور دین ہے میں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ اُن کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اُس کے تصور سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور مَیں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ اُنہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ اُن کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نور دین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں۔

مولانا، مرشدنا، امامنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ اُن کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دُوں۔ حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو

تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے طیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمّت اور اُن کی غمخواری اور جان نثاری جیسے اُن کے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر اُن کے حال سے اُن کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبّت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں۔ اُن کی روح محبّت کے جوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں لیکن یہ نہایت درجہ کی بے رحمی ہے کہ ایسے جان نثار پر وہ سارے فوق الطاقت بوجھ ڈال دیئے جائیں جن کو اُٹھانا ایک گروہ کا کام ہے۔ بے شک مولوی صاحب اس خدمت کو بہم پہنچانے کے لئے تمام جائداد سے دست بردار ہو جانا اور ایوب نبی کی طرح یہ کہنا کہ ”مَیں اکیلا آیا اور اکیلا جاؤں گا“ قبول کر لیں گے لیکن یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے اور سب پر لازم ہے کہ اس پُرخطر اور پُرفتنہ زمانہ میں کہ جو ایمان کے ایک نازک رشتہ کو جو خدا اور اُس کے بندے میں ہونا چاہیے بڑے زور شور کے ساتھ جھٹکے دے کر ہلا رہا ہے اپنے اپنے حسن خاتمہ کی فکر کریں اور وہ اعمال صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے اپنے پیارے مالوں کے فدا کرنے اور پیارے وقتوں کو خدمت میں لگانے سے حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کے اُس غیر متبدل اور مستحکم قانون سے ڈریں جو وہ اپنے کلام عزیز میں فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ یعنی تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔

حاشیہ: حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کے معلومات رکھتے ہیں۔ فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر و عرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ طیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں فاضل جلیل ہیں مناظرات دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں۔ بہت سی عمدہ کتابوں کے مؤلف ہیں۔ حال میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 38-35)

حبّی فی اللہ مولوی حکیم نور دین صاحب بھیروی۔

مولوی صاحب ممدوح کا حال کسی قدر رسالہ فتح اسلام میں لکھ آیا ہوں لیکن ان کی تازہ ہمدردیوں نے پھر مجھے اس وقت ذکر کرنے کا موقعہ دیا۔ اُن کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ مَیں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچّے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اوّل درجہ کے نکلے۔ مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرعہ کے مصداق ہیں کہ قرار در کفِ آزادگاں نگیرد مال لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا۔ اور اب بیس روپے ماہواری دینا اپنے نفس پر واجب کر دیا اور اس کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے مَیں یقیناً دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو جو محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اُن کو خدائے تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور طاقت بالا نے خارق عادت اثر اُن پر کیا ہے۔

انہوں نے ایسے وقت میں بلاتردّد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا اور بہتیرے سُست اور متذبذب ہو گئے تھے۔ تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے۔ اٰمنّا وصدقنا فاکتبنا مع الشّاھدین مولوی صاحب موصوف کے اعتقاد اور اعلیٰ درجہ کی قوتِ ایمانی کا ایک یہ بھی نمونہ ہے کہ ریاست جموں کے ایک جلسہ میں مولوی صاحب کا ایک ڈاکٹر صاحب سے جن کا نام جگن ناتھ ہے اس عاجز کی نسبت کچھ تذکرہ ہو کر مولوی صاحب نے بڑی قوت اور استقامت سے یہ دعویٰ پیش کیا کہ خدائے تعالیٰ اُن کے یعنی اس عاجز کے ہاتھ پر کوئی آسمانی نشان دکھلانے پر قادر ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب کے انکار پر مولوی صاحب نے ریاست کے بڑے بڑے ارکان کی مجلس میں یہ شرط قبول کی کہ اگر وہ یعنی یہ عاجز کسی مدت مسلّمہ فریقین پر کوئی آسمانی نشان دکھلا نہ سکے تو مولوی صاحب ڈاکٹر صاحب کو پنج ہزار روپیہ بطور جرمانہ دیں گے اور ڈاکٹر صاحب کی طرف سے یہ شرط ہوئی کہ اگر انہوں نے کوئی نشان دیکھ لیا تو بِلاتوقف مسلمان ہو جائیں گے اور اِن تحریری اقراروں پر مندرجہ ذیل گواہیاں ثبت ہوئیں۔

خان بہادر جنرل ممبر کونسل ریاست جموں غلام محی الدین خاں

سراج الدین احمد سپرنٹنڈنٹ و افسر ڈاکخانجات ریاست جموں

سرکار سنگھ سیکرٹری راجہ امر سنگھ صاحب بہادر پریزیڈنٹ کونسل

مگر افسوس کہ ڈاکٹر صاحب ناقابل قبول اعجازی صورتوں کو پیش کر کے ایک حکمت عملی سے گریز کر گئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک آسمانی نشان یہ مانگا کہ کوئی مرا ہوا پرندہ زندہ کر دیا جائے حالانکہ وہ خوب جانتے ہوں گے کہ ہمارے اصولوں سے یہ مخالف ہے۔ ہمارا یہی اصول ہے کہ مُردوں کو زندہ کرنا خدائے تعالیٰ کی عادت نہیں اور وہ آپ فرماتا ہے وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرۡیَۃٍ اَہۡلَکۡنٰہَاۤ اَنَّہُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ یعنی ہم نے یہ واجب کر دیا ہے کہ جو مر گئے پھر وہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ مَیں نے ڈاکٹر

صاحب کو یہ کہا تھا کہ آسمانی نشان کی اپنی طرف سے کوئی تعیین ضروری نہیں بلکہ جو اَمر انسانی طاقتوں سے بالاتر ثابت ہو خواہ وہ کوئی امر ہو اسی کو آسمانی نشان سمجھ لینا چاہیے اور اگر اس میں شک ہو تو بالمقابل ایسا ہی کوئی دوسرا امر دکھلا کر یہ ثبوت دینا چاہیے کہ وہ امر الٰہی قدرتوں سے مخصوص نہیں لیکن ڈاکٹر صاحب اس سے کنارہ کر گئے اور مولوی صاحب نے وہ صدق قدم دکھلایا جو مولوی صاحب کی عظمت ایمان پر ایک محکم دلیل ہے۔ دل میں از بس آرزو ہے کہ اَور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا ایک نمونہ ہیں۔

جزاهم الله خيرا الجزاء و احسن اليهم في الدنيا و العقبیٰ

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 520 تا522)

حضرت مولوی صاحب کے محبّت نامہ موصوفہ کے چند فقرہ لکھتا ہوں غور سے پڑھنا چاہئے تا معلوم ہو کہ کہاں تک رحمانی فضل سے ان کو انشراح صدر و صدق قدم و یقین کامل عطا کیا گیا ہے اور وہ فقرات یہ ہیں۔ ”عالی جناب مرزا جی مجھے اپنے قدموں میں جگہ دو۔اللہ کی رضامندی چاہتا ہوں اور جس طرح وہ راضی ہو سکے طیار ہوں اگر آپ کے مشن کو انسانی خون کی آبپاشی ضرور ہے تو یہ نابکار (مگر محب انسان) چاہتا ہے کہ اس کام میں کام آوے“۔ تمّ کلامہ جزاہ اللّٰہ۔حضرت مولوی صاحب جو انکسار اور ادب اور ایثار مال و عزت اور جان فشانی میں فانی ہیں وہ خود نہیں بولتے بلکہ ان کی روح بول رہی ہے۔ درحقیقت ہم اسی وقت سچے بندے ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لیے تیار ہو جائیں۔ہماری جان اس کی امانت ہے اور وہ فرماتا ہے کہ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا

سر کہ نہ در پائے عزیزش رود
بارِ گران ست کشیدن بدوش

(آسمانی فیصلہ۔روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 338)

مولوی حکیم نور دین صاحب اپنے اخلاص اور محبّت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے مولوی صاحب موصوف اب تک تین ہزار روپیہ کے قریب للہ اس عاجز کو دے چکے ہیں اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں......

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

(نشانِ آسمانی۔روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 411-410)

آئینہ کمالات اسلام میں شامل اس فصیح و بلیغ عربی عبارت کا اردو ترجمہ مرکزی عربک ڈیسک کے تعاون سے ہدیہ قارئین ہے:

جب سے مَیں خدا تعالیٰ کی درگاہ سے مامور کیا گیا ہوں، اور حی و قیّوم ذوالعجائب خدا کی طرف سے زندہ کیا گیا ہوں، تب سے میں دین کے مددگاروں کو دیکھنے کا انتہائی مشتاق رہا ہوں اور یہ شوق اس شوق سے بہت بڑھ کر ہے جو ایک پیاسے کو بہتے شیریں پانی کے لئے ہوتا ہے۔مَیں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلّاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ! کون میرا معین و مددگار ہے؟ اے میرے رب! کون میرا معین و مددگار ہے؟ مَیں تو ایک تنہا اور ناتواں انسان ہوں۔

پس جب دعاؤں کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور آسمان کی فضا میری دعاؤں سے بھر گئی تو میری تضرّعات سنی گئیں اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا تو میرے ربّ نے مجھے ایک بہت ہی سچا دوست عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کے سردار اور میرے مخلص دوستوں میں سے چیدہ فرد اور دین متین کے کاموں میں میرے پیاروں میں سے سب سے بہترین ہیں۔ اُن کا نام اُن کی نورانی صفات کی مانند نورالدین ہے۔وہ جائے ولادت کے اعتبار سے بھیروی اور نسب کے لحاظ سے قریشی فاروقی ہیں۔ وہ اسلام کے سرداروں میں سے اور شریف پاک والدین کی اولاد میں سے ہیں۔

پس ان کے ملنے سے مجھے بچھڑی ہوئی خوشی مل گئی اور میں اسی طرح خوش ہوا جس طرح کہ ہمارے سیّد و مولیٰ ﷺ حضرت فاروقؓ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے۔وہ جب سے میرے پاس آئے ہیں اور مجھ سے ملاقات کی ہے اس وقت سے مَیں اپنے غموں کو بھول گیا ہوں۔ مَیں نے دین کی تائید و نصرت کی راہوں میں انہیں سابقین میں سے پایا ہے۔ مجھے کسی شخص کے مال نے اس قدر فائدہ نہیں پہنچایا جس قدر ان کے مال نے پہنچایا ہے جو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا اور کئی سال سے دے رہے ہیں۔ وہ علم و فضل کے کمال میں اور طوعی طور پر مال خرچ کرنے میں اور عطایا دینے میں اپنے ساتھیوں پر سبقت لے گئے ہیں۔ بایں ہمہ ان کا حلم کوہِ رضویٰ (مکہ کا ایک پہاڑ) سے زیادہ مضبوط ہے۔ انہوں نے اللہ کی خاطر تمام تعلقات چھوڑ دیئے ہیں اور اپنی تمام تر خوشی اللہ ربّ العالمین کے کلام میں رکھی ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ سخاوت ان کا طریق، علم ان کا مقصود، حلم ان کی سیرت اور توکل ان کی غذا ہے۔ مَیں نے تمام دنیا میں ان جیسا کوئی عالم نہیں دیکھا اور نہ ہی آسودہ حال لوگوں میں ان جیسا کوئی درویش اور نہ ہی خدائے تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کی خاطر ان جیسا کوئی خرچ کرنے والا پایا ہے۔

جب وہ میرے پاس آئے اور مجھے ملے اور ان پر میری نظر پڑی تو مَیں نے انہیں اپنے ربّ کے نشانات میں سے ایک عظیم نشان پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری وہ دعا ہیں جو میں مسلسل کرتا چلا آ رہا ہوں۔میرے حواس میں یہ بات سرایت کر گئی اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندوں میں سے ہیں۔ مَیں لوگوں کی مدح اور تعریف کرنا اور اُن کے شمائل کو لوگوں میں پھیلانا اس اندیشہ سے ناپسند کرتا ہوں کہ کہیں مبادا اس سے اُن کے نفس کو کوئی نقصان پہنچے، لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ یہ تو ایسے لوگوں میں سے ہیں جن کے نفسانی جذبات

پارہ پارہ ہو چکے ہیں اور ان کی طبعی خواہشات زائل ہو چکی ہیں اور وہ ایسی باتوں سے محفوظ ہیں۔

اور ان کے کمال کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام کے زخم دیکھے اور اسے ایک بے وطن درماندہ کی طرح یا اس درخت کی طرح پایا جو اپنی جگہ سے اُکھیڑ دیا گیا ہو تو انہوں نے گہرا غم محسوس کیا اور مارے صدمہ کے ان کی زندگی مکدّر ہو گئی اور وہ بے قرار ہو کر دین کی مدد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جو حقائق اور معارف سے بھری ہوئی ہیں اور ان کی مثال پہلے لوگوں کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ ان کتابوں کی عبارتیں باوجود مختصر ہونے کے فصاحت سے بھری ہوئی ہیں اور ان کے الفاظ نہایت دِلربا خوبصورت اور عمدہ ہیں جو کہ دیکھنے والوں کو شرابِ طہور پلاتے ہیں۔ ان کی کتابوں کی مثال اس ریشم کی ہے جو کئی خوشبوؤں سے تر بتر ہو اور پھر اس میں موتی، یاقوت اور بہت سی کستوری لپیٹ دی جائے، پھر اس میں عنبر ملایا جائے اور اس سارے مرکب کو معجون کی طرح بنا دیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتابیں ان تمام فائدہ بخش امور کو سمیٹے ہوئے ہیں جو دوسری کتب میں مختلف جگہ منتشر ہیں۔ نیز یہ کتابیں بکثرت اچھوتے معانی اور منفرد علوم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے دیگر کتب پر فوقیت لے گئی ہیں۔ نیز یہ کتب اس وجہ سے بھی سبقت لے گئی ہیں کہ یہ دلائل و براہین کی رسیوں سے دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ مبارک ہو اس شخص کو جو اِن کو حاصل کرے، ان کی قدر پہچانے اور ان کو غور سے پڑھے، وہ ان جیسا کوئی مددگار نہیں پائے گا۔ اور جو کوئی چاہتا ہو کہ قرآن کے گہرے عُقدوں کو حل کرے اور ربِّ جلیل کی کتاب کے اسرار پر اطلاع پائے تو اسے چاہئے کہ ان کتابوں کے مطالعہ میں مشغول اور مگن ہو جائے کیونکہ یہ کتب اس چیز کی ضامن ہیں جسے ایک ذہین طالب تلاش کرتا ہے۔ ان کتب کے خوشبودار پودوں کی مہک دلوں کو فریفتہ کرتی ہے اور ان کی شاخوں میں کثرت سے پھل لگے ہوئے ہیں اور بے شک وہ ایک باغ ہیں جس کے خوشے جھکے ہوئے ہیں اور اس میں کوئی لغو بات سنی نہیں جاتی اور پاکبازوں کے لئے سامان ضیافت ہے۔

ان کتب میں سے ایک **فصل الخطاب لقضایا اھل الکتاب** ہے اور ایک تصدیق براہینِ احمدیہ ہے جس میں الفاظ کی پختگی اور تراکیب کی لطافت کے ساتھ ساتھ عمدہ ترین معانی بڑی احسن ترتیب سے جڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ مؤلفین کے لئے اسوہ حسنہ بن گئی ہیں اور متکلّمین آرزو کرتے ہیں کہ وہ ان کتابوں کی طرز پر کتب تالیف کریں۔ بڑے بڑے ماہر فن علماء کی زبانیں ان کتابوں کی مدح سرا ہیں۔ ان کتب کے جواہرات گلے میں پہنے ہوئے جواہرات پر فضیلت رکھتے ہیں اور ان کے موتی سمندروں کے موتیوں سے برتر ہیں۔ یہ کتب ان (حضرت مولوی صاحب) کے کمالات پر پختہ دلیل ہیں اور آپ کی خوشبو کے جھونکوں کی قطعی دلیل ہیں۔ اور تم ضرور ایک وقت کے بعد ان کتب کی حقیقت کو جان لو گے۔

مؤلف فاضل نے ان کتب میں قرآنِ شریف کے نکات کی تفسیر نہایت سنجیدگی اور توجہ سے کی ہے اور اپنی تحقیق میں روایت اور درایت کو جمع کیا ہے۔ پس آفرین ہے ان کی عالی ہمتی پر اور ان کے روشن اور مقبول افکار پر۔

آپ مسلمانوں کا فخر ہیں۔ آپ کو دقائق قرآن کریم کے استخراج اور حقائق فرقان کے خزانوں کے پھیلانے میں عجیب ملکہ حاصل ہے۔ بلاشبہ آپ مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منور ہیں اور شان مردانگی اور پاک طینتی کی مناسبت سے نبی کریم ﷺ کے نور سے نور لیتے ہیں۔ آپ ایک عجیب انسان اور یگانہ رُوزگار جوانمرد ہیں۔ آپ کے ہر لحہ سے اسرار کے انوار کی نہریں پھوٹتی ہیں اور آپ کے رَشحاتِ قلم میں سے ہر ایک سے افکار کے چشمے اُبلتے ہیں۔ اور یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے اور خداتعالیٰ سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ چنیدہ متکلّمین اور مؤلفین کا سرتاج ہیں۔ لوگ آپ کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے آبِ زُلال سے پیتے ہیں اور آپ کے بیان کے آبگینوں کو شرابِ طہور کی طرح خریدتے ہیں۔ آپ ابرار و اخیار اور مؤمنین کا فخر ہیں۔

آپ کے دل میں لطائف و دقائق اور معارف و حقائق اور اَسرار اور اَسرار کے اَسرار اور روحانی لوگوں کے انوار پر مشتمل چمکتے ہوئے انوار ہیں۔ جب وہ اپنے صاف ستھرے اور پاک کلمات اور اچھوتے فی البدیہہ اور نادر ملفوظات کے ساتھ کلام کرتے ہیں تو گویا وہ دلوں اور روحوں کو لطیف نغموں اور ہلکی پھلکی داؤدی بانسریوں سے موہ لیتے ہیں اور وہ خارقِ عادت روشن نکات پیش کرتے ہیں۔ جب وہ بات کرتے اور سلسلہ کلام شروع کرتے ہیں تو اُن کے منہ سے حکمت اِس طرح نکلتی ہے گویا کہ وہ پے در پے اور بڑے جوش سے بہتی ہوئی موجیں ہیں جو سامعین کے مونہوں تک پہنچ رہی ہیں۔

مَیں نے اپنے فکر کے گھوڑے کو ان کے کمالات کی طرف دوڑایا تو مَیں نے علوم و اعمال اور نیکی و صدقات میں انہیں یکتائے روزگار پایا۔ وہ نہایت ذہین، روشن دماغ، نیکوں میں سے منفرد اور بہترین لوگوں میں سے برگزیدہ ہیں۔ انہیں مال اور سخاوت عطا کی گئی ہے اور امیدیں ان سے وابستہ کی گئی ہیں اور وہ خدّامِ دین کے سردار ہیں اور مَیں اُن پر رَشک کرنے والوں میں سے ہوں۔ امیدوار اُن کے دَر پر حاضر ہوتے اور اُن سے راحت کا سامان طلب کرتے ہیں۔ جو بھی ان کی ملاقات کے لئے آتا ہے اور ان کے گھر کا قصد کرتا ہے وہ اس سے منہ نہیں پھیرتے اور محتاجوں میں سے جو بھی انہیں ملنے آتا ہے وہ اسے اپنی عطا سے نوازتے ہیں۔

وہ میری ملاقات کے لئے کامل دِلی رغبت کے ساتھ ایسی خوشی پاتے ہیں جیسے دولتمند سونا ملنے سے جھوم اٹھتا ہے۔ وہ محبّت اور یقین کے قدموں پر دور دراز کے علاقوں سے میرے پاس آتے ہیں۔ وہ ایک پاکیزہ دل جوان ہے جو ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔ وہ اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ میری طرف دوڑے آتے ہیں خواہ قلیل وقت ہی میسر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیکیوں اور صلہ رحمیوں کی جزا کے پے در پے انعامات برسائے ہیں۔ ان کی زندگی سے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی تائید فرمائی ہے۔ میرے دل کے ساتھ ان کا ایک عجیب تعلق ہے اور ان کا دل نادر رنگ میں شاداب ہے۔ وہ میری محبّت میں قسم قسم کی ملامتیں اور صعوبتیں اور وطن مالوف سے دوری اور دوستوں کی جدائی اختیار کرتے ہیں۔ میرا کلام سننے کی خاطر ان کے لئے وطن سے جدائی آسان ہے۔ میرے مقام کی محبّت کے لئے وہ اپنے وطن

کو جس کے ساتھ ان کی یادیں وابستہ ہیں چھوڑتے ہیں۔

وہ میرے ہر ایک اَمر میں اس طرح میری پیروی کرتے ہیں جیسے نبض کی حرکت سانس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔ میں انہیں اپنی رضا میں فناشدہ پاتا ہوں۔ جب بھی ان سے تقاضا کیا جاتا ہے وہ دیتے ہیں اور ہرگز پیچھے نہیں رہتے۔ اور جب بھی انہیں کسی منصوبہ کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ سب سے پہلے لبیک کہنے والوں میں سے ہوتے ہیں۔ اُن کا دل سلیم اور اُن کا خلق عظیم ہے۔ اُن کی سخاوت موسلا دھار بارش کی طرح ہے اور ان کی صحبت خشک زاہدوں کے دلوں کی اصلاح کرتی ہے۔ دین کے دشمنوں پر ان کا حملہ غضبناک جوان شیر کی طرح ہوتا ہے۔ کفار پر انہوں نے پتھر برسائے ہیں اور وید کے ماننے والوں کے مسائل کی خوب چھان بین کی ہے۔ وہ بے وقوفوں کی زمین میں اترے ہیں اور انہیں سزا دی ہے اور ان کی زمین کو تہ وبالا کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتابوں کو مکذبین کا سر کچلنے کے لئے ایسی مہارت اور عمدگی سے تیار کیا ہے جیسے نیزوں کو سیدھا کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ پس خدا نے ان کے ہاتھوں سے وید والوں کو ایسا رسوا کیا کہ گویا ان کے چہروں پر راکھ پھینکی گئی ہو اور سیاہی مل دی گئی ہو اور وہ مُردوں کی طرح ہو گئے۔ انہوں نے پلٹ کر حملہ کرنا چاہا لیکن مُردے اپنی موت کے بعد کیسے زندہ ہو سکتے ہیں چنانچہ وید کے ماننے والے ناکام ونامراد ہو کر واپس چلے گئے۔ اگر ان میں ذرہ بھی شرم ہوتی تو کبھی لَوٹ کر نہ آتے لیکن بے حیائی تو اس قوم کے گلے کا ہار بن چکی ہے۔ پس وہ نیم مردہ لوگوں کی طرح حملہ کرتے ہیں۔

یہ فاضل معزز موصوف میرے سب سے زیادہ پیارے دوستوں میں سے ہیں اور ان احباب میں سے ہیں جنہوں نے میری بیعت کی اور عقدِ بیعت نبھانے کی نیّت سے میرے ساتھ اخلاص رکھا اور مجھ سے اس بات پر عہد کیا کہ وہ خدائے واحد پر کسی کو مقدم نہ کریں گے۔ مَیں نے انہیں ایسے لوگوں میں سے پایا ہے جو اپنے عہدوں کا پاس کرتے اور ربّ العالمین سے ڈرتے ہیں۔

وہ اس زمانہ میں، جس میں ہر طرف شرّ کی چنگاریاں اُڑ رہی ہیں، اُس صاف ستھرے پانی کی طرح ہے جو آسمان سے برستا ہے۔ ان کا دم غنیمت ہے۔ میں نے کسی بھی شخص کے دل میں قرآن کریم کی ایسی محبّت نہیں محسوس کی جیسے ان کے دل کو فرقان حمید کے عشق سے لبریز پاتا ہوں۔ فرقان حمید کی محبّت اُن کے دل میں گھر کر چکی ہے۔ ان کے چہرے میں آیاتِ مبین کی محبّت چمکتی ہے۔ ان کے دل میں خدائے رحمٰن کی طرف سے انوار ڈالے جاتے ہیں۔ پس وہ ان نوروں کے ساتھ قرآنِ شریف کے ایسے معارف دیکھتے ہیں جو نہایت باریک اور گہرے اور پوشیدہ ہیں۔ ان کی اکثر خوبیوں پر مجھے رَشک آتا ہے۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کی عطا ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ دینے والوں میں بہترین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی دسترس والا اور صاحب بصیرت بنایا ہے۔ ان کے کلام میں وہ حلاوت ورعنائی ودیعت فرمائی ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ ان کی فطرت کو ربِّ جلیل کے کلام سے پوری پوری مناسبت ہے اور اس کلام کے بے شمار خزانے اس جوانمرد کو بخشے گئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی عطا میں کوئی اس سے مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اس کے بندوں میں سے بعض وہ ہیں جن کو تھوڑی سی عطا بھی نہیں دی گئی اور بعض دوسرے ہیں جن کو بکثرت نوازا گیا ہے، لیکن وہ اللہ سے حجت بازی نہیں کر سکتے۔

مجھے میری عمر کی قسم! وہ بڑے بڑے میدانوں کے مرد ہیں اور ان پر کسی کا یہ قول صادق آتا ہے کہ ہر علم کے لئے عظیم مرد ہوتے ہیں اور ہر میدان کے عظیم پہلوان ہوتے ہیں۔ نیز ان پر یہ قول بھی صادق آتا ہے کہ بعض گوشوں میں دفینے ہوتے ہیں اور بعض آدمیوں میں عظیم استعدادیں ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں عافیت سے رکھے اور اپنی حفظ وامان میں رکھے اور انہیں اپنی رضا اور اطاعت میں گزرنے والی عمر دراز عطا کرے اور اپنے مقبولوں میں سے بنائے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کے لبوں پر حکمت جاری ہے اور آسمان کے انوار ان کے پاس اس تواتر سے نازل ہوتے ہیں جس طرح مہمانوں کی مہمان نوازی کی جاتی ہے۔ جب بھی وہ کتاب اللہ کی تفسیر کے لئے یکسوئی سے توجہ کرتے ہیں تو اسرار کے چشمے جاری کر دیتے ہیں اور لطیف معانی کے سَوتے بہا دیتے ہیں اور ایسے ایسے بے مثل معارف ظاہر کرتے ہیں جو پردوں میں مستور تھے۔ وہ باریک مضامین پر بھی بڑی باریک بین نظر رکھتے ہیں اور حقائق کی کُنہ تک پہنچ کر کھلا کھلا نور لاتے ہیں۔ اہلِ عقل ان کی تقریروں کے وقت ان کے کلام کے اعجاز اور عجیب تاثیرات کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ وہ حق کو خالص سونے کی ڈلی جیسا دکھاتے ہیں اور مخالفین کے شبہات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ یہ زمانہ فلسفہ کی آندھیوں کا زمانہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ فساد اور خُبث برپا ہو چکا ہے اور ان واقعات نے نوجوانوں کو بے قرار اور پریشان کر رکھا ہے۔ اور علماء علومِ روحانیہ کی دولت اور اسرارِ رحمانیہ کے جواہرات سے اس طرح محروم ہیں جیسے سارا گوشت اتارے جانے کے بعد ہڈی خالی رہ جاتی ہے۔ پس اس صورت حال میں یہ جوانمرد کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں پر اس طرح ٹوٹا جیسے شیاطین پر شہاب ٹوٹ کر گرتے ہیں۔ سو وہ علماء میں آنکھوں کی پتلی کی طرح ہیں اور حکمت کے آسمان میں روشن سورج کی مانند ہیں۔ وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور ان سطحی آراء سے خوش نہیں ہوتے جن کی بنیاد گہری نہیں ہوتی۔ بلکہ اُن کا فہم زمین کی گہرائی میں مخفی باریک دَر باریک اسرار کے ماخذ تک پہنچتا ہے۔ پس ان کے کیا ہی کہنے۔ اللہ ہی ان کو اجر دے۔ اللہ نے چِھنی ہوئی متاع ان کی طرف لَوٹا دی ہے اور وہ توفیق یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔

سب حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں یہ پیارا دوست عین موقع پر اور ضرورت کے وقت میں بخشا۔ سو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی عمر، صحت اور دولت میں برکت دے اور ہمیں وہ مستجاب الدعوات گھڑیاں عطا کرے جو ان کے اور ان کے خاندان کے حق میں مناسب ہوں اور میری فراست گواہی دیتی ہے کہ یہ استجابتِ دعا ایک متحقق اَمر ہے نہ کہ ظنّی اور ہم ہر روز (اللہ کی رحمت کے) امیدواروں میں سے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی قسم! مَیں ان کے کلام میں ایک نئی شان دیکھتا ہوں۔ قرآنِ شریف کے اَسرار کھولنے میں اور اس کے مضمون اور مفہوم کے سمجھنے میں انہیں سبقت لے جانے

والوں میں سے پاتا ہوں۔ مَیں ان کے علم وحلم کو دو متوازی پہاڑوں کی طرح دیکھتا ہوں اور مَیں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کون سا پہاڑ دوسرے پر فوقیت لے گیا ہے۔ یہ دینِ متین کے باغوں میں سے ایک باغ ہیں۔ اے میرے ربّ! تو ان پر آسمان سے برکتیں نازل فرما اور دشمنوں کے ہر شر سے ان کی حفاظت فرما۔ اور تُو ان کے ساتھ ہو جہاں بھی وہ ہوں اور دنیا اور آخرت میں ان پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے، آمین وثم آمین۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو اوّل وآخر اور ظاہر وباطن ہے۔ وہی دنیا اور آخرت میں میرا اولی ہے۔ اسی کی روح نے مجھ سے کلام کروایا اور اسی کے ہاتھ نے مجھے حرکت دی۔ سو مَیں نے اپنی یہ تحریر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اشارے اور القاء سے لکھی ہے۔ اور گناہ سے بچنے اور نیکی اختیار کرنے کی طاقت صرف اللہ (کی مدد) سے ہوتی ہے۔ آسمان وزمین میں وہی قادر ہے۔

اے میرے ربّ! مَیں نے محض تیری قوت وطاقت سے اور تیرے الہام کی مہکتی لپٹوں سے یہ تحریر لکھی ہے۔ پس اے ربّ العالمین تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ تو ہی میرا محسن، مجھے انعام عطا کرنے والا، میری دونوں آنکھوں کا نور اور میرے دل کا سُرور اور میرے قدموں کی قوت ہے۔ میں اِس حال میں مروں گا کہ مَیں اپنے حال اور اپنے قال اور اپنے کلام سے تیرے احسانات کا شکر ادا کر رہا ہوں گا۔ میری قبر میں میری ہڈیاں اور میری تُربت میں میری خاک اور آسمان میں میری روح تیرا شکر کر رہی ہوگی۔ تیرا احسان میرے شکر پر غالب ہے اور تیری نعمتوں میں میری آنکھیں، میرے کان، میرا دل، میرا سر، میرے اعضاء اور میرا ظاہر اور میرا باطن غرق ہے۔ تو میرے لئے مضبوط قلعہ ہے۔ مَیں تیری پناہ میں آتا ہوں آسمان وزمین کی آفات سے، ہر چرب زبان حاسد سے، اور روشن اور واضح حق سے روگردانی کرنے والے سے اور ہر قسم کی زبان درازی سے اور بھڑکتے ہوئے غصہ سے اور ہر قسم کی ظلمت اور تاریکی سے اور ہر اس شخص سے جو تیری طرف آنے میں روک بن جاتا ہے۔ اور ہماری آخری پکار یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ ربّ العالمین ہی کے لئے ہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 590-581)

اور میرے سب دوست متقی ہیں اور لیکن ان سب سے قوی بصیرت اور کثیر العلم اور زیادہ تر نرم اور حلیم اور اکمل الایمان والاسلام اور سخت محبت اور معرفت اور خشیت اور یقین اور ثبات والا ایک مبارک شخص بزرگ متقی عالم صالح فقیہ اور جلیل القدر محدث اور عظیم الشان حاذق حکیم حاجی الحرمین حافظ القرآن قوم کا قریشی اور فاروقی نسب کا ہے جس کا نام نامی مع لقب گرامی مولوی حکیم نورالدین بھیروی ہے اللہ تعالیٰ اس کو دین ودنیا میں بڑا اجر دے۔ اور صدق وصفا اور اخلاص اور محبّت اور وفاداری میں میرے سب مریدوں سے وہ اوّل نمبر پر ہے اور غیر اللہ سے انقطاع میں اور ایثار وخدمات دین میں وہ عجیب شخص ہے اس نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مختلف وجوہات سے بہت مال خرچ کیا ہے اور میں نے اس کو ان مخلصین سے پایا ہے جو ہر ایک رضا پر اور ازواج اور اولاد پر اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں اور ہمیشہ اس کی رضا چاہتے ہیں اور اس کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے مال اور جانیں صرف کرتے ہیں اور ہر حال میں شکر گزاری سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور وہ شخص رقیق القلب صاف طبع حلیم کریم اور جامع الخیرات بدن کے تعہد اور اس کی لذات سے بہت دور ہے بھلائی اور نیکی کا موقع اس کے ہاتھ سے کبھی فوت نہیں ہوتا اور وہ چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دین کے اعلا اور تائید میں پانی کی طرح اپنا خون بہا دے اور اپنی جان کو بھی خاتم النبیین کی راہ میں صرف کرے۔ اور ہر ایک بھلائی کے پیچھے چلتے ہیں اور مفسدوں کی بیخ کنی کے واسطے ہر ایک سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔

مَیں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس، اللہ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبّت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب اس سے سبقت نہیں لے گیا۔

(حمامۃ البشریٰ۔ اردو ترجمہ صفحہ 30،29)

ہمارے مخلص اور محبّت اور اخلاص میں محو مولوی حکیم نور دین صاحب کا ذکر کرنا اس جگہ ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو پامال کر کے میرے پاس ان فقراء کے رنگ میں آبیٹھے ہیں جیسا کہ اخص صحابہ رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 315)

ہماری جماعت میں اور میرے بیعت کردہ بندگان خدا میں اک مرد ہیں جو جلیل الشان فاضل ہیں اور وہ مولوی حکیم حافظ حاجی حرمین نورالدین صاحب ہیں جو گویا تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزار ہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے۔ اگر آپ کو فی الحقیقت بیعت لینے کی فضیلت دی گئی ہے۔ تو ایک قرآن کا سپارہ ان ہی کو مع حقائق معارف کے پڑھا دیں۔ یہ لوگ دیوانے تو نہیں کہ انہوں نے مجھ سے ہی بیعت کر لی اور دوسرے ملہموں کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ حضرت مولوی صاحب موصوف کی پیروی کرتے تو آپ کے لیے بہتر ہوتا۔ آپ سوچیں کہ فاضل موصوف جو خانماں چھوڑ کر میرے پاس آبیٹھے اور کچے کوٹھوں میں تکلیف سے بسر کرتے ہیں کیا وہ بغیر کسی بات کے دیکھنے کے دانستہ اس تکلیف کو گوارا کئے ہوئے ہیں؟ ہمارے عزیز اور دوست ملہم صاحب یاد رکھیں کہ وہ ان خیالات میں سخت درجہ کی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اپنی الہامی طاقت سے پہلے مولوی صاحب موصوف کو قرآن دانی کا نمونہ دکھلاویں اور اس خارق عادت کی چمکار سے نور دین جیسے عاشق قرآن سے بیعت لیں تو پھر میں اور میری تمام جماعت آپ پر قربان ہے۔

(ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 500)

"میرے ایک دوست ہیں، سب دوستوں سے زیادہ پیارے اور تمام عزیزوں سے بڑھ کر سچے۔ فاضل، علامہ، حاذق، فہیم وفطین، کتاب مبین (قرآن) کے رموز کے عالم، علوم حکمت اور دین کا عرفان رکھنے والے، جن کا نام نامی ان کی صفات گرامی کی طرح حکیم مولوی نورالدین ہے"۔ (سرّ الخلافۃ۔ اردو ترجمہ صفحہ 168)

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف برکات الدّعا میں بھی آپ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

حاصل مطالعہ: محمد انیس دیالگڑھی

چشم دید واقعات

انتخابِ خلافت ثانیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال پر جماعت احمدیہ میں جو اختلاف رونما ہوا اور جس کے نتیجہ میں غیر مبائعین کا گروہ پیدا ہوا۔ اس پر حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے انہی دنوں ایک خط کی صورت میں ایک مفصل تبصرہ فرمایا تھا جس کی نقل آپ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی آپ کی مارچ 1914ء کی ڈائری میں موجود ہے۔ جسے آپؓ کی وفات کے بعد اخبار الفضل میں شائع کیا گیا۔ مذکورہ تبصرہ الفضل کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالسلام دارالامان قادیان۔ مارچ 1914ء

اخویم شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ آپ کی تار پہنچی۔ اس سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام یعنی صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر کے پاس بھی آپ کا تار اور خط پہنچا تھا۔ اور اس وقت مَیں وہاں موجود تھا اس لئے مضمون و خط سے وہیں مجھ کو اطلاع ہوگئی تھی۔ گھر آنے پر میرے نام کا تار بھی ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس بہت سے غلط واقعات پہنچے ہیں جس نے آپ سے یہ تار اور خط لکھوائے اس لئے ضروری ہوا (کہ) میں نہایت صحیح واقعات جن کا مجھ کو صحیح علم ہے اور جس پر میں حلف بھی کر سکتا ہوں عرض کروں۔ وھو ھذا۔

آپ کے آنے سے پہلے غالباً وصیت لکھی جاکر میرے پاس بطور امانت حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام صدیق مرحوم مغفور یعنی مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ نے میرے سپرد کی ہوئی تھی جو حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم

خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے لاَ اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرے بچے چھوٹے ہیں ہمارے گھر مال نہیں ان کا اللہ حافظ ہے ان کی پرورش یا پرورش[1] یتامٰی و مساکین سے نہ ہو۔ کچھ قرضہ حسنہ جمع کیا جائے (لائق لڑکے ادا کریں) یا کتب، جائیداد وقف علی الاولاد۔ میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز عالم باعمل ہو۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔ مَیں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ ہووے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔

والسلام

نورالدین۔ 4/مارچ بعد اعلان

گواہ شد، محمد علی خاں۔ گواہ شد، مرزا محمود احمد 04.03.14۔ گواہ شد، مرزا یعقوب بیگ 04.03.14۔ گواہ شد، محمد علی 04.03.14۔

1- یہ دوبارہ لکھا ہوا ہے۔

یا آپ بھی اس وقت موجود تھے بہرحال یہ واقعہ آپ کی موجودگی یا ایک آدھ روز پہلے کا ہے مجھ کو صحیح یاد نہیں غالباً آپ موجود تھے کیونکہ حضرت میاں صاحب نے مجھ کو کہا تھا کہ آپ نے ان کو اس طرف متوجہ کیا تھا کہ وصیت میں حضرت مولانا مرحوم نے اپنی بیوی کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔

آپ کے جانے کے بعد کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام مرحوم مغفور دن بدن نہایت ہی کمزور ہوتے گئے اور جہاں تک میرا خیال ہے علاج میں بھی وہ توجہ نہیں رہی۔ خوراک نہایت ہی کم ہوگئی۔ سوائے چند تولہ کے غذا نہیں ملتی تھی۔ اس پر بہت کچھ گفت و شنید ہوئی ایک اطباء کی کمیٹی بیٹھی اور چند نسخے تجویز ہوئے۔ مگر حضرت کو غالباً یہ ادویات نہیں ملیں۔ منگل یا بدھ سے یعنی وفات سے دو تین روز قبل حضرت موصوف کو قے شروع ہوگئی اور بدھ سے ہچکی بھی شروع ہوگئی۔ اب اور بھی زیادہ ضعف ہوگیا ادھر عیادت کے لئے مہمان بہت آئے اور لوگ اضطراب سے آئندہ واقعات پر تشویش ظاہر کرنے لگے۔ جہاں چار آدمی اکٹھے ہوئے اور مسائل اختلافی پر بحث شروع ہوگئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اور

ہم بھی اضطراب سے سوچنے لگے اور جب کوئی صورت اصلاح نظر نہ آئی کیونکہ ایسی افواہیں اڑیں کہ بیرونجات سے لوگ بلائے جارہے ہیں۔ چنانچہ آدمیوں سے معلوم ہوا کہ وہ سیکرٹری صاحب کے بلانے پر آئے ہیں۔ پھر میر عابدعلی شاہ صاحب اور چوہدری عبداللہ خاں صاحب نمبردار نے آکر بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے و ڈاکٹر یعقوب بیگ سے گفتگو ہوئی۔ انہوں نے صاف کہا کہ ہم اوّل تو خلیفہ ہی پسند نہیں کرتے اور اگر خلیفہ ہو بھی تو اس سے شرائط طے کی جائیں گی اور یہ اطلاع انہوں نے تحریراً بھی بطور شہادت ہم کو دے دی اور یہ واقعہ کوئی پانچ چھ روز قبل از وفات حضرت کا تھا۔ ان امور سے سخت تشویش ہوئی اور ادھر دیکھا کہ لوگ مختلف طور پر کج بحثیاں کرتے ہیں۔ اس لئے میاں صاحب نے سب احباب کو کہا کہ دعا سے کام لیا جائے کہ خداوند تعالیٰ حضرت مولانا کو شفاء دیدے اور اگر اس کی مشیّت میں حضرت موصوف کا وقت ہی آ گیا ہے تو خداوند تعالیٰ تفرقہ سے قوم کو بچائے اور کوئی مناسب خلیفہ عطا کرے۔ اس پر تمام احباب نے بدھ کی اور جمعرات کی مشترکہ رات کو اُٹھ کر دعائیں کیں۔ صبح کے وقت میاں صاحب کو تحریک ہوئی کہ اختلافات کو سردست چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ بعد نماز صبح مجھ سے تنہائی میں فرمایا کہ میرا منشاء ہے کہ چونکہ اس وقت دو مختلف خیال کے لوگ موجود ہیں ہر ایک فریق یہ سمجھتا ہے کہ اگر ہمارے خلاف خیالات کا خلیفہ ہوا تو پھر ہماری خیر نہیں اس لئے رفع فتنہ کے لئے ہم ایسے شخص کو خلیفہ منتخب کریں جس کو دونوں طرف قریباً ارادت ہو۔ اور انہوں نے فرمایا کہ میرے خیال میں سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کو پیش کیا جائے۔ ادھر میرے خیال میں بھی تحریک تھی کہ مَیں حضرت میاں صاحب سے دریافت کروں کہ رفع فتنہ کے لئے ہم کہاں تک اپنے خیالات چھوڑ سکتے ہیں۔ چونکہ میاں صاحب نے خود ہی میرے سوال کا جواب دینا شروع کر دیا اس لئے مجھے دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوئی اور پھر میاں صاحب نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو بھی نہ مانیں تو پھر ان میں سے جس کسی کو وہ پسند کریں خواہ خواجہ کمال الدین صاحب ہوں یا مولوی محمد علی صاحب یا کوئی اَور۔ ہم بدل اس کو منظور کریں گے۔ اور بموجب آیت کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ۔ (النساء:60)

ہم اپنے اختلافی مسائل کو ضرور پیش کریں گے۔ ہاں اگر خلیفہ ہم کو ان مسائل سے روک دے گا تو ہم خاموشی اختیار کریں گے اور یہی ادب عمل صحابہؓ سے ثابت ہے اور ہم پورے مطیع خلیفہ کے ہوں گے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ خلیفہ بلاشرط ہو اور مقتدر ہو خواہ ہمارے خیال سے متفق ہو یا نہ ہو اس سے ہم کو غرض نہیں۔ مگر مقتدر ہونا ضروری ہے اور وصیت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ مقتدر ہی درگزر اور چشم پوشی کرسکتا ہے۔ جب یہاں تک میاں صاحب کا مَیں (نے) خیال دیکھا تو مَیں نے ان سے اتفاق رائے ظاہر کر کے کہا کہ آج میرا دل ایک بڑے بوجھ سے ہلکا ہوگیا اور اس وقت سے برابر میاں صاحب اور مَیں کسی خاص شخص کی خلافت سے بالکل خالی الذہن ہوگئے۔ اس تصفیہ کے بعد میاں صاحب مکان میں آئے اور ایک مضمون لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ’’اس وقت ہم کو سردست تمام اختلافی امور چھوڑ دینے چاہئیں اور اس وقت تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام یعنی مولوی نورالدین صاحب تندرست ہوں یا ان کی جگہ اللہ تعالیٰ کوئی خلیفہ مقرر کردے کسی قسم کا تذکرہ اور اختلاف نہ رکھیں اگر کوئی شخص اس قسم کی بات چھیڑے تو اس کے پاس سے اٹھ جائیں اور تمام جماعت دعاؤں میں لگ جائے۔ یہ ایک مصیبت کا وقت ہم پر ہے بس اللہ تعالیٰ سے ہی اس کی استمداد چاہیں تا وہ ہماری نصرت فرمائے اور ہم کو تفرقہ سے بچائے۔ اس وقت ہمارا آقا بیمار ہے اور وہ ہمارے اختلافات کے متعلق کچھ خبر نہیں رکھتا اور نہ وہ اس کا تدارک کرسکتا ہے اس لئے اس وقت ایسی گفتگو اور خیالات نہایت نامناسب ہیں‘‘۔ چنانچہ یہ مضمون لکھ کر میاں صاحب نے مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کے پاس بھیج دیا کہ آپ اگر مناسب تصور کریں اپنے اور دیگر احباب کے دستخط کردیں اور کرادیں تاکہ قوم میں جو اس وقت اضطراب پھیلا ہوا ہے وہ جاتا رہے۔ اس پر مولوی صاحب نے لکھا کہ بیرونجات میں یہ اختلاف نہیں ہے اس تحریر سے خواہ مخواہ اختلاف پیدا ہوگا۔ ہاں قادیان میں ایک طوفان بےتمیزی آیا ہوا ہے اور لاہور میں بھی ہے اس لئے آپ ایک تقریر کردیں اور مَیں بھی ایک تقریر کردوں گا اور یہ آپ کو بہت عمدہ خیال پیدا ہوا ہے۔

اس پر اس مضمون کو التواء میں ڈالا گیا اور بعد عصر حضرت میاں صاحب نے اس مضمون بالا کی تقریر کی اور اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے تقریر کی مگر اس میں اختلاف کی طرف بھی اشارہ کر گئے اس کے بعد گویا تمام جماعت میں سکون آگیا اور وہ ٹولی بندیاں اور کج بحثیاں بند ہوگئیں۔ یہ پنجشنبہ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد اسی روز مَیں نے میاں صاحب سے عرض کی کہ یہ مولوی محمد علی صاحب کا خیال صحیح نہیں کہ باہر اختلاف نہیں میرے خیال میں یہ مضمون شائع کر کے باہر بھی بھیجا جائے۔ چنانچہ اس کے طبع کرنے کا انتظام کیا گیا۔ رات کو پھر تمام احباب دعا میں مصروف ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کو ہچکی اور قے اور کھانسی کی سخت تکلیف رہی۔ صبح یعنی جمعہ کے روز بعد نماز ہم جب کوٹھی پر آئے تو حضرت کی طبیعت کچھ زیادہ ضعیف تھی مگر ڈاکٹر کہتے تھے آج کھانسی سے آرام رہا مگر مجھ کو زیادہ ضعف محسوس ہوتا تھا۔ اس کے بعد کوئی سات بجے آدمی آیا کہ ڈاکٹر صاحب بلاتے ہیں۔ میاں صاحب اور مَیں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے کمرہ میں گئے وہاں مولوی محمد علی صاحب بھی آگئے اور شیخ رحمت اللہ صاحب بھی۔ اس وقت حضرت صاحب کی طبیعت اَور بھی نحیف معلوم ہوئی اور بلغم سانس کے ساتھ بولتی تھی مگر یخنی وغیرہ آپ نے اٹھ کر کھایا، لیٹے لیٹے نہیں کھایا۔ کوئی دس بجے وہاں سے ہم سب باہر آئے۔ مَیں شیخ رحمت اللہ صاحب کو الگ لے گیا اور ان سے عرض کیا کہ بجائے اس کے کہ وقت پر باہم بحث ہو بہتر ہے کہ ہم سب بیٹھ کر طریق انتخاب خلیفہ کی بابت تصفیہ کرلیں اور جو طریق باہمی اتفاق سے قائم ہو اس پر آئندہ کارروائی کی جائے انہوں نے کہا کہ بعد جمعہ سب اکٹھے ہوجائیں میں بھی اپنے احباب کو کہہ دوں گا۔

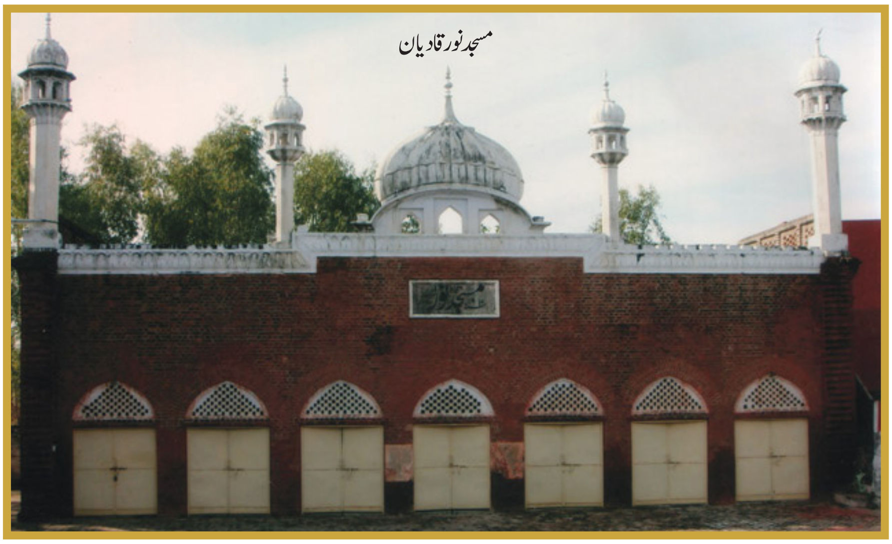

اس کے بعد ہم کھانا کھانے گئے اور اس وقت میاں صاحب نے فرمایا کہ کچھ ہم میں سے یہاں بھی رہیں مگر حضرت کی طبیعت کسی قدر بحال دیکھ مَیں بھی جمعہ کو چلا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے پاس صرف ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب رہ گئے۔ جمعہ سے ہم واپس آرہے تھے اور میاں صاحب اور مَیں گاڑی میں تھے کہ مولوی شیر علی صاحب کے مکان کے قریب میرا ملازم ملا۔ اور اس نے اطلاع دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کا انتقال ہوگیا ہے۔ میاں صاحب نے گاڑی کو دوڑانے کی تاکید کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا شروع کیا۔ بورڈنگ کے کوارٹروں کے قریب گاڑی کو سست پاکر میاں صاحب اور میں پاپیادہ تیز قدمی سے چلے آخر کوٹھی پر پہنچے اور وہاں مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور کئی احباب بیٹھے رو رہے تھے۔ اور میاں عبدالحیٔ کو لئے بیٹھے تھے۔ ہم بھی وہاں بیٹھ گئے۔ میاں صاحب حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کے کمرہ میں چلے گئے۔ اسی حالت رنج وافسوس میں عصر کی اذان ہوگئی اور سب مسجد نور میں جمع ہوگئے۔ بعد نماز عصر میاں صاحب نے پھر ایک تقریر کی اور اس میں اس بات پر بھی زور دیا کہ کل جو صاحب روزہ رکھ سکیں وہ روزہ بھی رکھیں۔ یہ تقریر پہلی تقریر کا قریباً اعادہ تھا اور نہایت تضرّع اور رقّت اہل مجلس پر طاری تھی۔ اس کے بعد مَیں نے میاں صاحب سے عرض کی کہ اب ہم سب کو جمع ہوکر مناسب تجویز کرنی چاہئے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میرے سر میں درد ہے مَیں ذرا تھوڑی دور پھر آؤں جب سب آجائیں مجھ کو بھی بلا لیا جائے۔ مَیں نے شیخ رحمت اللہ صاحب و مولوی محمد علی صاحب و ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب و مولوی شیر علی صاحب و مولوی صدرالدین صاحب کی طرف آدمی بھیج دیا۔ شیخ صاحب نے کہلا بھیجا کہ مولوی محمد علی میاں صاحب سے گفتگو کرنے جاتے ہیں اس کے بعد ہم سب آجائیں گے۔ پھر مَیں خود شیخ صاحب کے پاس چلا گیا تو انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب میاں صاحب سے گفتگو کرنے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان دونوں کی گفتگو سے ہی تمام اختلاف جاتا رہے۔ اس لئے مَیں بھی وہاں کھڑا ہوگیا اور میاں صاحب اور مولوی صاحب الگ ٹہلتے ہوئے تنہائی میں گفتگو کرتے رہے۔

مغرب کے وقت وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ میاں صاحب نے آکر فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب سے گفتگو ہوئی ہے اور وہ وہی بات کہتے ہیں جو چوہدری عبداللہ خاں صاحب نے آکر بیان کی تھی اور اب مَیں یہ تصفیہ کرکے آیا ہوں کہ مولوی صاحب بجائے خود اپنے احباب سے مشورہ کریں اور مَیں اپنے احباب سے مشورہ کروں اور ہم سوچیں کہ کہاں تک ہم اپنے خیالات چھوڑ سکتے ہیں اس لئے اب مشورہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ بعد مغرب قریب پچاس آدمیوں کو بلایا گیا۔ اور چونکہ مولوی محمد علی صاحب اور میاں صاحب کا باہمی تصفیہ ہوا تھا کہ احباب کے مشورہ کو عام نہ کیا جائے گا۔ اس لئے میرے مکان میں علیحدہ جگہ یہ مشورہ ہوا اور سب کے سامنے میاں صاحب نے پیش کیا کہ مجھ سے اور مولوی محمد علی صاحب سے گفتگو ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ''خلیفہ''۔ اوّل تو ہونا نہ چاہئے اور اگر ہو تو تمام احمدیوں کو اس کی بیعت نہ کرنی ہو۔ یعنی جو پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام مرحوم کی بیعت کرچکے ہیں وہ دوبارہ اب نئے خلیفہ کی بیعت نہ کریں۔ اور مسئلہ کفر واسلام میں خلیفہ ہمارے سدراہ نہ ہو یعنی ہمارے خیالات کے اظہار میں روک نہ ڈالے۔ اور کم ازکم مَیں (مولوی محمد علی صاحب) تو بیعت نہ کروں گا۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ ہونا ضروری ہے اور چونکہ میرا اعتقاد ہے کہ خلیفہ ضرور ہونا چاہئے اس لئے مَیں اس پر متفق نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ میرا یہ بھی اعتقاد ہے کہ خلیفہ مشروط نہیں ہوسکتا بلکہ خلیفہ مقتدر چاہئے تاکہ فتنہ کے وقت وہ اپنے اختیارات سے فتنہ کو روک سکے۔ اس لئے اس پر بھی مَیں متفق نہیں ہوسکتا۔ رہے اختلافی مسائل اس کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں اختلاف ہمیشہ سے رہے اور رہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا پھر مہلت کافی ہونی چاہئے کم ازکم پندرہ بیس روز۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ خلافت مقتدر ہونی چاہئے اور ضرور ہونی چاہئے۔ اور خلیفہ دوئم قبل ازدفن خلیفہ اوّل منتخب ہوجانا چاہئے۔ اور یہی میرا اعتقاد ہے اس پر مجھ کو اصرار ہے اختلافی مسائل ان امور پر سدراہ نہیں ہوسکتے۔ مسئلہ کفر پر اختلاف حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کے وقت بھی رہا ہے اور وہ خلیفہ بھی رہے ہیں۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ نہیں جلدی نہیں چاہئے کافی وقت ملنا چاہئے تاکہ شوریٰ سے خلیفہ مقرر ہو۔ میاں صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا کے دفن سے پہلے پہلے جس قدر مشورہ ہونا ہو ہوجائے اور حضرت خلیفۃ المسیح مرحومؓ نے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اسی پر زور دیا تھا۔ کیونکہ خلیفہ کی ہر وقت ضرورت ہے۔ اگر ہم کو یہ علم ہو کہ مولوی صاحب مرحومؓ فلاں کام کیا کرتے تھے اور اس میں خلیفہ کی ضرورت تھی یا کوئی خاص کام آج سے چھ ماہ کو پیش آنے والا ہے کہ جس میں خلیفہ کی ضرورت پیش آنی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ چلو چھ ماہ انتظار کرلو۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کوئی ایسا امر ہے اور ہم کو علم ہے اس وقت خلیفہ کی ہم کو ضرورت نہیں چند روز بعد ہوگی۔ تو پھر بے شک

انتظار ممکن ہے اس پر مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا کہ ایسا تو نہیں۔ پھر میاں صاحب نے فرمایا کہ نظام سلسلہ کے لئے پھر ایک منٹ بھی بلا خلیفہ درست نہیں پس خلیفہ دوم خلیفہ اوّل کے دفن سے پہلے مقرر ہو جانا چاہئے۔ اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے کہا مسئلہ کفر واسلام کا ضرور تصفیہ ہو جانا چاہئے اور بیعت پر ہم کو مجبور نہ کیا جائے (خیر اسی طرح کوئی دو گھنٹہ دونوں میں گفتگو رہی جس کا یہ اوپر خلاصہ ہے) میاں صاحب نے فرمایا کہ آخر یہ تصفیہ ہوا۔ احباب سے مشورہ لیا جائے جس پر آپ صاحبوں کو تکلیف دی گئی ہے اب آپ تصفیہ کریں کہ ہم کہاں تک اپنا خیال چھوڑیں اور کہاں تک نہیں۔ اس پر متفق اللفظ سب نے یہ تصفیہ کیا کہ۔

خلیفہ بلا شرط ہونا چاہئے۔ اس کی بیعت ہر احمدی پر واجب ہے اور سب کا یہ مطاع ہوگا۔ چنانچہ ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جاکر دستخط کئے گئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ

’’ہم سب اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اقرار کرتے ہیں کہ ہم سب کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح کا جانشین ایک شخص ہونا ضروری ہے اور اس کی بیعت کرنی ہر ایک احمدی پر واجب ہے۔ اور ہمارے نزدیک اس خلیفہ سے کسی قسم کی شرائط طے کرنا جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خلافت کے وقت طے نہیں کی گئیں بالکل جائز نہیں۔ بلکہ اس کی بیعت اسی طرح ہوگی جس طرح صحابہؓ نے کی یا جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی بیعت کی گئی۔ جو کوئی بھی خلیفہ مقرر ہو وہ کل جماعت اور صدر انجمن کا مطاع ہوگا اور سب جماعت کو اس کے احکام کی اطاعت کرنی ضروری ہوگی‘‘۔

اب یہ قرار پایا کہ صبح مولوی محمد علی صاحب سے میاں (صاحب) اس تصفیہ کے متعلق گفتگو کریں گے اور پھر جو تصفیہ ہوگا اس پر کارروائی ہوگی۔ صبح تین بجے ایک ٹریکٹ میاں صاحب کو ایک شخص نے دیا کہ یہ تمام اسٹیشنوں اور مضافات میں شائع اور تقسیم ہوا ہے۔ اس ٹریکٹ پر مولوی محمد علی صاحب کے دستخط تھے جس کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ ان کی ہی جانب سے ہے اور ان کی تصدیق مولوی غلام حسن صاحب کی کی ہوئی ہے۔ اس پر میاں صاحب نے خیال کیا کہ فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اس لئے سب احباب جو کوٹھی میں موجود تھے اُن کو اٹھایا کہ دعا کرو۔ مجھ کو بھی اٹھایا اور ٹریکٹ بھی دیا۔ مَیں اور سب احباب حیران ہوئے کہ اس اصلاح والی تحریر کو جو میاں صاحب شائع کرنا چاہتے تھے اور بوجہ مولوی محمد علی صاحب کے روکنے کے اور حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کی وفات کے سبب سے شائع نہ ہوسکی کو شائع کرنا باعث فتنہ مولوی محمد علی صاحب نے قرار دیا اور اپنا ٹریکٹ جو سراپا اختلاف ہے اس کو شائع کر دیا۔ اور ٹریکٹ سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کے انتقال سے کوئی ہفتہ عشرہ پہلے لکھا جاچکا تھا اور طبع بھی حضرت کی زندگی میں ہوا۔ اور ادھر حضرت کی وفات کی تار پہنچی اور یہ شائع ہوگیا کیونکہ اس پر مولوی غلام حسن صاحب کے بھی دستخط ہیں۔ بس جب وہ آئے تھے اسی وقت یہ منصوبہ ہوا اور یہ مضمون لکھا گیا اور طبع کرا کر رکھا گیا۔ اب آپ خود غور فرمالیں کہ میاں صاحب کا اور ہمارا کیا ارادہ تھا۔ اور ادھر سے کیا ہوا۔ باوجود اس کے میاں صاحب نے صبح آٹھ بجے بروز شنبہ بتاریخ 14 مارچ مسجد نور میں ایک نہایت دلسوز اور پُر اثر تقریر کی اور اس میں بھی جماعت کو دعا کے متعلق زور دیا کسی اختلاف کا تذکرہ نہیں کیا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے نہایت غیظ و غضب سے ایک تقریر نہایت جوش سے کی اور اس میں اختلافات کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد ہم سب آگئے۔ پھر میاں صاحب نے اپنے رشتہ داروں کو الگ مشورہ کے لئے اکٹھا کیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اشخاص اس میں شریک تھے۔ صاحبزادہ حضرت بشیرالدین مرزا محمود احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب، حضرت میر ناصر نواب صاحب، میر محمد اسحٰق صاحب، مرزا عزیز احمد صاحب خاکسار راقم الحروف۔ اور اس میں گفتگو ہوئی اور فرمایا کہ حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ اِنِّیۡ مَعَکَ وَمَعَ اَھۡلِکَ۔ پس آپ مشورہ دیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہئے چنانچہ مندرجہ ذیل تصفیہ ہوا۔

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے خلاف جنہوں نے اظہار کیا ہے اس کو نہیں مان سکتے۔

2۔ خلیفہ ضروری ہے۔

3۔ خلیفہ مشروط نہ ہو۔

4۔ سب متعلقین حضرت مسیح موعودؑ انتخاب میں حصہ لیں گے۔ اور یہ بھی تصفیہ ہوا کہ کسی شخصیت پر زور نہ دیا جائے۔ کوئی بھی خلیفہ ہو اس کی اطاعت کریں گے۔ اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ کے شائع ہونے کے سبب سے اس دریافت کے لئے کہ آیا موجودہ جماعت جو قادیان میں ہے اور جو آئی ہوئی ہے اُس کا کیا خیال ہے۔ ایک کاغذ پر دستخط کروائے گئے۔ چنانچہ اس کے بعد کے واقعات تمام مولوی محمد احسن صاحب کے اظہار حق جو لف ہذا ہے آپ کو ظاہر ہوں گے اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ پیغام صلح میں کس قدر غلط بیانی ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ بلا خلیفہ کیا دِقّت ہوتی ہے۔ اس وقت چونکہ کوئی خلیفہ نہ تھا اس لئے کون تھا جو کسی کو روک سکتا تھا۔ اور میاں صاحب کی جو شکایت کی جاتی ہے قبل از خلافت ان کی بھی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ اور پیغام صلح نے یہ غلط لکھا ہے کہ میاں صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو تقریر سے روک دیا۔ یہ مَیں حلفاً کہتا ہوں کہ میاں صاحب بولے تک نہیں اور مَیں بالکل ان کے نزدیک بیٹھا تھا۔ یہ ہیں کل واقعات جو مَیں نے عرض کر دئے ہیں۔

اب تھوڑا مَیں اور عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام یعنی مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم مغفور نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ آپؓ کا جانشین عالم باعمل ہو۔ متقی اور ہر دلعزیز ہو۔ مَیں نے وصیت سنانے کے وقت اسی لئے علماء کے گروہ کو اپنے قریب کر لیا تھا۔ علماء تمام متفق اللفظ تھے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں اور جب مَیں نے کہا کہ کون خلیفہ ہو تو سب طرف سے سوائے میاں صاحب کے کسی اور شخص کے لئے آواز نہیں آئی۔ اور پھر مولوی

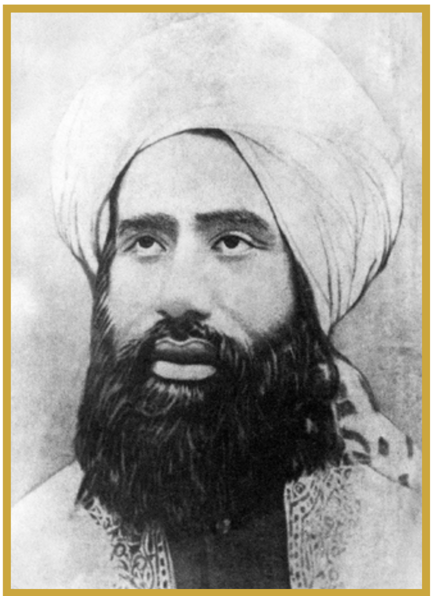

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاوّل

محمد احسن صاحب نے میاں صاحب کو پیش کیا۔ عام رائے اس طرح اس وقت میاں صاحب کی جانب تھی کہ مولوی صاحب کی تقریر پوری ختم بھی نہیں ہوئی کہ لوگ بیعت کے لئے آ گرے اب یہ بھی اَمر قابلِ لحاظ ہے کہ صحابہ میں بھی انتخاب خلفاء مرکز کے لوگ ہی کرتے تھے اور انہی کے انتخاب پر سب بیعت کرتے تھے۔حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے وقت صرف تین آدمیوں نے بیعت کی اور انہی کی بیعت سے دوسروں نے بیعت کی اب پھر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم مغفور خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے انتخاب کے وقت جو ہوا وہ عرض کرتا ہوں۔ پہلے لاہور میں مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کو کہا انت صدیق و نحن نتبعك۔ اور پھر مولوی محمد سعید صاحب حیدرآبادی نے ایک کاغذ پر دستخط کرائے کہ مولوی نورالدین صاحب خلیفہ ہوں پھر خود حضرت موصوف نے مجھ کو کہا کہ کوئی خلیفہ مقرر ہو جانا چاہئے۔ اس کے بعد مَیں اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے لاہور سے قادیان آ کر اس اَمر پر گفتگو کرکے فیصلہ کیا کہ خلیفہ قبل از دفن حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقرر ہو جانا چاہئے۔ بلکہ جب ہم قادیان پہنچے اور یہ بات چلی تو مولوی محمد علی صاحب نے اس وقت کہا کہ اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے تو خواجہ صاحب نے کہا کہ نہیں خلیفہ ضرور قبل از دفن حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقرر ہو جانا چاہئے۔ پھر میرے مکان پر آ کر مندرجہ ذیل اصحاب نے مشورہ کیا۔خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، خاکسار راقم الحروف اور مولوی نورالدین صاحبؓ کو خلیفہ تجویز کیا اور پھر مولوی محمد احسن صاحب کو بھی بلایا گیا۔ انہوں نے بھی حضرت مولانا موصوف کو تجویز کیا۔ پھر حضرت میاں صاحب کو بلایا۔ انہوں نے بھی یہی اَمر پیش کیا کہ مولوی نورالدین صاحب خلیفہ ہوں۔ پھر ہم سب حضرت میر ناصر نواب صاحب کے پاس باغ میں گئے۔ انہوں نے بایں الفاظ حضرت مولانا مرحوم کو خلیفہ تجویز کیا کہ ’’جس کو تم خلیفہ بنانا چاہتے ہو وہ بھی چراغ سحری ہے۔ دو اڑھائی برس زندہ رہیں گے‘‘۔ پھر خواجہ صاحب حضرت ام المومنین علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے مشورہ چاہا تو حضرت ام المومنین نے بھی حضرت مولوی صاحب کو ہی تجویز کیا۔

پس یہ کل مشورہ تھا اور پھر خواجہ صاحب اور ہم مولوی صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ ہم آپ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں آپ بیعت لیں۔مولوی صاحب نے پہلے کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ حضرت اقدسؑ کی اولاد کیا ذکور کیا اناث مستحق خلافت ہیں۔ پھر میر ناصر نواب صاحب اور پھر میرا نام لیا اور فرمایا کہ مَیں تو امۃ الحفیظ کی بیعت کرنے کو بھی تیار ہوں اور پھر بیعت لی۔ اس کے بعد تمام جماعت موجودہ نے بیعت کی۔ اب جائے غور ہے کہ اس وقت تو محض چند اشخاص نے مشورہ کر کے خلیفہ بنا لیا اور اب تو قریباً ڈھائی ہزار آدمی کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا اور انہوں نے خلیفہ منتخب کیا اور اس قدر جوش ظاہر کیا کہ دوسری بات بھی سننے کا انتظار نہ کیا اور بیعت کے لئے آن پڑے اور کسی کو اس قدر مہلت بھی نہ دی کہ اپنی جگہ سے ہل سکے۔ میاں صاحب بھی بیچ میں دب گئے اور رنگ فق ہو گیا اور گھبرا کر فرمایا کہ مولوی صاحب (مولوی سرور شاہ صاحب) مجھ کو تو بیعت کے الفاظ یاد نہیں آپ بتلائیں چنانچہ مولوی سرور شاہ صاحب بتلاتے گئے اور میاں صاحب بیعت لیتے گئے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح الثانی

یہ اَمر بھی قابل اظہار ہے کہ میاں عبدالحئی صاحب بھی ہمارے تمام مشوروں میں شریک رہے ہیں اور ان کے شریک ہونے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی وصیت تھی جو حضرت نے اپنے انتقال سے پانچ چھ گھنٹے پہلے عبدالحئی کو کی تھی اور وہ یہ تھی کہ مَیں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور مرزا صاحب کو مسیح موعود اور نبی مانتا ہوں اور مجھ کو حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد تم سے کہیں زیادہ پیاری ہے‘‘۔

پھر ایک مصر کے خط پر لکھا کہ اب ہمارا علم بہت بڑھ گیا ہے ہم تم کو پڑھائیں گے اور اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود احمد صاحب سے پڑھنا۔

پھر ایک دفعہ فرمایا کہ شاہ سلیمان صاحب 22 برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے۔ مَیں نے یہ اَمر ایک خاص وجہ سے کہا ہے۔ اس کو یاد رکھو تمہارا بھلا ہوگا۔

وصیت میں بھی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے حضرت نے اشارہ کر دیا ہے کیونکہ آپ نے اپنی اولاد اور حضرت صاحب کے نئے پرانے احباب کی بابت وصیت و سفارش کی مگر اہل بیت کی بابت کچھ نہ لکھا۔ اور تعجب کہ جن کو وہ اس قدر محبّت کرتے ہیں ان کی بابت کچھ نہ تحریر فرمائیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ حضرت موصوف اہل بیت سے سمجھتے تھے۔ اسی طرح بہت سے شواہد ہیں۔ خود حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات بھی شاہد ہیں۔ اور یہ اَمر بھی قابل لحاظ ہے کہ موافقین تو خیر میاں صاحب کی طرف

خیال رکھتے ہی تھے مخالفین کا بھی تو یہی خیال تھا کہ میاں صاحب ہی قابلِ خلافت ہیں۔ کیونکہ مولوی محمد علی صاحب کے اعلان ضروری کو پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا خیال ہے کہ ایک خاص شخص کی طرف تمام قوم کا رُجحان ہے اور ان کو خوف ہے کہ وہ خلیفہ ضرور ہو گا۔ کیونکہ قابل وہی ہے اس لئے کوئی ایسی پابندی لگائی جائے کہ ان کے اظہارِ خیالات کو وہ نہ روک سکے اس سے عام قبولیت ظاہر ہے۔

اب مَیں اس طرف آتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ جیسا کہ ان کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کو تین چار امور میں اختلاف ہے۔ اوّل مسئلہ کفر، اوّل تو یہ مسئلہ ایسا اہم نہیں کہ جس کی وجہ سے قوم کے دو ٹکڑے ہوں۔ اور پھر خود میاں صاحب سے وہ بعد از خلافت بھی گفتگو کر سکتے تھے اور بعد کی مولوی محمد علی صاحب کی گفتگو جو مولوی فضل الدین صاحب مولوی فاضل مختار بٹالہ سے ہوئی اس کا ماحصل بھی یہی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر مسیح موعودؑ کے کافر ہیں اور میاں صاحب بھی اس کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کفر دراصل حضرت رسول کریمؐ کا کفر ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب بروز محمدؐ تھے اور وہ ظلّی نبی تھے۔ اسی طرح ان کا کفر بھی ظلّی کفر ہے۔ اور کفر دون کفر صحیح اَمر ہے۔ پھر آپ ہی بتلائیں کہ اختلاف کیا ہے؟ یہ صرف اختلاف کے لئے حیلہ کیا ہے۔ دوسری بات انہوں نے یہ درج کی ہے کہ انجمن کو توڑنا چاہتے ہیں۔ اوّل تو سوال یہ ہے کہ انجمن کیا ہے۔ قواعد کی رُو سے تمام جماعت انجمن ہے کیونکہ تمام افراد احمدی انجمن کے ممبر ہیں تو کیا تمام سلسلہ کو توڑنا چاہتے ہیں؟ اور پھر مجلس معتمدین کیا یہ صرف سات آدمیوں خواجہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب، مولوی غلام حسن صاحب، سیّد حامد شاہ صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب کا نام ہے؟ کیا اس میں میاں صاحب اور خاکسار اور مولوی احسن صاحب و ڈاکٹر رشید الدین صاحب، ڈاکٹر سیّد محمد اسمٰعیل صاحب، مرزا بشیر احمد صاحب، مولوی شیر علی صاحب اور سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب نہیں۔ اور کیا اتنے ہی ممبر دوسرے خیال کے نہیں؟ اور پھر سب سے زیادہ مخالف موجودہ طرز کی انجمنوں کا یعنی جو با تباع قواعد یورپ ہیں مَیں یعنی خاکسار راقم الحروف ہے جس کا ایمان ہے کہ انجمنوں کا قیام نفاق کے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے یہ مسلمانوں کے لئے ناموافق ہیں اور یہ ایمان انجمنوں میں رہ کر خود انجمنیں بنا کر اور ان کے سیکرٹری وغیرہ رہ کر تجربہ کے بعد حاصل ہوا۔ مگر چونکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم کی ہے اس لئے مَیں اس کے قیام کو ضروری سمجھتا ہوں اور دَراصل ایک طرح اس انجمن کا بانی مَیں ہی ہوں شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ الوصیت سے چند روز پہلے مَیں نے ایک تحریک کر کے ایک مجمع کرایا تھا اور اس میں یہ تجویز ہوئی تھی کہ ایک صدر انجمن ہو۔ اور اس کی شاخیں تمام اضلاع میں ہوں اور آخر اس کے لئے تصفیہ ہوا تھا۔ ابھی اِس انجمن کے متعلق تصفیہ نہ ہوا تھا کہ حضرت اقدسؑ نے الوصیت تحریر فرمائی۔ اور ایک کمیٹی چودہ آدمیوں کی مقبرہ بہشتی کے انتظام کے لئے مقرر فرمائی۔ دیکھ لیجئے الوصیت۔ مگر مَیں نے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب سے کہا کہ کیوں نہ درخواست کی جائے کہ تمام انتظام دیگر مدات بھی اسی کے سپرد ہوں اور وہ انجمن جو ہم بنانا چاہتے ہیں وہ اس طرح قائم ہو جائے چنانچہ ہم نے قواعد بنا کر حضرت اقدسؑ سے دستخط کرا لئے۔ پس یہ ہمارا وہم بھی نہیں جاتا کہ انجمن کو توڑا جائے اور نہ میاں صاحب کا کبھی یہ خیال ہوا اور نہ ہے کہ انجمن توڑی جائے اور اب بھی اس طرح انجمن چل رہی ہے۔ ہاں مَیں نے اس وقت جب قواعد انجمن بن رہے تھے یہ کہا تھا کہ یورپین طرز کی انجمن نہ بناؤ بلکہ مجلس شوریٰ ہو۔ اور پھر مَیں نے ہی کانفرنس کی تجویز کی تھی۔

سوال تو یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو انجمن کے موید کہتے ہیں اور انجمن کو خلیفہ قرار دیتے ہیں انہوں نے انجمن کو کس قدر قوم کے لئے مفید بنایا ہے جس سے قوم میں اس کی کوئی اہمیت پیدا ہو۔ انجمن محض ایک چندہ وصول کرنے والی اس وقت ہے۔ ہم جن کو انجمن کا توڑنے والا کہا جاتا ہے۔ وہ باوجود اختلاف وہ اہمیت انجمن کی قوم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے ایک قوم قوم کہلائے۔ ہاں یہ اَمر ہماری رائے میں خلیفہ کی ماتحتی سے ہوسکتا ہے۔ اور اسی لئے انجمن بھی اسی طرح مطیع خلیفہ ہے جس طرح تمام قوم۔ اب آپ ذرا باریک نظری سے بھی غور فرمائیں کہ احمدی جماعت اور انجمن کوئی دو چیزیں نہیں۔ پھر جب خلیفہ تمام قوم کا مطاع ہوا تو انجمن کیا مطیع نہیں؟ فرض کرو کہ انجمن اور خلیفہ میں جھگڑا ہے۔ خلیفہ اپنے مریدوں سے کہتا ہے کہ تم انجمن کی اطاعت نہ کرو۔ پھر بتلاؤ کون ہے جو انجمن کی اطاعت کرے گا؟ دَراصل یہ لوگ خلافت اڑانا چاہتے ہیں۔ اور خود الرسن ہونا چاہتے ہیں۔ پھر آپ ہی بتلائیں کہ کسی فتنہ کو روکنے والا کون ہو گا؟ مرکز بِلا خلیفہ قائم نہیں رہ سکتا۔ انجمن جس کو کہا جاتا ہے۔ وہاں تو پارٹی فیلنگ اور اختلاف ہے اور یہ ہونا ضروری ہے۔ پھر جب تک کسی ایک پر متحد نہ ہوں کس طرح امن سے رہ سکتا ہے؟ افسوس کہ لوگ یورپ کی اندھی تقلید میں شعائر اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ بطور پریذیڈنٹ خلیفہ رہے۔ آپ نہیں جانتے کہ انجمنوں میں پریذیڈنٹ کی کیا وقعت ہے؟ سرد دل سے غور فرمائیں۔ یہ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انجمن رہے گی اور ضرور رہے گی۔ کوئی شخص باوجود اس اختیار کے کہ انجمن کو توڑ سکے بہ سبب اس ارادت کے جو مسیح موعودؑ سے ہر فرد کو ہے۔ خصوصاً ان کی اولاد کو کس طرح ممکن ہے کہ اس پیارے کی قائم کردہ چیز کو برباد کر دے مگر ہم اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ سات آدمیوں کا نام انجمن ہے اور جو ان کی مخالفت کرے وہ انجمن کا مخالف ہے۔

ان کی تیسری بات کہ میاں صاحب مداہنت سکھلاتے ہیں۔ وہ مداہنت نہیں سکھلاتے بلکہ وہ اَدب سکھلاتے ہیں جس پر چل کر صحابہؓ کامیاب ہوئے تھے اور جس کو مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے سکھلایا۔ آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ مَیں میاں صاحب کی خدمت میں عرض کروں مَیں تو جب عرض کروں جب مَیں نے میاں صاحب کو خلیفہ بنایا ہو جس کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے اس کو وہی کہہ سکتا ہے آپ خداوندتعالیٰ سے عرض کریں مَیں نے مفصّل لکھ دیا ہے کہ خدا کرے کہ مفید ہو۔ محمد علی خاں

(مکرر) بعض لوگوں کو یہ شک بھی پڑ رہا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کی خلافت کے وقت اختلاف نہ تھا اور اب اختلاف تھا۔ اصل میں بعض دفعہ انسان غلط فہمی میں پڑ جاتا ہے اور اس کو یاد نہیں رہتا۔ حضرت مولانا مرحوم کے وقت بھی یہ اندیشہ تھا کہ لوگ الوصیت کے سمجھنے میں دھوکے میں نہ پڑیں۔ اور جہاں چالیس آدمیوں کا کسی پر حسن ظن ہو وہاں بیعت کرلیں اس لئے یہ ضروری ہوا کہ اس کا موقعہ نہ دیا جائے۔ اور اس وقت ملہمین سے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک خائف تھے اور انہی کی زبان بندی کے لئے حقیقۃالوحی لکھی گئی تھی۔ چنانچہ بعد میں کئی شخصوں نے قدرت ثانی کا دعویٰ کیا اور اب تک مدعی ہیں۔ پس جس طرح اس وقت ایک مسلک میں منسلک کرنے کی ضرورت بہت جلد تھی اسی طرح اس وقت بھی ضرورت تھی۔ مولوی محمد علی صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کے پوچھنے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کہا تھا کہ کیا ہوا جو بہت سے خلیفے یا بیعت لینے والے ہوجائیں گے میں ان اوقات میں موجود تھا۔ اور بلکہ اب جلسہ خاص میں مجھ کو مخاطب ہو کر مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ آپ بھی (یعنی خاکسار) اس وقت تھے مگر جہاں تک مجھ کو یاد ہے ہرگز میرے سامنے ایسا تذکرہ نہیں ہوا۔ یہ بالکل غلط بات ہے ہاں ہم سوچا کرتے تھے کہ اس طرح فتنہ کا اندیشہ ہے اور اسی لئے بہت جلد حضرت مولانا مرحوم پر سب جمع ہوگئے۔ شیخ صاحب! اس وقت دراصل یہ لوگ خلافت کو ہی اڑانا چاہتے تھے۔ ان کی نیت اگر نیک ہوتی تو یہ اگر میاں صاحب سے اختلاف رکھتے تھے تو بجائے اس کے کہ ادھر ادھر کے حیلے کرتے صاف کہتے کہ میاں صاحب کا خلیفہ ہونا ہم پسند نہیں کرتے فلاں شخص خلیفہ ہو۔ اور اپنا ہم خیال تجویز کرتے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنے ہم خیال پر بھی اطمینان نہ تھا اور اس لئے وہ سرے سے ہی خلافت اڑانا چاہتے تھے۔ اور بار بار حضرت خلیفۃالمسیح مرحوم کے زمانہ خلافت میں خلاف ورزی کی اور اس بات پر توبہ کی اور پھر اپنا خیال نہ چھوٹا جو آخر اب پھوٹا۔

(راقم محمد علی خاں)

(الفضل 19 فروری 1945ء صفحہ 6-3۔ اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 364-343)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قبل از خلافت ایک رؤیا

(مکرم سیّد قاسم احمد شاہ صاحب، ناظر امور خارجہ و ناظر زراعت، ربوہ)

جب حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ بیمار تھے تو بعض احباب آ کر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو مشورہ دیتے کہ ان ایام میں آپ کو لندن ہونا چاہیے۔ حضرت میاں صاحب ایسے لوگوں کو آخر تک یہی جواب دیتے رہے کہ ان کے بارے میں حضرت صاحب کا منشاء مبارک ربوہ ہی ٹھہرنے کا ہے۔ اس لیے تعمیل میں ہی برکت ہے۔ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلیفہ وقت کی طرف سے کئے گئے فیصلہ جات میں ہی لازماً برکت ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت کے ملنے والے حکم کی سو فیصد اطاعت ہم پر واجب ہے۔ ہم اسی طرح اطاعت کریں گے تو ہمیں برکت ملے گی ورنہ نہیں۔

عظیم رؤیا اور اس کی تکمیل

حضرت میاں مسرور احمد صاحب فیصل آباد میں M.S.C میں پڑھتے تھے۔ آپ کو فائنل امتحان کے وقت طبعاً فکر تھی۔ ایک دن خاکسار کو فرمانے لگے کہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ (تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے)۔ مَیں نے یہ خواب سن کر بے تکلّفی سے عرض کی کہ یہ امتحان کون سی بڑی بات ہے جس کے لیے خداتعالیٰ لوگوں کو الہام کرے۔ کوئی اَور تعبیر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اس امتحان میں اے گریڈ میں پاس ہوگئے۔

اس کے کم و بیش 30 سال بعد حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے عہدہ پر فائز فرمایا تو خاکسار کو یہ رؤیا یاد آئی۔ عرض کی کہ خاکسار کی رائے میں اب اس خواب کے پورا ہونے کا وقت آیا ہے اور یہی اصل تعبیر معلوم ہوتی ہے۔ سن کر فرمایا کہ وہ بھی ہوگی اور یہ بھی ہوسکتی ہے۔

خاکسار سوچتا ہے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ نے ایم ایس سی کے امتحانات کے وقت یہ تسلی دی تھی کہ فکر کی کیا بات ہے۔ مَیں تو تیری مدد کے لیے لوگوں کو آسمان سے وحی کرتا ہوں گا اور آج دنیا اس بات کی گواہ ہے کہ کس کس طرح خدا کا وعدہ آپ کے ساتھ پورا ہوتا رہا اور ان شاءاللہ ہوتا رہے گا۔ اور کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو خدا سے وحی پا کر اس مقدس ''مسرور'' کی مدد پر کمربستہ ہیں۔ کیونکہ خدا آج ''مسرور'' کے ساتھ ہے۔ جو اس ''مسرور'' کے ساتھ ہوا وہ فیض پا گیا۔ اللہ تعالیٰ جماعت میں ایسے رجال بکثرت پیدا کرتا رہے۔ خاکسار یہ بھی سمجھتا ہے کہ رؤیا میں خلافت کے عظیم منصب پر فائز ہونے کی پیشگوئی بھی تھی اور حقیقتاً جس طرح آپ کی خلافت کے متعلق لوگوں کو خوابیں آئیں ہیں اور رؤیا و کشوف ہوتے ہیں انتہائی حیران کن امر ہے۔ مختلف ممالک کے لوگ جن میں سے بعض آپ کو جانتے تک نہیں تھے یا جنہوں نے آپ کو دیکھا تک نہیں ان کو خداتعالیٰ رؤیا و کشوف کے ذریعے آپ کے خلیفہ بننے کی خبر دے رہا ہے۔

(تشحیذالاذہان ستمبر اکتوبر 2008ء، سیّدنا مسرور نمبر صفحہ 39-38)

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے

صادق محمد طاہر

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے بارہ میں فرماتا ہے:

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ۔

(المومن:52)

اس آیت کریمہ کا ترجمہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔ ’’ہمارا قانون قدرت یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمانداروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں‘‘۔ (براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 250 حاشیہ نمبر 11) نیز اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا۔ ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان ہے نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد 3 نمبر 1 جنوری 1904ء صفحہ 8)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں جہاں اپنے رسولوں کی مدد کے وعدے فرمائے ہیں اور انہیں اپنی تائید و نصرت اور فتوحات کی یقین دہانی کروائی ہے وہاں بہت سے واقعات بھی بیان فرمائے ہیں جو ان وعدوں کے پورا ہونے کے ناقابلِ تردید ثبوت ہیں۔ اسی الٰہی سنّت کے مطابق اس زمانہ میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان بشارت دیتے ہوئے الہاماً فرمایا:

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے۔

(اشتہار 5 نومبر 1907ء۔ الحکم 10 نومبر 1907ء صفحہ 5)

حضور علیہ السلام اس الٰہی تائید و نصرت کی پہچان بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو محض الہام جب تک فعلی شہادت نہ ہو ہرگز کسی کام کا نہیں۔ دیکھو! جب کفار کی طرف سے اعتراض ہوا لَسۡتَ مُرۡسَلًا تو جواب دیا گیا کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ (الرعد:44) یعنی عنقریب خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت میری صداقت کو ثابت کر دے گی۔ پس الہام کے ساتھ فعلی شہادت بھی چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 160)

جب ہم تاریخ احمدیت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہزاروں ایسے واقعات موجود ہیں جو اس بات کی فعلی شہادت ہیں کہ آپ علیہ السلام اپنے دعاوی میں سچے اور صادق ہیں۔ نصرت الٰہی کے ایسے بے شمار واقعات کے ظاہر ہونے کا سلسلہ حضور علیہ السلام کی زندگی کے بعد آپؑ کے خلفائے کرام کے ادوار میں جاری رہا اور آج تک جاری ہے۔ ان میں مالی نصرت بھی شامل ہے، تبلیغ کے ذریعہ افرادی نصرت بھی شامل ہے۔ اس مضمون میں خصوصیت کے ساتھ خلافت خامسہ کے عہد سعادت کے حوالہ سے ایسے واقعات بیان کئے جانے مقصود ہیں جن میں احمدی مرد و خواتین کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت ایسے خواب یا نظارے دکھا دئے اور واضح اشارے دیئے کہ سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ اس مسند پر متمکن فرمائے گا۔ ان رؤیائے صالحہ سے جہاں خلافت پر ایمان و ایقان میں اضافہ ہوتا ہے وہاں یہ صداقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ ایسے واقعات کی تعداد تو ہزاروں میں ہے تاہم ان میں سے چند ایک بطور نمونہ درج ذیل ہیں، یہ واقعات نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ پاکستان کی طرف سے شائع کردہ تصنیف ”جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارے میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے“ سے لئے گئے ہیں۔

1۔ تعلیم الاسلام کالج کے سابق پروفیسر مکرم سعید اللہ خان صاحب کا بیان ہے کہ جب حضرت صاحبزادہ مرزا

مسرور احمد صاحب پیدا ہوئے میں کالج میں پروفیسر تھا اور ہوسٹل میں وارڈن بھی تھا۔ پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب جو بزرگ تھے کالج آئے۔ مَیں ہوسٹل کے باہر کھڑا ہوا تھا مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگے سعیداللہ خان میں تو کالج پڑھانے آیا تھا مگر یہاں آ کر چھٹی ہو گئی ہے اور ساتھ ہی کہا کہ میں نے آج رات کو خواب دیکھی کہ آج جو حضرت صاحب کے خاندان میں بچہ پیدا ہوا ہے وہ اگلی صدی کا مجدد ہے۔ میں نے یہ بات مرزا خورشید احمد صاحب کو بتا دی تھی۔ (صفحہ 485)

2۔ مکرم عامر محمود صاحب ولد عبدالرشید احمد پشین بلوچستان اپنی ایک خواب بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ 2001ء میں خواب میں دیکھا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب اپنے دفتر میں موجود ہیں اور وہاں کافی بھیڑ ہے۔ ایک شخص ایک ٹرے میں کچھ کھانا اس طرح سے اٹھائے ہوئے ہے کہ کہیں بھیڑ میں کھانا نہ گر جائے اور وہ شخص آواز لگا رہا ہے کہ یہ میاں صاحب کی افطاری ہے۔ پھر محترم صاحبزادہ کے دفتر کے باہر والے لان میں ایک چھوٹا سا ٹیبل رکھا جاتا ہے اور ایک کرسی بھی۔ اور وہ کھانا آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اعلان کیا جاتا ہے کہ باقی احباب دارالضیافت میں افطاری کریں گے۔ میں نے یہ خواب اپنی والدہ کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ مرزا مسرور احمد صاحب ضرور خلافت پر مامور ہوں گے۔ (صفحہ 489)

3۔ مکرم خالد احمد ظُفر صاحب دارالصدر شمالی ربوہ بیان کرتے ہیں کہ شاید 1992ء کے لگ بھگ خاکسار نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے ہیں۔ اچانک ان کا چہرہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے چہرہ میں تبدیل ہو گیا ہے۔ لیکن محترم صاحبزادہ کا چہرہ بالکل نوجوان چہرہ ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی خلافت کی شکل میں یہ خواب پورا ہو گیا، الحمدللہ۔ (صفحہ 493)

4۔ مکرم محمد انور صاحب جرمنی ایک ایمان افروز روایت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ خاکسار کو میری والدہ کے ذریعہ علم ہوا کہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کو ایک معاملہ فہمی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے ہمارے گاؤں چک 565 گ ب تحصیل جڑانوالہ بھجوایا۔ اس دوران میری نانی جان نے حضرت مولانا سے عرض کی کہ آپ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رہے ہیں ہمیں کوئی واقعہ سنائیں تو آپ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ہم مسجد مبارک قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بیٹھے تھے کہ سامنے سے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو آتے دیکھا جو ان دنوں بچے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ دیکھو بادشاہ آ رہا ہے تو مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ وہ تو مرزا شریف احمد ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بادشاہ ہو گا اگر یہ نہ ہوا تو اس کا بیٹا ہو گا اور وہ نہ ہوا تو اس کا پوتا ضرور بادشاہ ہو گا۔ (صفحہ 485)

5۔ مکرم مسعود احمد صاحب۔ مٹھی ضلع تھرپارکر سندھ نے بھی اپنی ایک خواب یوں بیان کی کہ آج سے پانچ سال قبل ایک خواب دیکھا جو لکھ کر ایک لفافہ میں بند کر کے رکھ دیا۔ 13،14 اگست 1998ء کی درمیانی رات 11 بجے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ایک میز پر دوسرے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو پین نما کوئی چیز دی اور فرمایا۔ ''اب یہ لکھا کریں گے''۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ (صفحہ 510)

6۔ مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ (حال جرمنی) بیان کرتے ہیں کہ مورخہ 7 مئی 1999ء کی رات خواب میں دیکھا کہ خاکسار مسجد اقصیٰ ربوہ میں موجود ہے اور منبر پر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کھڑے ہیں۔ آپ کے سر پر سفید پگڑی ہے اور چہرہ پر بہت نور ہے پگڑی کی سفیدی اور چہرہ مبارک کا نور مجھے بہت نمایاں نظر آتا ہے یہ نظارہ بڑا ایمان افروز اور دلکش تھا بڑا ہی یاد رہنے والا تھا۔ بیداری کے بعد ذہن میں یہ نظارہ تازہ رہا۔ (صفحہ 514)

7۔ مکرم ناصر احمد محمود صاحب مربی سلسلہ گلشن راوی لاہور تحریر کرتے ہیں کہ مَیں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ مورخہ 17 ستمبر 1999ء بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) ربوہ تشریف لائے ہیں اور جامعہ احمدیہ کا معائنہ کر رہے ہیں۔ جیسے جلسہ سالانہ پر ہوتا ہے۔ آخر پر خدام سے ملاقات کرتے ہیں جامعہ احمدیہ کے اسٹاف روم سے گیلری جو لائبریری کی طرف جاتی ہے اس میں خدام ترتیب سے کھڑے ہیں حضور نے ملاقات شروع کی ہے۔ حضور (رحمہ اللہ) کے پیچھے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اور آپ کے پیچھے میں کھڑا ہوں۔ نصف سے زائد خدام سے ملاقات کرنے کے بعد حضور خود لائن میں کھڑے ہو گئے اور حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو ارشاد فرماتے ہیں کہ باقیوں سے آپ بحیثیت خلیفہ ملاقات کریں۔ (صفحہ 518)

مذکورہ خوابوں کے بیان کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سیّدنا حضرتِ مسرور کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی قدرتِ ثانیہ کے لئے منتخب فرمایا۔ نیز یہ واقعات حضور انور کو زمانہ طالبعلمی میں دکھائی گئی رؤیا کے پورا ہونے کا واضح ثبوت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو امتحان کی فکر سے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کے ذریعہ تسلی دی کہ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ دراصل یہ اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ آئندہ اللہ تعالیٰ جو مقام عطا فرمائے گا اس سے وابستہ ہر امتحان میں اللہ تعالیٰ نہ صرف تائید و نصرت فرمائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر دیا کہ اس نے خود آپ کو اس منصب پر متمکن فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید و نصرت فرماتے ہوئے قافلہ اسلام احمدیت کو ترقیات کی شاہراہوں پر رواں دواں رکھے، آمین۔

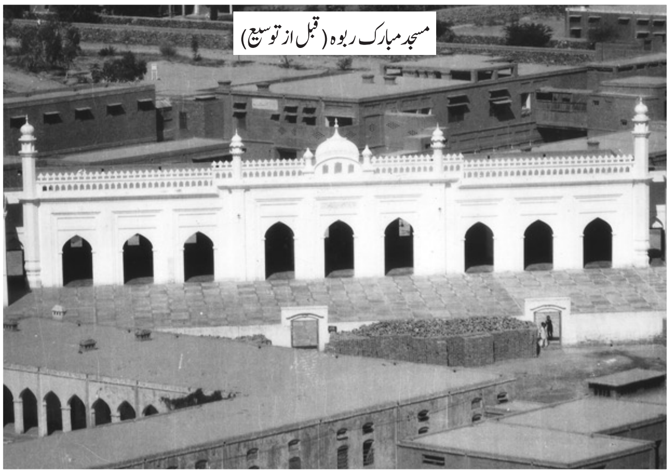

مسجد مبارک ربوہ (قبل از توسیع)

چند یادیں

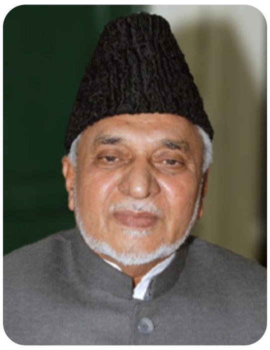

مکرم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم

26 اپریل 1984ء کو جنرل ضیاءالحق نے آرڈیننس XX جاری کیا اور رات کی خبروں میں اس کا اعلان ہوا۔ رات 10 بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مرکزی عہدیداروں کا ایک اجلاس بلایا۔ میری یادداشت کے مطابق اس اجلاس میں مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم سیّد میر مسعود احمد صاحب، مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب، مکرم سیّد عبدالحیٔ صاحب اور خاکسار شامل تھے۔ اس بات پر ابتدائی مشورہ ہوا کہ اس آرڈیننس کے مدّنظر جماعت کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہو۔

اگلے روز باہر کی جماعتوں سے بھی بہت سے نمائندگان تشریف لے آئے اور مشورہ وسیع ہو گیا۔ مختلف کاموں کے لیے مختلف کمیٹیاں قائم کی گئیں اور حضورؒ کی ہجرت کا فیصلہ بھی اسی دن ہوا۔ اس سے اگلے دن حضورؒ کی ہجرت کے انتظامات کو آخری شکل دی گئی۔

حضورؒ نے 29 اپریل کو صبح روانہ ہونا تھا۔ 28 اپریل کو ہجرت جیسے اہم قدم اور جماعت سے جدائی کی وجہ سے حضورؒ کی ایک کرب کی کیفیت تھی۔ جس کا اظہار ان ارشادات سے ہوتا ہے جو حضورؒ کی روانگی سے ایک دن قبل 28 اپریل کو مختلف نمازوں کے بعد فرمائے۔ ان دنوں مسجد مبارک میں ربوہ کے دوست کثرت سے تشریف لاتے تھے۔ چونکہ حضورؒ نے یہ ارشادات بغیر کسی پیشگی پروگرام کے فرمائے تھے اس لیے اس وقت ان کو حکمانہ طور پر ریکارڈ نہیں کیا گیا، البتہ بعض دوستوں نے اپنے طور پر ان ارشادات کو نوٹ کر لیا تھا۔ ان دوستوں کی تحریر خاکسار کے پاس محفوظ ہے۔ چونکہ وہ ارشادات ابھی تک جہاں تک خاکسار کو علم ہے سلسلہ کے کسی اخبار یا رسالہ میں شائع نہیں ہوئے۔ اس لیے ان کو ذیل میں درج کر رہا ہوں۔ جہاں تک خاکسار کی یادداشت اور بعض دوسرے دوستوں کی یادداشت ہے۔ یہ کم و بیش حضورؒ کے ہی الفاظ ہیں:

I

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ صبر کریں، حوصلہ رکھیں۔ ہم نے خداتعالیٰ کو مانا ہے۔ ہم مشرک نہیں ہیں۔ خداتعالیٰ نے ہم سے قربانیاں مانگی ہیں۔ ہم قربانی دیں گے۔ وہ جتنی قربانیاں مانگے گا ہم دیں گے، ہم دیں گے، ہم دیں گے، سب سے پہلے مَیں قربانی دوں گا۔ مَیں قربانی دوں گا۔ مَیں قربانی دوں گا۔

II

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مَیں آج آپ کو صبر کی تلقین کرنا چاہتا ہوں۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ کوئی بھی ایسی حرکت نہیں کرنی جو صبر کے معیار سے گری ہوئی ہو۔ صبر کا دامن صبر سے تھامے رکھنا ہے۔ صبر روحانیت میں تبدیل ہو جایا کرتا ہے۔ یہ اس صابر کی دعائیں ہیں جو دنیا میں انقلاب برپا کرتی ہیں۔ صبر کے سامنے سب طاقتیں ہیچ ہیں۔ کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے جماعت پر حرف آئے۔ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار گریہ وزاری ہے۔ اتنی گریہ وزاری کریں، اتنی گریہ وزاری کریں کہ آسمان کے کنگرے بھی ہل جائیں۔ قسم اُٹھا کر میرے ساتھ وعدہ کریں جو حکم میں دوں گا اُس کی اطاعت کریں گے۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت روحانیت کے نئے دَور میں داخل ہو رہی ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا غم کو خوشیوں میں تبدیل کر دے گا۔ آہیں اور سسکیاں خوشیوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔ خدا کی قسم فتح ہماری ہے۔ آپ جیتیں گے، آپ جیتیں گے، آپ جیتیں گے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں آپ سچے ہیں، آپ سچے ہیں، آپ سچے ہیں۔ قوموں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم اُن کی حفاظت کریں گے۔ صبر کرنے والے ہمیشہ غالب آتے ہیں اور بے صبرے ہمیشہ تباہ ہو جاتے ہیں''۔

ان ارشادات کو پیش کرنے کے ساتھ ایک بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ 28 اپریل 1984ء عشاء کی نماز آخری نماز تھی جو ہجرت سے قبل حضورؒ نے ربوہ میں مسجد مبارک میں پڑھائی۔ قرأت کے دوران حضورؒ نے قرآن مجید کی ایک آیت کا یہ ٹکڑا

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اتنا بار بار اور اتنے الحاح اور رقّت سے پڑھا کہ جن لوگوں کو ہجرت کے فیصلہ کا علم تھا انہوں نے یہ محسوس کیا کہ حضورؒ نے تو ہجرت کا اعلان ہی کر دیا ہے۔

(ماہنامہ خالد مارچ اپریل 2004ء سیّدنا طاہر نمبر صفحہ 35-36)

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الوریٰ ہوا

لندن تشریف لانے کے بعد بی بی سی اردو سروس کے لیے کئے جانے والے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے انٹرویو کی روداد

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب، امام مسجد فضل لندن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 30 اپریل 1984ء کو پاکستان سے ہجرت فرما کر لندن تشریف لائے اور 19/اپریل 2003ء کو اپنے پیارے مولیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہو گئے۔ دَورِ ہجرت کا یہ عرصہ انیس سال بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس عاجز پر بے انتہا کرم اور احسان ہے کہ یہ سارا عرصہ اس خاکسار کو پیارے حضور کے قدموں میں ایک عاجز خادم کے طور پر گزارنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر میری روح سرتا پا اس کے شکر سے معمور ہے۔ کن الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں زبان جذبات شکر سے گنگ ہے اور قلم کو یارا نہیں کہ دلی جذبات کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر سکے۔

وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں گزری۔ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دستگیری، حفاظت اور نصرت فرمائی۔ زندگی کے ہر مشکل مرحلہ پر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی اور تائید عطا ہوتی رہی۔ آپ کی زندگی میں غالباً سب سے کٹھن مرحلہ آپ کی پاکستان سے برطانیہ ہجرت کا تھا۔ سب دنیاوی وسائل رکھنے والے شاطر دشمن کو آپ کے پاکستان سے چلے جانے کا اس وقت علم ہوا جب آپ لندن پہنچ چکے تھے۔ غیر معمولی تائید و نصرت کے اس واقعہ کو سن کر اور حضور کی زندگی کے دیگر واقعات کا علم پا کر آپ کی سوانح حیات کے انگریز عیسائی مصنف نے از خود کتاب کا کیا خوب عنوان تجویز کیا تھا "A Man of God"۔ ایک مرد خدا۔ واقعی وہ ایک عظیم مرد خدا تھا۔ خدا کا ایک عظیم عاشق اور خدا کا بندہ۔ ایسا بندہ جو خدا کا محبوب تھا اور قدم قدم پر اس کی تائید و نصرت سے فیضیاب بندہ!

اوپر دی گئی تصویر: ربوہ سے ہجرت کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لندن ورود فرما ہوئے تو ہیتھرو ایئر پورٹ پر محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امیر و مبلغ انچارج برطانیہ (حضورؒ کے دائیں)، محترم ہدایت اللہ بنگوی صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ برطانیہ (مولانا عطاء المجیب صاحب کے دائیں) اور محترم محمد اسلم جاوید صاحب نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ (حضورؒ کے پیچھے) نے استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی، جبکہ تصویر میں حضورؒ محترم انور احمد کاہلوں صاحب نیشنل صدر جماعت برطانیہ سے گفتگو فرماتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ مکرم مرزا عبدالرشید صاحب (درمیان میں انتہائی پیچھے)

بی بی سی پر انٹرویو

اللہ تعالیٰ کس طرح ہر مرحلہ پر آپ کی تائید و نصرت فرماتا تھا اور کس طرح ہر موقع پر خود آپ کا معلم اور راہنما ہوتا تھا اس کا ایک واقعہ بطور مثال عرض کرتا ہوں۔ جب حضور ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو اس وقت کوئی باقاعدہ پرائیوٹ سیکرٹری مقرر نہ تھے۔ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ قریباً ایک ماہ تک حضور سے ہدایات لے کر ان کی تعمیل کرنے اور کروانے کی توفیق ملتی رہی۔ حضور کے لندن آنے کے دو دن بعد کا واقعہ ہے کہ بی بی سی کی عالمگیر اردو سروس کے نمائندہ کا فون آیا۔ انہوں نے حضور سے انٹرویو لینے کی خواہش کی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ انٹرویو کا دورانیہ کتنا ہوگا۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے مشہور پروگرام سیر بین کا کل وقت بارہ منٹ ہوتا ہے اس میں سے تین چار منٹ ہم دے سکیں گے۔ مَیں نے کہا کہ یہ وقت تو بہت تھوڑا ہے لیکن انہوں نے اسی وقت پر اصرار کیا۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں ان کی درخواست پیش کی تو حضور کا پہلا سوال ہی یہ تھا کہ انٹرویو کا وقت کتنا ہوگا۔ مَیں نے بتایا تو حضور نے سنتے ہی فرمایا کہ ان سے معذرت کر دی جائے۔ اگلے روز ان کا فون آیا تو مَیں نے مناسب رنگ میں ان سے معذرت کر دی اس پر وہ خاموش ہوگئے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ حضور کا جواب تو مَیں نے آپ کو پہنچا دیا ہے لیکن اپنی طرف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ واقعی حضور کا انٹرویو لینا چاہتے ہیں تو کم از کم سیر بین پروگرام کا سارا وقت تو انہیں دیں تاکہ وہ وضاحت سے آپ کے سوالات کے جوابات تو دے سکیں۔ مَیں نے تاکیداً کہا کہ مَیں یہ مشورہ اپنے طور پر دے رہا ہوں۔ آپ اس پر غور کر لیں لیکن انہوں نے یہی کہا کہ ہمارے لیے اس سے زیادہ وقت دینا ممکن نہیں۔ اس پر بات ختم ہوگئی۔ اگلے روز ان کا پھر فون آیا اور کہنے لگے کہ ہم نے بہت غور و فکر کے بعد یہ سوچا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب انٹرویو کے لیے تیار ہو جائیں تو ہم بارہ کے بارہ منٹ یعنی سیر بین پروگرام کا سارا وقت دینے کے لیے تیار ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں حضور کی خدمت میں آپ کا یہ پیغام عرض کر دوں گا۔ مَیں نے جب حضور کی خدمت میں یہ پیغام پہنچایا تو حضور مسکرائے اور خوشی سے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال تھا کہ وہ اتنا وقت دیں تو پھر ٹھیک ہوگا۔ ان سے اگلے روز بیت الفضل لندن آنے کا وقت طے ہوا اور وہ عین وقت پر تشریف لے آئے۔

حضور کی رہائشی جگہ سے ملحقہ لائبریری کے وسیع کمرہ میں ملاقات ہوئی۔ حضور وہیں تشریف لے آئے۔ بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی۔ حضور نے انہیں فرمایا کہ مَیں آپ سے غائبانہ تعارف رکھتا ہوں کیونکہ آپ کی آواز مَیں نے بارہا اس پروگرام میں سنی ہے۔ آج بالمشافہ ملاقات ہو رہی ہے۔ چائے سے فارغ ہو کر انٹرویو کی بات شروع ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ مَیں انٹرویو ریکارڈ کرنے کا سامان تو ساتھ لے آیا ہوں لیکن اس جگہ مکمل خاموشی نہیں ہے اس لیے اگر حضور منظور فرمائیں تو ہمارے بی بی سی کے سٹوڈیو میں تشریف لے آئیں۔ اس طرح ریکارڈنگ کا معیار بہت اچھا رہے گا۔ حضور نے بلا تامل ان کی یہ درخواست منظور فرمالی۔ رخصت ہونے سے قبل انہوں نے حضور سے کہا کہ مَیں نے جو سوالات سوچے تھے وہ مَیں ذکر کر دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اگر آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتا دیں اور مجھے ارشاد فرمایا کہ مَیں وہ سوالات نوٹ کر لوں۔ چنانچہ حضور کی موجودگی میں انہوں نے وہ سارے سوالات بیان کئے اور مَیں نے جلدی جلدی ان کو نوٹ کر لیا۔ انٹرویو کے لیے اگلے دن بعد دوپہر ایک بجے کا وقت طے ہوا اور وہ رخصت ہوئے۔

اگلے روز صبح حضور کے دفتر تشریف لانے پر مَیں نے صاف طریق پر لکھے ہوئے سوالات حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضور نے انہیں ایک نظر دیکھا اور بعد ملاحظہ وہ کاغذ مجھے واپس لَوٹا دیا۔ بعد دوپہر حسبِ پروگرام حضور چند خدام کی معیت میں بی بی سی کے سٹوڈیو تشریف لے گئے۔ ریڈیو کے نمائندگان نے جن میں چند اردو دان انگریز افسران بھی شامل تھے حضور کا استقبال کیا۔ ایک افسر نے اپنا تعارف کروایا کہ مَیں بی بی سی کی انگریزی اوورسیز سروس (Overseas Service) کا انچارج ہوں۔ اگرچہ آپ اردو پروگرام کی ریکارڈنگ کے لیے تشریف لائے ہیں، میری یہ درخواست ہے کہ آپ انگریزی میں بھی ہمیں انٹرویو کا موقع دیں۔

حضور نے یہ درخواست منظور فرمالی اور فرمایا کہ پہلے انگریزی انٹرویو ہی ہو جائے۔ چنانچہ حضور پہلے انگریزی انٹرویو کے لیے تشریف لے گئے اور بالکل فی البدیہہ انٹرویو ریکارڈ کروایا جس کا دورانیہ قریباً بیس منٹ تھا اس کے فوراً بعد حضور اردو سیکشن میں آئے اور انٹرویو کے لیے سٹوڈیو میں تشریف لے گئے۔

انٹرویو کا کمرہ کچھ اس طرح تھا کہ اس میں ایک بڑی میز تھی جس کے ایک طرف حضور تشریف فرما ہوئے اور دوسری طرف اردو سروس کے نمائندہ بیٹھ گئے۔ درمیان میں دو مائیک تھے۔ کمرے کی ایک دیوار شیشے کی تھی جس کے پیچھے بیٹھ کر ہم ساری کارروائی دیکھ اور سن رہے تھے۔ ابتدائی مختصر بات چیت کے بعد انٹرویو کا آغاز ہوا۔ پہلا سوال کیا گیا تو مجھے سخت حیرت ہوئی کہ یہ تو ان سوالوں میں سے نہیں جو کل بتائے گئے تھے اور اس وقت بھی میری جیب میں تھے۔ دوسرا سوال ہوا تو وہ بھی نیا تھا۔ تیسرا بھی۔ الغرض جس قدر سوالات پوچھے گئے وہ سب کے سب گزشتہ روز بتائے گئے سوالات سے مختلف تھے۔ میں اس صورت حال پر سخت حیران اور کسی قدر پریشان بھی تھا لیکن حضور نے جس طرح سوالات کے نپے تلے، برجستہ، زوردار جوابات دیئے ان کو سن کر بے حد خوش اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک سوال کچھ اس قسم کا تھا کہ جب پاکستان کی حکومت نے بذریعہ قانون آپ کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے تو آپ اس بات کو تسلیم کیوں نہیں کر لیتے؟ حضور نے اس کا زوردار تفصیلی جواب دیا جس میں یہ بات بھی ذکر فرمائی کہ یہ تو وہی بات ہوئی کہ کوئی شخص کسی شریف آدمی کو کہے کہ میں تمہیں انسان نہیں بلکہ کتا سمجھتا ہوں۔ اب چونکہ میں نے تمہیں کہہ دیا ہے اس لیے تم پر یہ بھی لازم ہے کہ اب تم بھی اپنے آپ کو کتا سمجھو اور بھونکنا شروع کر دو۔ حضور کا یہ برجستہ جواب

پاکستان میں خوب مشہور ہوا تھا۔ انٹرویو ختم ہوا تو حضور اُٹھ کر باہر آئے۔ اس موقع پر ایک اردو دان انگریز افسر نے انٹرویو لینے والے نمائندہ کو توجہ دلائی کہ ایک سوال تو تم بھول ہی گئے ہو۔ اس پر اس کو یاد آیا اور اس نے معذرت کرتے ہوئے حضور سے دوبارہ اندر تشریف لانے کی درخواست کی۔ حضور دوبارہ سٹوڈیو میں گئے اور ایک مزید سوال کا جواب عنایت فرمایا۔ یہ سوال بھی گزشتہ روز بتائے گئے سوالات میں شامل نہیں تھا۔

انٹرویو سے فارغ ہونے کے بعد حضور واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ کار میں تشریف فرما ہونے سے قبل اس عاجز کو قریب بلایا اور بڑی شفقت سے کندھے پر دستِ مبارک رکھتے ہوئے فرمایا:

’’آپ کو یاد ہے کہ اس نے کل کیا سوالات بتائے تھے؟‘‘ خاکسار نے عرض کیا کہ حضور خوب یاد ہیں اور وہ کاغذ اس وقت بھی میری جیب میں ہے۔ حیرت ہے کہ اس نے ان میں سے ایک سوال بھی نہیں پوچھا اور بالکل نئے سوالات پیش کئے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا:

’’بالکل ایسے ہی ہوا ہے لیکن میں بہت خوش ہوں کہ اس نے یہ نئے سوالات مجھ سے پوچھے ہیں۔ دراصل مَیں یہی چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے یہ سوالات پوچھے جو اس نے آج پوچھے ہیں۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا‘‘۔

مَیں حضور کا یہ ارشاد سن کر حیران رہ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپ کو اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازا اور آپ کی دلی خواہش کے مطابق وہی سوالات اس نمائندہ سے کروائے جو آپ چاہتے تھے کہ وہ آپ سے دریافت کرے۔ عام طور پر پریس کے نمائندگان کا یہ طریق نہیں ہوتا۔ طے شدہ انٹرویوز میں بالعموم وہی سوالات پوچھتے ہیں جو پہلے سے بتائے گئے ہوں یا پھر ایک آدھ سوال کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ یہ صورت حال بہت ہی غیر معمولی تھی لیکن آخر میں یہ راز کھلا اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا کہ اس اچانک تبدیلی کے پیچھے ایک مردِ خدا کی توجہ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کار فرما تھی۔

(روزنامہ الفضل سیّدنا طاہر نمبر 27 دسمبر 2003ء صفحہ 42)

طائر کے بعد اُس کا نشیمن اُداس ہے

پیغام آ رہے ہیں کہ مسکن اُداس ہے طائر کے بعد اُس کا نشیمن اُداس ہے
اک باغباں کی یاد میں سرو و سمن اُداس اہلِ چمن فسردہ ہیں گلشن اُداس ہے
نرگس کی آنکھ نم ہے تو لالے کا داغ اُداس غنچے کا دل حزیں ہے تو سوسن اُداس ہے
ہر موجِ خونِ گل کا گریباں ہے چاک چاک ہر گل بدن کا پیرہنِ تن اُداس ہے
آزردہ گل بہت ہیں کہ کانٹے ہیں شاد کام برقِ تپاں نہال، کہ خرمن اُداس ہے
سینے پہ غم کا طور لئے پھر رہا ہے کیا موسیٰ پلٹ کہ وادیٔ ایمن اُداس ہے
بس نامہ بر، اَب اِتنا تو جی نہ دُکھا کہ آج پہلے ہی دل کی ایک اِک دھڑکن اُداس ہے
بَن باسیوں کی یاد میں کیا ہوں گے گھر اُداس جتنا کہ بن کے باسیوں کا مَن اُداس ہے
مجنوں کا دشت اُداس ہے صحن چمن اُداس صحرا کی گود، لیلیٰ کا آنگن اُداس ہے
چشمِ حزیں میں آ تو بسے ہو مرے حبیب کیوں پھر بھی میری دید کا مسکن اُداس ہے
گھبرا کے دردِ ہجر سے اے میہمانِ عشق جس من میں آ کے اترے ہو وہ من اُداس ہے
آنکھوں سے جو لگی ہے جھڑی تھم نہیں رہی آ کر ٹھہر گیا ہے جو ساون اُداس ہے
بس یادِ دوست! اور نہ کر فرشِ دل پہ رقص سن! کتنی تیرے پاؤں کی جھانجن اُداس ہے
لو نغمہ ہائے دردِ نہاں تم بھی کچھ سنو دیکھو نا، میرے دل کی بھی راگن اُداس ہے

(کلام طاہر)

چمن چمن ترا اَندازِ رنگ و بُو بولے

مکرم محمد غیور صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بی بی سی اردو کے پروگرام 'سیر بین' کو دیا گیا ایک یادگار انٹرویو (مؤرخہ 25 مئی 1984ء)

جمعہ 25 مئی (1984ء) کو سیر بین سننے والوں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

''آپ کو یاد ہو گا کہ پاکستان میں احمدیہ فرقہ کو 1974ء میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے دَور حکومت میں پارلیمنٹ سے منظور کئے ہوئے قانون کے ذریعہ غیر مسلم قرار دے دیا گیا تھا۔ اب موجودہ حکومت نے پچھلے مہینے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جس کی رُو پاکستان میں رہنے والے احمدیوں پر یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے بلکہ اذان بھی نہیں دے سکتے اور نہ ہی ان کی عبادت گاہوں کو مسجد کہا جا سکتا ہے۔ احمدیہ فرقہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد آج کل لنڈن میں ہیں اور بی بی سی کو یہ خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے محمد غیّور سے بات چیت کی۔ جنہوں نے ان سے پہلا سوال یہ کیا کہ حکومت پاکستان کے نئے آرڈیننس پر ان کا کیا ردِّ عمل ہے؟

حضورؒ: سب سے پہلے تو یہ بات سمجھ میں آ نہیں سکتی کہ اس قسم کے آرڈیننس کو لیگل ڈاکومنٹ یا قانون قرار دینا کس طرح ممکن ہے۔ کیونکہ بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت اور اس قسم کی کھلی کھلی۔ اور پھر ایک ایسا انقلابی واقعہ ہوا ہے اس نئے دَور میں جس کا دنیا نے نوٹس نہیں لیا۔ اور تعجب ہے کہ ہیومن رائٹس کی خاطر آواز دینے والے، ایک ایک آدمی کو Suffering ہو تو وہ شور مچا دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہوا ہے کہ پہلے سچائی نکلوانے کے لیے ٹارچر کرتے رہے ہیں لوگ، اس کے خلاف بھی آواز اُٹھاتے رہے ہیں لوگ۔ لیکن اب یہ ٹارچر ہے جھوٹ نکلوانے کے لیے۔ یعنی اس بات کی سزا دی جائے گی کہ تم سچ کیوں بول رہے ہو۔ میرا مذہب جو ہے وہ تو مَیں بہتر جانتا ہوں۔ اگر مَیں اپنے مذہب کو اسلام سمجھتا ہوں تو جب تک مجھے سمجھایا نہ جائے کہ تمہارا مذہب اِسلام نہیں ہے اور مَیں سمجھ نہ جاؤں۔ اگر مَیں کہوں گا کہ مَیں غیر مسلم ہوں تو جھوٹ بول رہا ہوں۔

میزبان: لیکن یہ کہ آپ کریں گے کیا؟

حضورؒ: ہم نے جو کیا ہے وہ تو وہی ہے جو مذہبی جماعت کو کرنا چاہیے۔ ہم ایک سیاسی جماعت تو نہیں ہیں۔ اور ہم پورا یقین رکھتے ہیں ایک زندہ خدا میں، جس نے ہمیں پہلے کبھی بھی نہیں چھوڑا۔ یہ پہلا واقعہ تو نہیں ہے، سو سال سے ہم مظالم برداشت کر رہے ہیں اپنے ایمان کی خاطر اور نہیں ٹلے وہ بات سمجھنے سے اور یقین رکھنے سے جس کا ہم یقین رکھتے تھے۔ تو ہمارا ردّ عمل یہ ہوا کرتا ہے کہ ہم خدا کی طرف جھکتے ہیں۔ چنانچہ اس آرڈیننس کے بعد ایک ردِّ عمل تو یہ ہوا کہ ہر احمدی مسجد سے اس قدر گریہ وزاری کا شور بلند ہوا ہے کہ اذان کی کمی اس گریہ وزاری نے پوری کی ہے۔

میزبان: لیکن عملی طور پر اگر دیکھئے تو آپ نے مسجد میں اذان دینی بند کر دی ہے مسجد کو مسجد کہنا بند کر دیا ہے۔

حضورؒ: مسجد کہنا بند کر دیا اور بات ہے مسجد پر مسجد لکھا ہونا یہ اَور بات ہے۔یعنی واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمارے آقا و مولا ہیں اور آپؐ کی سنّت ہم نے پکڑنی ہے۔ آپؐ کے زمانہ میں ایسا دَور بھی آیا کہ بلند آواز سے اللہ اکبر نہیں کہہ سکتے تھے مسلمان دارِ ارقم میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ تو عبادت نہیں چھوڑی، خدا کا نام بلند کرنا نہیں چھوڑا مگر اُس حد تک کہ وہ آواز پھیلے اس حد تک تو بند کرنا پڑا۔ اور پھر آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں، ابتداء میں مسجدیں بنانے کی اجازت نہیں تھی، صحن خانہ میں بھی نہیں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مسجد کو داخل ہو کر اندر شہید کیا گیا کہ صحن میں بھی تم مسجد بناتے ہو۔ یہ دَور گزرے ہیں پہلے۔ یہ کوئی نیا واقعہ تو نہیں مذہب کی تاریخ میں۔ اور ہم نمونہ وہیں سے پکڑیں گے جو ہمارے بزرگ، ہمارے مولا اور مرشد ہیں۔

میزبان: لیکن یہ جو آپ، پاکستان میں خاص طور سے اور دنیا میں اور بہت سے ملکوں میں یہ جو اسلامائزیشن کا دَور شروع ہوا ہے۔ کیا اس کا یہ ردِّ عمل ہے؟ (حضورؒ: مَیں سمجھ گیا ہوں بہت اہم سوال ہے) اس کا یہ ایک قدم ہے۔

حضورؒ: سوال یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے یہ بات نمایاں نظر آ رہی ہے کہ سیاسی مقاصد کے لیے مذہب کو استعمال کرنے کا رُجحان بڑھ رہا ہے۔ اور جو نہایت خطرناک ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ چیز جس کو باہر کی دنیا کلرجی (Clergy) کہتی ہے۔ اسلام میں کوئی institutionlized Clergy نہیں ہے۔ یعنی ملّائیت کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ لیکن، اس سے وہ زور پکڑتی ہے پھر۔ جب سرٹیفکیٹ اسلام کے خدا کی بجائے ملّاں سے لینے پڑیں گے تو اس کی طاقت اُبھرے گی اور وہ طاقت ایک منفی صورت میں استعمال ہوتی ہے سٹیٹ کے اندر جس کے نتیجہ میں، مَیں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہ ایک انٹرنیشنل سازش ہے اسلام کے خلاف۔ جب اسلام کے نام پر ایک ملّائیت کو عروج ملے گا تو بظاہر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کمیونزم کے خلاف ہمیں ایک Instrument، ہمیں ایک ذریعہ مل جائے گا۔ بدنامی اسلام کی اور فائدہ امریکہ کو۔ یہ ہماری حیثیت ہے صرف خیالی مذہبی لوگوں کی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ ہم خدا پر زندہ یقین رکھتے ہیں اور دعاؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ہر ظلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑھایا ہے پہلے سے۔ یہ ایک ایسی تاریخ ہے جسے دنیا میں کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ اس لیے ہمیں کامل یقین ہے کہ آئندہ بھی یہی ہوگا۔ جہاں تک Suppression یعنی دباؤ کا تعلق ہے، امرِ واقعہ یہ ہے کہ جب کسی زندہ قوم کو دبایا جاتا ہے، وہ اُبھرتی ہے۔

میزبان: یہ جب سے نئے قانون پہ عملدرآمد شروع ہوا ہے کوئی اطلاعات ایسی ہیں کہ تعداد آپ کی گھٹی ہو؟

حضورؒ: نہیں، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، کبھی بھی نہیں ہوا۔ یہ ناممکن ہے، ہر ایسے اقدام کے بعد غیر معمولی تعداد بڑھی ہے۔ چنانچہ 74ء کے بعد سب سے بڑی تکلیف تو یہی تھی بعض مخالفین کو کہ ہم نے ناٹ مسلم کہہ دیا، غیر مسلم قرار دے دیا اور اتنی اونچی دیوار کو پھلانگ کے لوگ احمدیت میں پہلے سے زیادہ آ رہے ہیں۔ یہ اگر فکر نہ ہوتی ان کو تو اس اقدام کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تو اصل بات ان کا یہ اقدام ثابت کر رہا ہے کہ ہر روک کے بعد ہم زیادہ قوت کے ساتھ پھیلے ہیں۔

میزبان: اچھا یہ 74ء میں سب سے پہلے یہ آپ کو، آپ کے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور اِس وقت تو آرڈیننس جاری کیا ہے حکومت نے۔ اُس وقت یہ پارلیمنٹ کی کارروائی تھی، پارلیمنٹ نے منظور کیا تھا اسے جسے کہنا چاہیے کہ یہ عوام کا فیصلہ تھا۔ اور وہ پارلیمنٹ منتخب تھی۔ تو اب جو آپ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ عوام کے فیصلہ کے خلاف جا رہے ہیں۔ خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

حضورؒ: سوال یہ ہے کہ مذہب عوام بناتے ہیں یا خدا بناتا ہے۔ یہ بنیادی سوال پہلے حل ہونا چاہیے۔ اگر مذہب میں عوام کے فیصلے چلیں تو دنیا کا ہر نبی اپنے وقت میں جھوٹا ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ ہر نبی کے وقت عوام کی اکثریت نے اس کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔ اس لیے بالکل

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الرابع

بے معنی اور لغو بات ہے۔ دوسرے یہ کہ عوام کو یہ حق تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو کچھ سمجھیں اور اپنے قانون میں لکھ دیں۔ لیکن یہ کیسے حق ہو سکتا ہے کہ کسی سے یہ حق چھین لیں کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھے۔ یہ دو بالکل مختلف چیزیں ہیں۔ یعنی اگر کوئی کسی کو کتّا کہہ دے تو آپ کہہ دیں گے کہ حق ہے اس کو، کہہ دے کتّا۔ لیکن اس کے بعد اس کو یہ کہیں کہ تم کتّوں کی طرح زندگی بسر کرو۔ یہ کیسے حق مل گیا؟ یا ساتھ کہیں کہ بھونکو بھی اب۔ وہ تو نہیں بھونکے گا انسان۔ اس لیے عوام کا حق اپنی جگہ ہے اور فرد کا حق اپنی جگہ ہے۔ اور ان دونوں کی حدیں ہیں۔ جن کو قرآن بھی قائم کرتا ہے۔ دنیا کا ہر مذہب اور انسانیت کی بنیادی قدریں ان کی حفاظت کرتی ہیں۔

میزبان: اچھا آپ کے فرقہ پہ یہ بھی مرزا صاحب! الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ فوج میں اپنی جڑیں بنا رہے ہیں اور بیوروکریسی میں جڑیں بنا رہے ہیں۔ اور اس طرح سے پاکستان کی بنیاد کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

حضورؒ: اس سے بڑا جھوٹا الزام تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ پاکستان کی جو جنگیں ہوئی ہیں پچھلی، ان میں جو جنگ کے ہیرو، یہ موجودہ فوجی حکومت اس کا انکار نہیں کر سکتی۔ رَن کچھ میں بریگیڈیئر افتخار تھے، وہ احمدی تھے۔ اور ادھر چھمب جوڑیاں سیکشن میں جنرل ملک اختر تھے، وہ احمدی تھے۔ چونڈہ کا ہیرو آج بھی زندہ ہے جنرل عبد العلی ملک۔ وہ احمدی اور ممتاز فاضلکا سیکٹر میں تھے غالباً وہ احمدی۔ تو جو نمایاں ہیں دفاع کے واقعات، ان

میں احمدی وابستہ ہیں۔ اور کبھی کوئی واقعہ نہیں ہوا کہ احمدی نے نعوذ باللہ من ذالک پاکستان سے بے وفائی کی ہو۔ پاکستان تحریک میں احمدی سب سے اوّل صف میں تھے اور کبھی قائد اعظم، آخر ان کو علم نہیں تھا کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے اس وقت احمدیوں کو کیوں منہ لگایا؟ کیوں ظفر اللہ خان صاحبؓ کو وزیر بنایا؟ اس لیے کہ جانتے تھے وہ۔ اور وہ جو ہمارے دشمن تھے یعنی جو دشمن ہیں اور پاکستان کے دشمن تھے۔ اب وہ صفِ اوّل کے شہری ہیں اور ہم ایک Third grade شہریوں میں تبدیل کئے جا رہے ہیں۔ یہ تو زمانے میں چلتی رہتی ہیں سیاسی چالیں۔ اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔

میزبان: جیسا کہ آپ نے فرمایا پاکستان ہی میں آپ کا فرقہ نہیں ہے۔ پاکستان سے باہر بڑی تعداد ہے۔ ان میں مسلمان ملکوں میں بھی ہوں گے۔ (حضور: جی مگر کم)۔ تو ان مسلمان ملکوں کا آپ کے ساتھ رویّہ کیا ہے؟

حضورؒ: مسلمان ملکوں کا رویّہ جو ہے اس میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ مسلمان ممالک کے جو علماء ہیں وہ بذات خود نہایت شریف لوگ ہیں اور وہ اُس قسم کا مُلّاں نہیں ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان اور ہندوستان سے ایک خاص قسم کے علماء نے جا کر اُن کو یک طرفہ اتنا زہرناک کر دیا ہے کہ ہمیں کیونکہ جواب کا موقع نہیں اور وہ یک طرفہ باتیں سنتے ہیں۔ اس لیے رفتہ رفتہ ان میں منافرت بڑھتی چلی گئی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں یہ تو ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ مذہب میں تو یہ اہمیت ہے کہ اللہ کیا سمجھتا ہے جس کے حضور جان دینی ہے۔ خدا کے دربار میں تو کوئی مولوی نہیں بیٹھا ہو گا فتویٰ دینے کے لیے کہ مَیں اس کو یہ سمجھتا تھا۔

میزبان:

اسی کے ساتھ مجھے سیر بین سے اجازت دیجیے''۔

پی ڈی ایف میں لنک پر جانے کے لیے QR کوڈ پر کلک کریں جبکہ پرنٹ ورژن میں کوڈ کو سکین کریں۔

جرمنی میں جلسہ ہائے مصلح موعودؓ و مسیح موعودؑ کا انعقاد

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

امسال بھی جماعت احمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعتی روایات کے مطابق جلسہ ہائے یومِ مصلح موعودؓ منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ اس مناسبت سے جرمنی کی بہت سی جماعتوں اور لوکل امارات نے 17 فروری تا 25 فروری 2024ء کے دوران جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا جن میں ہزارہا احمدی احباب نے شرکت کی۔ ہر جگہ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ ہوا۔ بعدازاں مربیان سلسلہ اور دیگر مقررین نے حضرت مصلح موعودؓ کی حیاتِ طیّبہ و پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

جماعت Wittlich

مورخہ 18 فروری بروز اتوار مسجد حمد وٹلش میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ زیر صدارت مکرم طاہر احمد ظفر صاحب صدر جماعت منعقد ہوا۔ تلاوت و ترجمہ اور نظم کے بعد پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے وڈیو کے ذریعہ سنے گئے۔ بعدہٗ حضرت مصلح موعودؓ کی ایک دُعا پڑھ کر سنائی گئی، جو آپ نے رمضان المبارک کے موقع پر اپنی جوانی کے ایّام میں لکھی تھی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی اولوالعزمی و استقلال پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی سیرت و سوانح کو اُجاگر کیا۔ آخر میں پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے کوئز پروگرام رکھا گیا۔ اختتامی دعا کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ جلسہ میں حاضری 75 رہی جس میں ایک ترک نَومبائع اور ایک پاکستانی زیرِ تبلیغ دوست بھی شامل تھے۔

Idar-Oberstein میں پہلا جلسہ

جماعت Idar-Oberstein میں مورخہ 17 فروری کو مکرم ناصر احمد خان صاحب صدر جماعت کی صدارت میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن و ترجمہ کے بعد پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ پڑھ کر سنائے گے۔ بعدہٗ حضرت مصلح موعودؓ کی ایک دُعا پیش کی گئی، جو کہ آپ نے اپنی جوانی میں رمضان المبارک کے موقع پر لکھی تھی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی اولوالعزمی پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی سیرت وسوانح بیان کیے جس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی پر سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ اس جلسہ میں حاضری 63 رہی۔

(جاوید اقبال ناصر مربی سلسلہ جرمنی وٹلش)

جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ

جماعت احمدیہ جرمنی کو امسال بھی یوم مسیح موعودؑ منانے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ اکثر جماعتوں اور لوکل امارات نے مؤرخہ 23 مارچ بروز ہفتہ اپنی مساجد اور نماز سنٹرز میں جلسے منعقد کئے جن کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ بعدازاں مربیان سلسلہ اور دیگر مقررین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت، آپ کی بعثت کے مقصد اور افراد جماعت کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔

ہجر کی رات اور اتنی روشن

(محمد انیس دیالگڑھی)

''سب سے پہلے مَیں قربانی دوں گا، مَیں قربانی دوں گا، مَیں قربانی دوں گا''

آج سے چالیس سال قبل 27 اپریل 1984ء کو مسجد مبارک ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے یہ جلالی الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں اور وہ نظارہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے جب یہ الفاظ سن کر لوگوں کی چیخیں نکل گئی تھیں اور وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے تھے۔ ہر گردن اُس وقت کٹنے کو تیار تھی۔ ہر دل کی یہ آواز تھی کہ اے جان سے پیارے آقا جب تک ہماری گردنیں سلامت ہیں کوئی بدبخت ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ مسجد مبارک، مسجد نہیں میدانِ جنگ کا منظر پیش کر رہی تھی اور ایسی آہ وبکا اور ایسی گریہ وزاری تھی جو عرش کے کنگروں کو ہلا رہی تھی اور عرش سے واپس پہنچتی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس جنگ کا پانسہ کس کے حق میں رہا یہ بتانے یا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

اُس روز جمعہ تھا اور احمدی اپنے پیارے امام کا خطبہ بھی نہیں سُن پائے تھے کیونکہ ایک روز قبل 26 اپریل 1984ء کو وہ رُسوائے زمانہ اور ظالمانہ و بہیمانہ آرڈیننس جاری ہوا تھا جس نے احمدیوں سے ان کے بنیادی حقوق بھی چھین لیے تھے اور ہر احمدی کی گردن پر ہر وقت تلوار لٹکنے لگی تھی۔ جس کا نشانہ کوئی بھی گردن ہوسکتی تھی مگر اس آرڈیننس کا اصل مقصد خلافت احمدیہ کو ختم کرنا تھا اور یہ سب جانتے تھے۔ اسی لیے احمدیوں کو اپنی فکر نہیں تھی۔ فکر تھی تو صرف یہ کہ ہمارے پیارے آقا کی طرف کوئی میلی آنکھ سے دیکھ بھی نہ پائے۔ جمعہ کے وقت مسجد اقصیٰ ربوہ بھری ہوئی تھی۔ میں بہت پہلے مسجد پہنچ گیا تھا تب بھی چوتھی یا پانچویں صف میں جگہ ملی جبکہ میں پہلی صف میں بیٹھنے کا خواہش مند تھا۔

حضور انورؒ مسجد کے منبر پر تشریف لائے اور ہاتھ ہلایا۔ حضور انورؒ کو دیکھتے ہی مسجد اقصیٰ میدانِ کربلا بن گئی اور ایسے مذبح خانہ کا منظر پیش کرنے لگی جہاں لوگ بکروں کی طرح ذبح کیے جا رہے ہوں۔ حضورؒ احمدیوں کے معاملہ میں بہت رقیق القلب تھے مگر اُس وقت صبر کا پہاڑ بنے احمدیوں کو تسلیاں دے رہے تھے۔ بغیر کچھ فرمائے دائیں بائیں دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر رہے تھے۔ لیکن آپ کے دل کی کیا کیفیت تھی یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

صبر کا درس ہو چکا اب ذرا حالِ دل سنا
کہتے ہیں تجھ کو ناصحا چین نہ ایک پل پڑے

خطبہ حضورؒ کی بجائے پرانے مربی سلسلہ مولانا بشیر احمد شاد صاحب نے دیا اور نماز بھی انہوں نے ہی پڑھائی کہ آرڈیننس کا اصل مقصد یہی تھا کہ براہِ راست خلیفۃ المسیح پر ہاتھ ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ آئے اور خلافت کا جماعت سے رابطہ کاٹ دیا جائے۔ وہ کچھ نہ کہہ سکے اور اگر کہے تو قانون کے تحت گرفتاری عمل میں لائی جائے۔ دنیا بھر کے احمدی سخت پریشانی اور فکر میں تھے۔ انہیں اپنی نہیں اپنے جان سے عزیز آقا کی فکر تھی۔ وہ دشمن کے عزائم جانتے تھے اور دشمن بھی جانتا تھا کہ اگر جماعت کو ختم کرنا ہے تو خلافت کو ختم کر دو صلیب تیار تھی اور ابن مریم بھی۔

مگر یہ مجال اور توفیق کسے تھی کہ وہ خلافت کا سر کاٹ سکے جسے خدا نے خود امّتِ مسلمہ کے دھڑ پر لگایا تھا اور اُسی سے امت کی نجات وابستہ کر دی تھی۔

مرے پکڑنے پہ قدرت کہاں تجھے صیاد
کہ باغِ حسنِ محمدؐ کی عندلیب ہوں میں

بیرون از ربوہ کے احمدی ربوہ کا رُخ کرنے لگے اور ربوہ والے بھی مسجد مبارک میں نماز ادا کرنے کی کوشش میں ہوتے کہ سب سے زیادہ جس کی فکر تھی اُسی کو دیکھ کر تسلی بھی پکڑتے تھے۔ حضور تقریباً ہر نماز کے بعد ہی کچھ نہ کچھ فرماتے۔ حضورؒ جونہی لب کشا ہوتے تو دیوانوں کے ضبط کا بندھن ٹوٹ جاتا اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے۔

28 اپریل کو بھی حضور نے ساری نمازیں پڑھائیں لیکن عشاء کی نماز کے بعد احباب جماعت سے جس طرح خطاب فرمایا، اس کا تو نظارہ ہی کچھ اور تھا۔ حضورؒ کا یہ خطاب ہجرت سے قبل آخری خطاب ثابت ہوا۔ اُس خطاب میں حضورؒ نے احباب جماعت سے وعدہ لیا کہ وہ صبر کا دامن کسی حالت میں نہیں چھوڑیں گے، فرمایا: ''صبر کا دامن صبر کے ساتھ تھامے رکھنا ہے۔ صبر روحانیت میں تبدیل ہوجایا کرتا ہے۔ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار گریہ وزاری ہے۔ اتنی گریہ وزاری کریں، اتنی گریہ وزاری کریں کہ آسمان کے کنگرے بھی ہل جائیں''۔

پھر کیا تھا گریہ وزاری کا ایسا شور اُٹھا جو فی الواقع عرش الٰہی تک پہنچا اور اسی گریہ وزاری نے ظالم کے خلاف آسمان پر فیصلہ لکھوا دیا۔

آسماں پر ہو چکا تھا فیصلہ اس کے خلاف
وہ جو تھا اہل زمیں نے فیصلہ لکھا ہوا

ربوہ کا آسمان اُن دنوں کجلایا ہوا تھا۔ ہر طرف اُداسی اور غمی کے بادلوں کا سایہ، شہر آباد تھا مگر شہر کی گلیاں ویران اور سنسان۔ چمن صحرا میں اور گلشن بَن میں بدل گیا تھا

بادِ سموم سے چمن دردوں دکھوں سے لد گیا

29 اپریل کو حضورؒ نمازوں کے لیے تشریف نہیں لائے جس پر ہر فرد جماعت پریشان ہوا پھر خبر سُنی کہ حضورؒ اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں۔ اب مزید تشویش ہوئی لیکن یہ بھی یقین تھا کہ خدا کے خلیفہ کا ہر قدم خدا کے

حکم سے ہی اُٹھتا ہے۔ حضورؒ کے موجود نہ ہونے سے ربوہ کی فضا غم آلود ہو جاتی تھی، اُس روز بھی یہی ہوا۔ دیوانوں کو محبوب کی ایک پل کی جدائی بھی گوارا نہ تھی مگر اب تو دُہرا اندیشہ تھا۔ محبوب کا فراق اور پھر ظالمانہ کارروائی کا خوف۔

کچھ اور بڑھ گئی ہیں شہر کی اداسیاں

30 اپریل کی شام اچانک یہ خبر سنی کہ حضورؒ لندن پہنچ گئے ہیں۔ پہلے تو یقین نہ آیا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہر طرف ظلم وستم کا پہرہ تھا۔ جب خبر کی تصدیق ہو گئی تو حضور کی جدائی کا غم بھی کافور ہو گیا۔ چہروں پر رونق آ گئی، سب خوش تھے اور ہر دل سے بے اختیار یہ صدا بلند ہوئی۔

”نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ“

یہ خبر تازہ اور مست ہوا کے جھونکے کی طرح آئی۔ موسم بدل گیا، ایک لمحہ کے لیے چمن پر بہار آ گئی، کلیاں کھل اٹھیں، چشمِ حزیں مسکرا اُٹھی۔ دل میں خوشی کے دیپ جلنے لگے۔ بے قراروں کو ایک لمحہ کے لیے قرار آ گیا۔ تشنہ لبوں کی پیاس بجھی۔ مگر ظالم کے دل کی آگ مزید بھڑک اٹھی تھی۔ اُس نے احمدیوں پر مزید ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔ نت نئے ہتھکنڈے آزما کر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔

ان مظالم کی تفصیل اخبارات، رسائل، کتابوں اور تقریروں میں بیان ہو چکی ہے کہ کس طرح معصوم اور بے گناہ احمدیوں کو ستایا گیا اور کیسے کیسے عذاب دیئے گئے اور کیسے کیسے مقدمات بنائے گئے۔ سکھر اور ساہیوال کے اسیرانِ راہ مولیٰ کے مقدمہ کا فیصلہ تو آمر وقت نے خود لکھوایا تھا اور سزائے موت سنائی تھی۔ اُن کی گردنیں تو خدا نے آزاد کر دیں مگر وہ فیصلہ اُس کی اپنی موت کا فیصلہ ثابت ہوا۔ وہ جو کہتا تھا کہ میں قادیانیت کے کینسر کو ختم کروں گا، اُس کا جسم تک محفوظ نہ رہا۔ کینسر کے مریض کی لاش تدفین کے قابل ہوتی ہے مگر اُس کے تو ٹکڑے بھی ہوا میں بکھر گئے اور پھر جل کر راکھ ہو گیا۔ میڈیا میں اس خبر کا خوب خوب چرچا ہوا۔ کئی دنوں تک یہ خبریں اخبارات اور ٹی وی پر چلتی رہیں کہ جہاز کہاں سے اُڑا، کہاں گرا، کیسے گرا اور کیوں کر گرا۔ یہ خبریں کیوں نہ نشر ہوتیں کہ یہ پہلے سے مقدر تھا کہ ؎

خدا اُڑا دے گا خاک ان کی، کرے گا رُسوائے عام کہنا

اس مضمون میں تصویر کے دوسرے رُخ پر روشنی ڈالنا بھی ضروری ہے جس کا تعلق شکرِ نعمت سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک رؤیا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں خود کو علی مرتضیٰ سمجھتا ہوں اور آنحضرت ﷺ مجھے فرماتے ہیں کہ

یَا عَلِیُّ دَعْھُمْ وَ اَنْصَارَھُمْ وَ زِرَاعَتَھُمْ...

بعد اس کے میری طبیعت الہام کی طرف منحدر ہوئی کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے۔

ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی

یعنی مجھ کو چھوڑ، تا میں موسیٰ یعنی اس عاجز کو قتل کر دوں۔ یہ خواب رات کے تین بجے قریباً بیس منٹ کم میں دیکھی تھی اور صبح بدھ کا دن تھا، فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک۔ (ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 219-218 حاشیہ)

اس میں کئی پیشگوئیاں مضمر ہیں یعنی جماعت احمدیہ پر حضرت موسیٰؑ کا زمانہ آئے گا اور وہ حضرت علیؓ یعنی چوتھے خلیفہ کا دور ہو گا اور فرعونِ وقت کو خدا بدھ کے روز غارت کرے گا۔ آخر میں حضور علیہ السلام نے فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک کے الفاظ لکھ کر بتا دیا کہ صرف خدا کے فضل سے ہو گا اور فرعون سے نجات تصرف الٰہی سے ہو گی لہٰذا حمد وثنا کا مستحق صرف خدا ہی ہے۔ حضرت موسیٰ کو اُن کی والدہ نے لکڑی کے تختہ پر ڈال کر پانی کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔ پانی نے اُس نوزائیدہ بچہ کو منزل مقصود تک پہنچایا مگر اُسی پانی نے فرعون جیسے طاقتور اور متکبر بادشاہ کو ڈبو دیا۔ بالکل ایسے ہی ایک طیارے نے خدا کے معصوم خلیفہ کو وقت کے فرعون کے پنجہ سے نجات دی اور اس سے کہیں بہتر اور مضبوط ترین طیارے نے اُس ظالم کے پرخچے اڑا کر فضا میں راکھ بنا کر بکھیر دیئے۔ ضیاء الحق کے طیارے کے حادثے کے چند ماہ بعد خاکسار لندن گیا۔ مسجد فضل میں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد ہم چند دوست حضورؒ کی رہائش گاہ کے نیچے کھڑے C-130 طیارے کے گرنے اور تباہ ہو جانے کی باتیں کر رہے تھے۔ ایک بزرگ جو ہماری باتیں سن رہے تھے۔ مسکرا کر کہنے لگے کہ تم لوگ کیسے فخر اور جوش وخروش سے یہ واقعہ بیان کر رہے ہو۔ پھر حضورؒ کے فلیٹ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ ”جوش تم دکھا رہے ہو۔ خوش تم ہو رہے ہو جبکہ زور تو ’اُس‘ نے لگایا ہے“۔

ان الفاظ میں ایسی بجلی تھی کہ ہم سب شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے اور سوچنے لگے کہ کیا ہم نے خلافت کی اُس طرح مدد کی جیسا کہ ہمیں کرنی چاہیے تھی۔ کیا ہم نے جان، مال، وقت اور دعا سے خلافت کے ہاتھ مضبوط کیے اور کیا ہم نے خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کہ اُس نے محض اپنے فضل سے ہم کمزوروں کی مدد کرتے ہوئے یہ سارے نشان دکھائے۔

رؤیا میں موسیٰ کے زمانہ کا ذکر کرنے میں یہ تنبیہ بھی تھی کہ بنی اسرائیل پر خدا نے بڑے فضل کئے اور ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا اور فرعون سے بھی نجات عطا کی مگر انہوں نے ان نعمتوں کی قدر نہ کی اور نافرمانی کر کے ”مغضوب علیھم“ کہلائے۔ ہم پر بنی اسرائیل سے کہیں بڑھ کر انعامات نازل ہوئے۔ ایک کے بعد دوسرے فرعون سے بھی نجات پائی اور پھر پُر امن علاقوں میں لا کر خدا نے ہمیں بسایا اور مالی کشائش بھی عطا فرمائی۔ خاکسار اگست 1984ء میں ہجرت کر کے یورپ آیا۔ کپڑوں کا ایک جوڑا میرے تن پر تھا جبکہ ایک جوڑا ایک چھوٹے سے بریف کیس میں تھا۔ وہ بریف کیس میں نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے تا کہ یاد رہے کہ کیسی بے سروسامانی اور بے نوائی کی حالت میں ملک چھوڑا تھا۔ میری طرح بہت سے احمدی بھی اسی طرح تہی دامن پر دیس آئے اور آج ہر طرح کی نعمتیں ہم سب کو حاصل ہیں، الحمدللّٰہ۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم ان نعمتوں کا شکر ادا کریں کیا ہم ”عبدِ شکور“ بن کر سجدہ شکر نہیں بجا لائیں گے؟

تری نعمت کی کچھ قلّت نہیں ہے
تہی اِس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اَب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا اِحساں ہیں ترے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

قسط چہارم، آخری

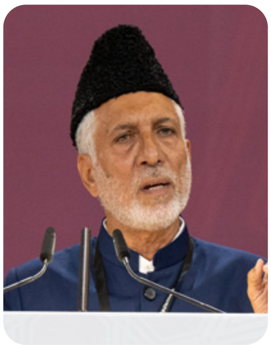

خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلّق

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء

مولانا عبدالسمیع خان صاحب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے بعض خدام کو یہ کام سپرد فرمایا کہ وہ قرآنِ مجید کے اسماء افعال اور حروف کی فہرستیں تیار کریں۔ اس طریق سے خدام میں قرآنِ مجید کی خدمت اور اس پر غور وفکر کی عادت پیدا کرنا مقصود تھا۔ مولوی ارجمند خان صاحب کا بیان ہے کہ اس تحریک کے سلسلہ میں میرے حصہ میں اٹھارھواں پارہ آیا جو میں نے پیش کر دیا۔ ایک بار آپ نے 12 دوستوں کو تحریک فرمائی کہ اڑھائی اڑھائی پارے یاد کرلیں۔ اس طرح سب مل کر حافظ قرآن بن جائیں۔

(تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء جلد 7 صفحہ 101)

حضور نے تحریک جدید کے چندوں میں اضافہ کی تحریک فرمائی تو ایک احمدی نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ میں بے کار تھا۔ اور اپنے اہل وعیال کو چار ماہ سے متواتر کچھ نہیں بھیجا تھا۔ ان کے لئے چھ روپے جمع کئے تھے۔ مگر جب میں انہیں گھر روانہ کرنے والا تھا۔ آپ کا پیغام ملا۔ چھ روپے وہ اور چار روپے ایک دوست سے قرض لے کر دو سالوں کا چندہ بھیجنے کی نیّت کی۔ لیکن اضافہ کرنے کے لئے دس آنہ کی ضرورت تھی۔ ایک دوست کو اپنی دو چارپائیاں بنوانے کی ضرورت تھی۔ مَیں نے کہا مَیں بُن دوں گا۔ آپ اتنی اُجرت مجھے دے دیں۔ پس میں نے وہ دو چارپائیاں بُن کر آٹھ آنے حاصل کئے اور دو آنہ کا اور اضافہ کر کے دس روپے دس آنے بھیج رہا ہوں، الحمدللہ۔ (الفضل 5 اگست 1939ء صفحہ 2)

حضور نے عورتوں کو تحریک کی کہ وہ چندوں کی وصولی میں مدد کریں۔ اس پر ایک جماعت کے دوستوں نے جاکر ایک سست دوست کی بیوی سے کہا کہ اس کام میں آپ ہماری مدد کریں۔ اس دوست نے جب تنخواہ لاکر بیوی کو دی تو اس نے پوچھا کہ آپ چندہ دے آئے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں چندہ تو نہیں دیا سیکرٹری ملا نہیں تھا۔ پھر دے دوں گا۔ مگر بیوی نے کہا کہ مَیں تو ایسے مال کو ہاتھ لگانے کو تیار نہیں ہوں۔ جس میں سے خداتعالیٰ کا حق ادا نہ کیا گیا ہو۔ مَیں تو نہ اس سے کھانا پکاؤں گی اور نہ کسی اور کام میں صَرف کروں گی۔ مرد نے کہا چندہ میں صبح دے دوں گا۔ اس وقت دیر ہو چکی ہے رکھو۔ مگر بیوی نے کہا کہ پہلے چندہ ادا کر آؤ۔ پھر میں ہاتھ لگاؤں گی۔ اس پر وہ شخص اسی وقت سیکرٹری مال کے پاس گیا اور ادائیگی کی اور کہا کہ آئندہ تنخواہ کے ملنے کے دن ہی مجھ سے چندہ لے لیا کرو تا گھر میں جھگڑا نہ ہو۔

(الفضل 12 مئی 1939ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں۔ جب میں امریکہ میں تھا مجھے کوئی تکلیف مثلاً علالت یا دعوت الی اللہ امور میں کچھ مشکلات پیش آتیں۔ تو میری عادت تھی کہ میں فوراً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھتا تھا مَیں جانتا تھا کہ امریکہ سے ہندوستان خط ایک ماہ میں پہنچتا ہے اور معاملہ بیماری کا یا کوئی دوسرا امر ایسا ہوتا تھا کہ اس کا علاج فوری ہونا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی مجھے یہ خیال ہوتا کہ جس مالک کے حضور میں حضرت نے میرے لئے دعا کرنی ہے۔ وہ تو عالم الغیب ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ مَیں آج دعا کے واسطے خط لکھ رہا ہوں اور وہ یہ بھی پہلے سے جانتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ میرے لئے دعا کریں گے پس وہ قادر ہے کہ جو دعا آج سے ایک ماہ بعد ہونے والی ہے۔ اس کے واسطے قبولیت کے سامان آج ہی کر دے۔ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مبلغین کے وفد کے ساتھ 1946ء میں لندن پہنچے۔ اس وقت لندن مشن کی صورت حال انہوں نے ایک انٹرویو میں بیان کی جس کا کچھ حصہ احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ فرماتے ہیں:

حضرت صاحب نے ہمیں تقسیم ہند کے بعد لکھا کہ ملک تقسیم ہوگیا ہے ہم لاہور آگئے ہیں اس لئے میں اب ان تمام مبلغین کو جنہوں نے وقف کیا ہوا ہے وقف سے آزاد کرتا ہوں جو آزاد ہونا چاہتا ہے ہو جائے جب حالات بہتر ہوں گے میں تنکا تنکا اکٹھا کر کے گھونسلہ بنا لوں گا اور آپ کو بلا لوں گا۔ کرم الٰہی ظفر صاحب نے لکھا کہ مجھے الاؤنس نہ دیں مجھے رہنے کی اجازت دیں مَیں اپنے طور پر تبلیغ کرتا ہوں۔ وہ پرفیوم بیچا کرتے تھے اس لئے وہ سپین میں رہ گئے۔ عطاء الرحمان صاحب نے کہا کہ مجھے فارغ نہ کریں مجھے رہنے دیں وہ فرانس میں تھے۔ تیسرا میں تھا.... یہ جو وقت تھا مالی تنگی کا یہ تین چار ماہ رہا اس کے بعد پھر حضرت صاحب نے پیسے بھجوانے کا انتظام کر دیا تھا۔

نگار صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے
وہ آرہے ہیں زمانے کہ تم بھی دیکھو گے
خدا کے ہاتھ سے انسان کو بدلتے ہوئے

1934ء میں خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک جدید کے آغاز پر واقفین زندگی کا مطالبہ کیا جس پر بیسیوں احباب نے لبیک کہا اور اموال پیش کر دیئے دنیا بھر میں تبلیغ کی ایک مربوط اور منظّم سکیم کا آغاز ہوا۔ اسلام کی اشاعت کے لئے سابقہ بزرگوں نے بہت محنت کی ہے مگر اسلام کی 1400 سالہ تاریخ میں تبلیغ اسلام کا یہ سب سے بڑا اور مربوط اور منظّم منصوبہ ہے جو خلافت اور جماعت کے تعلق کی زندہ داستان ہے جماعت نے اپنے جگر گوشے پیش کر دیئے اور خلافت نے ان کو سینے سے لگا لیا۔ 80 ہزار تو صرف واقفین نَو ہیں۔ جماعت نے اپنے اموال پیش کر دیئے تو خلافت قائم کرنے والے خدا نے ہزاروں گنا بڑھا کر لَوٹا دیئے جن کے نظارے اس جلسہ پر بھی نظر آرہے ہیں۔

ایک صاحب 1934ء میں احمدی ہوئے اور اسی وقت تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو گئے ایک عرصہ بعد انہوں نے اپنی آمد کا اندازہ کر کے 2034ء تک 100 سال کا چندہ ادا کر دیا جب کہ ان کی وفات 2002ء میں ہوگئی مگر وہ آج بھی تحریک جدید کے مجاہدین میں شامل ہیں۔ (الفضل 28 اپریل 2004ء)

اخبار سیاست کے ایک مضمون نگار نے لکھا کہ ’’آئے دن چندے دیتے دیتے قادیانی مرید تھک سے گئے ہیں‘‘۔ اس پر ایک احمدی نے حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا:
سیاست کے بودے اعتراضات پڑھے جن کو ایک عقلمند نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے... احمدی احباب تھک نہیں گئے بلکہ استقامت سے اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہے ہیں لہٰذا مبلغ ایک سو روپیہ بندہ اپنے حساب سے زائد ایک لاکھ کی تحریک میں نقد ارسال کرتا ہے تا کہ دشمنوں کو معلوم ہو جائے کہ احمدی چندوں سے ہرگز نہیں تھکتے بلکہ اگر امام وقت حکم فرمائیں کہ جانیں حاضر کرو تو بغیر حیل وحجّت کے حاضر ہو جاویں۔ (الفضل 21 اپریل 1925ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 1957ء پر وقف جدید کا اعلان کیا واقفین کی درخواستیں آنی شروع ہوگئیں چنانچہ 18 جنوری 1958ء کو 14 واقفین کو بطور معلّم منتخب کر لیا گیا ان کے لئے ایک ہفتہ کی تربیتی کلاس منعقد کی گئی اور یکم فروری 1958ء کو 6 معلّمین کا پہلا قافلہ سوئے منزل روانہ ہوگیا چنانچہ پہلے سال کے اختتام پر 90 مراکز وقف جدید کے تحت قائم ہو چکے تھے اور ستر ہزار روپیہ کی مطلوبہ رقم بھی موصول ہوگئی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے بارہ میں تحریک فرمائی اور امریکہ کے ڈاکٹروں کو تین ملین ڈالر جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جس ڈاکٹر کو اس کا نگران بنایا گیا اس نے ایک معقول رقم کا وعدہ لکھوایا۔ مگر اس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے۔ اس نے اپنی سپورٹس کار بیچ دی۔ چند روز بعد ہی اسے غیرمعمولی آفر ہوئی اور ادا کردہ رقم سے خدا نے کئی گنا زیادہ عطا کر دیا۔ (عدالت عالیہ تک کا سفر صفحہ 313)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد متعدد ملکوں کے دَورے فرمائے اور ہر دفعہ جب آپ سے پریس والے پوچھتے ہیں کہ اس دَورہ کا مقصد کیا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا مقصد احباب جماعت سے ملنا ہے آپ نے کووِڈ کی وبا سے پہلے 2018ء تک جو دورے فرمائے ہیں ان کے اعداد وشمار پر ہی نظر ڈالی جائے تو آدمی دَنگ رہ جاتا ہے آپ نے 29 ممالک کا سفر کیا۔ کئی ممالک میں کئی بار گئے۔ اس طرح ان کی تعداد 109 بنتی ہے دَورے کے ایام 1071 ہیں قریباً 3 سال۔ ان میں 42 مساجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور 103 کا افتتاح کیا جن احمدی احباب سے انفرادی یا اجتماعی ملاقاتیں کی ان کی تعداد 186678 ہے دفتری ملاقاتیں اس کے علاوہ ہیں ان سب ملاقاتوں میں ہر ایک کے حالات دریافت کرنا، مردوں سے مصافحہ کرنا بچوں میں تحائف کی تقسیم یہ سب تھکا دینے والے کام ہیں مگر خلافت اور جماعت کی باہمی محبت یہ نہیں دیکھتی۔ احباب بھی ان ملاقاتوں کے لئے کئی دفعہ سالوں انتظار کرتے ہیں سفروں کے دوران کئی دفعہ حضور کی طبیعت ناساز ہوئی مگر حضور نے کبھی اس تکلیف کو اپنے پروگرام اور ملاقاتوں پر اثرانداز نہیں ہونے دیا۔

2013ء میں حضور جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے لئے تشریف لے گئے نماز ظہر وعصر کے بعد اچانک ایک احمدی حضور کے سامنے آ گیا اور درخواست کی کہ حضور اس کے بیٹے کی آمین کروا دیں۔ حضور نے فرمایا شام کو آمین کی تقریب ہے اس میں بیٹے کو لے آنا اس احمدی نے کہا کہ میری شام کو واپسی ہے حضور نے فرمایا اپنے بیٹے کو ابھی لے آؤ اور اپنی رہائش گاہ کے سامنے اس بچے کی آمین کی تقریب منعقد کروا دی۔ (الفضل 24 مئی 2019ء)

کینیڈا کے 2008ء کے دورے میں خدام الاحمدیہ کا کبڈی میچ تھا حضور انور بھی یہ میچ دیکھ رہے تھے کہ ایک چھوٹی بچی آئی اور حضور کی گود میں اپنا سر رکھ دیا حضور نے سارا میچ اسی طرح دیکھا اور بعد میں جب کھلاڑیوں کے ساتھ تصویر بنائی تو بھی اس بچی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔
(الفضل 25 جولائی 2008ء)

مراکش کے ایک احمدی 2006ء میں حضور سے ملنے کے لئے آئے تو حضور نے ان سے فرمایا کہ جب میں 2005ء میں سپین گیا تھا تو جبرالٹر کے پہاڑوں کی سیر کے دوران مَیں نے وہاں سے اپنے مراکشی بھائیوں کو السلام علیکم کہا تھا اور سلامتی کی دعائیں کی تھیں۔
(الفضل 24 مئی 2019ء)

محترم امیر صاحب جرمنی دفتر میں جو کرسی استعمال کرتے ہیں وہ بہت پرانی ہے مگر وہ تبدیل نہیں کرتے کیونکہ تین خلفاء نے اس کرسی کو اعزاز بخشا ہے۔
(’’اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز‘‘ مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 111)

حضور ایک ملک کے دَورہ پر تھے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو کھانے کے حوالہ سے کوئی اطلاع ملی تو حضور نے امیر صاحب کو بلا کر فرمایا اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ہر فرد واحد کو اچھی مقدار میں کھانا ملے کوئی بھی بھوکا واپس نہ جائے اگر آپ کے پاس پیسوں کا انتظام نہیں تو میں ذاتی طور پر آپ کو پیسے دے دوں گا۔ (’’اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز‘‘ مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 20)

احباب جماعت کے گھریلو سکون کے بارہ میں حضور کس قدر فکرمند ہیں اس کا اندازہ دارالقضاء کو دی جانی والی ہدایت سے فرمایئے آپ نے فرمایا۔ اگر جھگڑوں کے کیسز بڑھ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ شعبہ تربیت، نیشنل امیر، خدام، لجنہ، اور دیگر عہدیدار احباب جماعت کی تربیت کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے حضور نے جماعت کے قاضیوں سے فرمایا جب شادی بیاہ کے لڑائی جھگڑے سن رہے ہوں تو آپ کا پہلا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ میاں بیوی کے درمیان صلح کی کوشش کی جائے اور ہر فیصلہ سے پہلے قاضی 2 نفل پڑھے (''اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 24) واقعی حضور دنیا میں جس اَمن کا پیغام دے رہے ہیں اس کا آغاز احمدیوں کے گھروں سے کرنا چاہتے ہیں دنیا میں کوئی ایسا لیڈر ہے جو اپنے متبعین کی ذاتی زندگی میں اس قدر امن وسکون کا خواہش مند ہو۔

حضور نے اپنے ایک خادم کو تحفہ کے طور پر گھڑی عنایت فرمائی ان کے 6 سالہ بیٹے نے کہا کہ جب آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا میں حضور کی دی ہوئی گھڑی لے سکوں گا اس خادم نے مذاق کے طور پر یہ بات حضور کے سامنے کہہ دی حضور نے اسی وقت اپنی الماری کھولی ایک گھڑی نکالی اور فرمایا یہ اپنے بیٹے کو دے دینا اب اسے تمہارے مرنے کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ (''اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 29) اب اس بچے کی تمام چیزوں میں سب سے قابل فخر چیز وہی ہے۔

ایک خاتون نے دوران ملاقات عرض کی کہ ان کی انگوٹھی گم ہوگئی ہے حضور نے فوراً اپنے دراز سے ایک انگوٹھی نکالی اور عطا فرما دی اب وہ خاتون اپنی سابقہ انگوٹھی گم ہونے پر خوش ہیں۔ مَیں نے ایک بار ملاقات میں کچھ پین پیش کر کے عرض کیا کہ دعا کر کے متبرک کر دیں فرمایا یہ تو تھوڑے ہیں دراز سے ایک مٹھی بھر کے اور پین نکالے اور عطا کر دیئے۔

جماعت احمدیہ نے خلافت سے وفا کی ہے خلیفہ کی محبّت کے آگے ہر محبّت ہیچ ہے ہر رشتہ کمزور ہے ہر دولت دو کوڑی کی ہے ہر جان قربان ہے ہر روح خلافت کی محبّت سے سرشار ہے احمدیوں نے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا دوستوں اور مادر وطن سے جدائی اختیار کر لی مگر خلیفہ کا مان نہیں توڑا۔ اسی لئے خدا بھی ہر وقت ہمارے ساتھ ہے اس نے کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ چھوڑے گا۔

خلافت احمدیہ نے جماعت کے کمزور طبقات کے لئے متعدد منصوبے جاری کر رکھے ہیں طلبہ کے لئے وظائف اور قرضوں کا سلسلہ ہے اسیران اور شہدا کی فیملیز کے لئے سیّدنا بلال فنڈ قائم ہے یتامیٰ کے لئے کفالت یتامیٰ کی تحریک ہے غریب لوگوں کی رہائشی سہولتوں کے لئے بیوت الحمد سکیم ہے غریب بچیوں کے لئے مریم شادی فنڈ کی تحریک ہے اکیلے رہ جانے والے جوڑوں کے لئے دارالاکرام کے نام سے انتظام ہے یہ ساری کامیاب سکیمیں بھی خلافت اور جماعت کی محبّت کی مظہر ہیں کیونکہ تمام رقم جماعت ہی پیش کرتی ہے اور جماعت پر ہی خرچ ہوتی ہے۔

ایک خاتون اور ان کی بوڑھی والدہ نے بیعت کی تو سب فیملی ممبرز نے قطع تعلق کا اعلان کر دیا کچھ عرصہ بعد والدہ سخت بیمار ہوگئیں تو خاتون پریشان تھیں کہ والدہ فوت ہوگئیں تو کفن دفن کا انتظام کس طرح ہوگا اس دوران انہوں نے خواب میں حضور انور کو دیکھا حضور نے فرمایا آپ پریشان نہ ہوں ہم سب انتظام کر دیں گے اس کے تین دن بعد والدہ کی وفات ہوگئی جماعت نے خود ان سے رابطہ کیا اور پہلی بات جو جماعتی نمائندہ نے ان سے کہی وہ وہی تھی جو حضور نے خواب میں کہی تھی کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم سب انتظام کر دیں گے اور سب انتظام کر دیا۔ (''اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 101)

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت آج 213 ملکوں میں پھیل چکی ہے اور سب کا ایک ہی خلیفہ ہے تمام جماعتوں، ان کی ذیلی تنظیموں اور اداروں کی رپورٹس حضور ملاحظہ فرماتے ہیں تمام جامعات کی ذاتی طور پر نگرانی فرماتے ہیں کئی ملکوں کے کانووکیشن میں شاہد کی ڈگریاں دیتے ہیں جماعت کی تبلیغ وتربیت پر نظر رکھتے ہیں افتا اور قضا کے نظام کو دیکھتے ہیں۔ روزانہ 5 نمازوں کی امامت اور ہر جمعہ کے خطبہ کے علاوہ سالانہ جلسوں، اجتماعات، مجالس شوریٰ، پیس سمپوزیمز سے خطاب کرتے ہیں طلبہ اور طالبات کو انعامات دیتے ہیں ہر ہفتے قریباً 2 آن لائن ملاقاتیں فرما کر ہدایات دیتے ہیں دشمن کی سازشوں کا قلع قمع کرتے ہیں ہر احمدی کو دنیا میں جو دکھ پہنچتا ہے وہ حضور کے سینے میں جمع ہوتا ہے اور دعاؤں میں ڈھلتا ہے حضور کی خدمت میں ذاتی طور پر 1000 سے زیادہ خط روزانہ موصول ہوتے ہیں اور متعدد زبانوں میں ہوتے ہیں جن کے تراجم ہوتے ہیں ان سب خطوں کو پڑھ کر مناسب حال جواب دیتے ہیں اور پھر سب جوابات پر یعنی 1000 سے زیادہ خطوط پر دستخط بھی کرتے ہیں اور گو دعائیں ہر وقت ہی جاری رہتی ہیں خصوصاً رات کو پھر جماعت کے لئے گریہ وزاری کرتے ہیں۔

کتنے ہی لوگ تھے جو بے اولاد تھے اور حضور کی دعا کے طفیل ان کو اولاد ملی کتنوں کو اولاد نرینہ عطا ہوئی کتنے ہی بے روزگار اور مالی تنگی میں مبتلا تھے جن کو حضور کی دعا سے مکان ملے، دولت ملی، خوشحالی ملی، کتنے ہی غیر ملکوں میں پناہ کی تلاش میں تھے اور مایوسی کی آخری حدوں کو چھو رہے تھے خدا نے خلیفہ کی دعا سے ان کو ٹھکانے دے دیئے کتنے ہی طالب علم تھے جن کو کامیابی کی تمنا تھی مگر بہت دور نظر آتی تھی دعا نے ان کو ڈگریاں بھی دیں اور ملازمتیں بھی دیں کتنے ہی دشمن کے نرغے میں تھے۔ اسیر تھے۔ خدا نے خلیفہ کی دعا سے موت کے منہ سے بچا لیا۔ کتنے بیمار تھے جنہوں نے اذیت سے نجات پائی اور لمبی عمریں پائیں۔

حضور روزانہ کتنے بچوں کے نام تجویز کرتے ہیں کتنے نکاح اور جنازے پڑھاتے ہیں۔ جماعت کے بیسیوں اخبارات ورسائل کا اور احباب کے مضامین اور تحقیق کا مطالعہ فرماتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں۔ ایم۔ٹی۔اے کے اکثر پروگرام نشر ہونے سے پہلے دیکھ کے ہدایات دیتے ہیں

اپنے دَوروں کی رپورٹس اور ڈائری ملاحظہ فرماتے ہیں عام اخبارات اور کتب کا مطالعہ کر کے تازہ ترین عالمی حالات سے واقف ہوتے ہیں جو جماعت ہی کے کام آتا ہے۔

حضور 2005ء میں قادیان تشریف لے گئے تو امور عامہ کے ایک کارکن بہت خوش تھے کہ میں نے 6 ماہ پہلے حضور سے یونیورسٹی میں بیٹے کے داخلہ کے لئے دعا کی درخواست کی تھی آج حضور نے پوچھا ہے کہ اس کا داخلہ ہوا یا نہیں۔ (''خلافت'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 43)

حیدر آباد پاکستان میں نَومبایعین کا اجتماع تھا اس پر آتے ہوئے ایک بچہ موٹر سائیکل کی ٹکر سے زخمی ہو گیا امیر صاحب ضلع نے اس کے لئے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اس کے قریباً 3 ماہ بعد امیر ضلع کے ایک ذاتی خط کے ایک طرف یہ جملہ لکھا ہوا تھا امید ہے وہ بچہ صحت یاب ہو چکا ہو گا۔ (''خلافت'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 69) اس میں یہ سبق بھی تھا کہ جب خلیفہ وقت کو اس قسم کی خبریں دیتے ہیں تو ان کے بعد کے حالات سے بھی مطلع کیا کریں۔ یہ واقعات بیسیوں احمدیوں کے ساتھ گزرے ہیں کہ ایمرجنسی کی حالت میں حضور بار بار اس بیمار کا پتہ بھی کرواتے ہیں اور حسبِ حالات دوا بھی تجویز کرتے ہیں۔

اس محبّت میں کالے اور گورے مشرق اور مغرب کی کوئی تمیز نہیں ایک عرب دوست مصطفیٰ ثابت صاحب اپنے آخری ایّام حضور کے قرب میں گزارنا چاہتے تھے اور حضور کی اجازت سے مسجد فضل کے قریبی گیسٹ ہاؤس میں آ گئے حضور ان کی عیادت کے لئے جانا چاہتے تھے۔ انہیں پتہ لگا تو جلدی سے تکلیف اٹھا کر حضور کے دفتر پہنچ گئے تا کہ حضور کو دقت نہ ہو۔ (''خلافت'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 88-87) دورہ تنزانیہ کے دوران 2005ء میں حضور سے ملاقات کرنے والوں میں ایک پرانے بزرگ اور بیمار احمدی بھی تھے جو چلنے پھرنے سے معذور تھے جن کو ان کے بچے دور سے لائے تھے اور اٹھا کر کرسی پر بٹھایا تھا حضور ان سے ملنے کے لئے دفتر سے باہر تشریف لے آئے۔ (الفضل ربوہ یکم جون 2005ء)

حضور نے 2004ء میں کثرت سے نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک فرمائی جس پر چند سالوں میں وصایا کی تعداد دوگنی سے بھی زیادہ ہوگئیں۔ حضور کے ایک نمائندہ نے اس سلسلہ میں افریقہ کا دَورہ بھی کیا اور ان کا ایک پروگرام ریڈیو پر نشر ہوا۔ ایک غریب احمدی دوست نے یہ پروگرام سن کر وصیت کا چندہ جمع کرنا شروع کر دیا اور جب مبلغ ان کے پاس گئے تو اصرار کے ساتھ چندہ ادا کیا اور بعد میں ان کا وصیت فارم پر کرا یا گیا۔ (''خلافت'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 112) افریقہ میں انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ کے قیام کا منصوبہ بنا تو گھانا کے ایک احمدی نے 50۔ایکڑ زمین تحفہ کے طور پر پیش کر دی جہاں جامعہ تعمیر کیا گیا۔

جرمنی میں ترک احباب سے ملاقات میں ایک نَو مبائع ترک نے مائیکروفون لیا اور حضور سے کہا I love you Hazoor۔ اس پر حضور نے نہایت شفقت سے فرمایا I love you too۔

(''اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 116)

حضور 2008ء میں خلافت جوبلی جلسہ قادیان کے لئے انڈیا تشریف لے گئے مگر ملکی حالات ایسے ہو گئے کہ قادیان کا جلسہ کینسل کرنا پڑا ایک سرکاری اہل کار نے کہا کہ اگر حضور قادیان جانا چاہیں تو محدود پیمانہ پر حفاظتی انتظامات کئے جا سکتے ہیں حضور نے فرمایا حفاظت تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے لیکن میرے ارد گرد ہر وقت سینکڑوں افراد ہوتے ہیں اور مَیں کسی احمدی کی جان کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا۔ (الحکم 20 ستمبر 2019ء) حضور فرماتے ہیں:

کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو...... غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے...... یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔

(خطبہ 6 جون 2014ء خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 348)

حضور 2022ء میں امریکہ تشریف لے گئے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کی اقتدا میں نماز فجر پڑھ کر نکلا تو دیکھا کہ مسجد کی پارکنگ لاٹ میں ایک لمبی لائن لگی ہوئی ہے جو قریباً 100 افراد پر مشتمل تھی پوچھا تو معلوم ہوا یہ سب نماز جمعہ کے لئے 7 گھنٹے پہلے قطار میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ (''خلافت'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 719)

ایک مربی سلسلہ پر فالج کا حملہ ہوا۔ حضور ان کے لئے دعا کرتے رہے کچھ بہتر ہوئے تو ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے ہومیو پیتھی ادویہ بھی تجویز فرمائیں اور اپنی ایک چھڑی بھی عطا فرمائی جو ان کے پاس رہتی ہے اور اس پر انگریزی میں لکھا ہے۔

AMEER-UL-MU`MINEEN V

(''خلافت'' مرتبہ الفضل آن لائن صفحہ 290)

کتنے ہی لوگ تھے جو بے اولاد تھے اور حضور کی دعا کے طفیل ان کو اولاد ملی کتنوں کو اولاد نرینہ عطا ہوئی کتنے ہی بے روزگار اور مالی تنگی میں مبتلا تھے۔ جن کو حضور کی دعا سے مکان ملے دولت ملی خوشحالی ملی کتنے ہی غیر ملکوں میں پناہ کی تلاش میں تھے اور مایوسی کی آخری حدوں کو چھو رہے تھے خدا نے خلیفہ وقت کی دعا سے ان کو ٹھکانے دے دیئے کتنے ہی طالب علم تھے جن کو کامیابی کی تمنا تھی مگر بہت دور نظر آتی تھی دعا نے ان کو ڈگریاں بھی دیں اور ملازمتیں بھی دیں کتنے ہی دشمن کے نرغے میں تھے اسیر تھے خدا نے حضور کی دعا سے موت کے منہ سے بچا لیا کتنے بیمار تھے جنہوں نے اذیت سے نجات پائی اور لمبی عمریں پائیں۔

حضور روزانہ کتنے بچوں کے نام تجویز کرتے ہیں کتنے نکاح اور جنازے پڑھاتے ہیں جماعت کے بیسیوں اخبارات ورسائل کا اور احباب کے مضامین اور تحقیق کا مطالعہ فرماتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں۔ ایم۔ٹی۔اے کے اکثر پروگرام نشر ہونے سے پہلے دیکھ کے ہدایات دیتے ہیں۔ اپنے دَوروں کی رپورٹس اور ڈائری ملاحظہ فرماتے ہیں عام اخبارات اور کتب کا مطالعہ کر کے تازہ ترین عالمی حالات سے واقف ہوتے ہیں جو جماعت ہی کے کام آتا ہے۔

خلافت اور جماعت کا رشتہ عجیب رشتہ ہے۔ یہ حبل اللہ ہے خدا تک پہنچانے کا رستہ ہے احمدیوں کے لئے ماں باپ سے بڑھ کر پیار کرنے والی ہے خلافت بے سہاروں کا سہارا ہے غمزدوں کے لیےتسکین جاں ہے۔

تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔حضور اس علاقہ میں گئے تو وہاں لوگ اردگرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر ایم۔ٹی۔اے کی سہولت بھی نہیں ہے۔ مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 میل کا فاصلہ طے کر کے حضور سے ملنے کے لئے آئے۔

یوگنڈا میں جب حضور ایئر پورٹ سے گاڑی پر باہر نکلے تو ایک عورت اپنے دو اڑھائی سال کے بچے کو اٹھائے ہوئے ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی بچہ حضور کو دیکھ لے تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ پھیرتی تھی کہ اس طرف دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رَش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پروا نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر حضور پر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔حضور نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا

جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبّت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء)

ہم اپنے امام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آج بھی وہ مائیں موجود ہیں آج بھی وہ باپ موجود ہیں جن کی ہر سانس خلافت احمدیہ کے ساتھ چلتی ہے ان کی ہر خوشی اس میں ہے کہ خلیفہ وقت ان سے خوش ہو وہ اس کے ساتھ آنسو بہاتے ہیں اور اس کے ساتھ مسکراتے ہیں۔ ان کا خلیفہ ان کے لئے بے قرار ہوتا ہے تو وہ اس کے لئے تڑپتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ رحمۃللعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کا اعجاز ہے یہ مسیح موعودؑ کی برکت ہے۔ ساری دنیا اپنی ساری دولتیں بھی جمع کرلے تو ایسی محبّت پیدا نہیں کرسکتی خدا کا شکر ادا کریں کہ 1400 سال بعد خلافت احمدیہ جیسی نعمت ہمیں عطا ہوئی ہے۔ اس سے جڑے رہیں اپنی اولادوں کو اس کے ساتھ جوڑ دیں کہ آج دنیا میں ایسی سچّی محبّت کہیں اور نہیں مل سکتی۔

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے
اندھیرا دل کا اس سے مٹ گیا ہے
یہی ظلمات میں شمعِ ہُدیٰ ہے

اربوں کی دنیا میں ایک خدا کا خلیفہ ہے جس کی دعائیں کثرت سے عرش پر سنی جاتی ہیں جس کو دعا کا خط لکھ کر مصیبت زدہ انسان چین کی نیند سو جاتا ہے مگر وہ درد کا مارا ساری رات اس کے لیے بے چین رہتا ہے۔ جس کے مشورے آسمان سے تائید یافتہ ہوتے ہیں۔ جو خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور مستقبل کے خدشات کو پہلے سے بھانپ کر راہ سداد دکھا دیتا ہے جس کے دل میں اپنی جماعت کے لیے خصوصاً اور انسانیت کے لیے عموماً ایک درد ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن ہے جس کے مددگاروں کو خدا کامیاب کرتا ہے اور جس کی آواز پر لبیک کہنے والے بے پایاں اجر کے مستحق ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

محبوبِ جہاں

نورِ ایمان سے دنیا میں سویرا کر دے
دورِ مسرور میں یا ربّ یہ کرشمہ کر دے

وہ جسے تو نے چُنا دیں کی امامت کے لئے
اس کی تدبیر کو تقدیر سے یکجا کر دے

جس سے وابستہ ہے اسلام کی عظمت مولیٰ
اس کی عظمت کو نشانوں سے ہویدا کر دے

جس کے ہر کام میں ہے نصرتِ باری کی جھلک
اس کے قدموں کو تو ہمدوشِ ثریا کر دے

جس کے سینہ میں ہو نورِ سماوی کا نزول
اس کے انوار سے ہر دل میں اجالا کر دے

تُو چُنے جس کو وہ بن جاتا ہے محبوبِ جہاں
اپنے پیارے کو ہر اک آنکھ کا تارا کر دے

تو ہے جب ساتھ تو پھر ساتھ ہے سارا عالم
ساری دنیا پہ تو ظاہر یہ نظارہ کر دے

روزِ روشن میں بھی جن آنکھوں میں کچھ نور نہیں
اپنی رحمت سے خدایا انہیں بینا کر دے

تیرا انعام ہے یا ربّ یہ خلافت کی قبا
تُو جسے چاہے عطا خلعتِ زیبا کر دے

انتخاب اپنا تو ہے تیری رضا کا مظہر
کور چشموں پہ بھی یہ نکتہ ہویدا کر دے

(مکرم عطاء المجیب راشدؔ صاحب)

مرتّبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

جب نپولین روس سے ناکام لَوٹا تو پورا یورپ نپولین کے خلاف ہو چکا تھا۔ اور فرانس میں بھی اسے وہ حمایت حاصل نہ رہی جو پہلے تھی۔ پھر 1815ء میں Waterloo کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اس میں فرانس ایک طرف تھا اور برطانیہ اور جرمنی کی سلطنتیں دوسری طرف تھیں۔ جرمنی اور برطانیہ یہ فیصلہ کن جنگ جیت گئے۔ شکست خوردہ نپولین بے یارومددگار رہ گیا۔ وہ پارلیمان کی حمایت بھی کھو چکا تھا اور جمہور کا ساتھ بھی۔ اسے وطن بدر کر دیا گیا اور اس نے اپنی باقی زندگی Saint Helena نامی ایک جزیرے پر کسی قدر شاہانہ ٹھاٹ باٹ کے ساتھ گزاری۔

نپولین سے آزادی کے بعد یورپ بھر میں بڑے پیمانے پہ تبدیلیاں ہونے لگیں۔ اس دور کو Restauration کا دَور کہا جاتا ہے یعنی یورپ کو پیش از نپولین والی شکل میں واپس لانا مقصود تھا۔ فرانس چند سال کی جمہوریت کے بعد اب دوبارہ بادشاہت بن چکا تھا۔ یورپ کی تمام بڑی طاقتیں 1815ء میں Congress of Vienna میں بیٹھیں۔ اس دور کا روحِ رواں آسٹریا کا چانسلر Metternich تھا جو خود ایک نواب تھا۔ اس کانگریس کا ایک بڑا موضوع جرمنی کی نئی تقسیم بھی تھا۔ جرمنی اس وقت 39 سلطنتوں اور ریاستوں پر مشتمل تھا۔ ان سب کو آزاد رکھا گیا لیکن آسٹریا کی بادشاہت کے زیرِ نگران بھی کر دیا۔ یوں جرمنی نہ تو متحد ہو کر خود ایک طاقت بنا نہ فرانس، رُوس، آسٹریا یا پرشیا کے مکمل قبضے میں آ کر ان کی طاقت میں اضافے کا باعث ہوا، بلکہ یورپ کی طاقتوں میں تناسب قائم کرنے والا بن گیا۔

جرمنی ابھی جرمنی نہیں بنا تھا لیکن اس کی ابتدا یہاں سے ہو چکی تھی۔ Frankfurt میں تمام جرمن ریاستوں کے سربراہ مشاورت کے لیے جمع ہوا کرتے تھے۔ جرمنی کے عوام متحد ہونا چاہتے تھے۔ نیشنل ازم ایک تحریک کے طور پر اس زمانے میں اُبھر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جمہوریت اور شخصی آزادی کے مطالبات بھی بالخصوص طلباء کی طرف سے اُٹھنے لگے تھے۔ خود جرمنی کی ریاستوں کے نواب اور حکام کی، اسی طرح آسٹریا اور پرشیا کے بادشاہوں کی دلچسپی اسی میں تھی کہ یہ ملک ایک متحدہ ریاست نہ بنے۔ فرانکفرٹ میں بیٹھنے والے کانگریس کو بھی جوڑے رکھنے کا ایک سبب اس تحریک کو دبانے کی تدبیر کرنا تھی۔ لہٰذا ایک اقدام یہ کیا گیا کہ نیشنل ازم اور جرمن اتحاد کی ہر آواز کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔

برطانیہ اور تُرکی کے علاوہ، تمام یورپی طاقتوں نے (بشمول آسٹریا، رُوس اور پرشیا) ایک Holy Alliance تشکیل دی، جس میں یہ معاہدہ کیا گیا کہ عیسائیت کی تعلیم ہماری راہنما ہوگی اور Congress of Vienna میں کیے گئے فیصلوں پر ہم عمل پیرا رہیں گے۔ Holy Alliance میں بھی Metternich نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ایک طرف یہ اتحاد عمل میں آیا تو دوسری طرف جرمن طلباء نے اپنی تنظیم سازی کی جسے Burschenschaft کہا گیا۔ انہوں نے اپنے نشان کے لیے جو رنگ منتخب کیے وہ سیاہ، سرخ اور سنہری تھے۔ یہی وہ رنگ تھے جو ان کے یونیفارم پر کاڑھے گئے تھے جب وہ نپولین سے آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ طلباء میں سخت بے چینی اور مایوسی پائی جاتی تھی کیونکہ وہ ایک متحد جمہوری جرمنی کے خواب دیکھ رہے تھے۔ کچھ طلباء نے اس وجہ سے شدّت پسندی بھی اختیار کر لی۔ 1819ء میں ایک طالبِ علم نے روس میں مقیم مصنف August von Kotzebue کا قتل کر دیا کیونکہ اس نے طلباء کی تنظیموں کے خلاف لکھا تھا۔ اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے Metternich نے تمام طلباء کی تنظیموں پر پابندی لگا دی۔ اور یونی ورسٹیز میں سخت کارروائیاں ہونے لگیں۔ پروفیسرز، شعراء اور طلباء کو اس دور میں سخت سزائیں دی گئیں، اور جیل میں بھی ڈالا گیا۔ ان میں جرمن زبان کے عظیم لکھاری بھائی Jakob اور Wilhelm Grimm بھی شامل ہیں جن کی کہانیاں آج بھی مشہور ہیں۔ اسی طرح Friedrich List کو بھی جلا وطن کر دیا گیا۔ وہ معیشت دان اور پروفیسر تھے اور Wurttemberg کی صوبائی پارلیمان میں جمہوری بنیادوں کو مستحکم کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ List نے جرمنی میں custom کو ختم کرنے کی تحریک چلائی تا کہ تجارت میں آسانیاں پیدا ہوں۔ جب ان پر بھی کارروائی شروع ہوئی تو انہوں نے امریکا میں جلاوطنی قبول کر لی اور وہاں کی انڈسٹریل ترقی کو سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔ جب ان کی وطن واپسی ہوئی تو انہی کی کوششوں سے جرمنی میں پہلی ریل کی پٹری Leipzig اور Dresden کے درمیان بچھی۔

Industrialization کی ابتدا بھی اب ہو چکی تھی۔ بڑی بڑی فیکٹریوں میں کام ہونے لگے تھے لیکن ملازمین کے حقوق کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ وہ کلیۃً مالکان کے رحم و کرم پر تھے۔ اسی طرح سیاسی آزادی پر شدید قدغن کے باعث شہر شہر میں عوام متحد ہو رہے تھے۔ انہی دنوں میں فرانس میں دوسری مرتبہ انقلاب آیا اور بادشاہت بارِ دگر معطل کر دی گئی اور جمہور اپنا حق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

(مرتبہ: مدبّر احمد خان)

قصہ داڑھ کے درد کا

مجتبیٰ حسین

یوں تو ہم انواع و اقسام کے ''دردوں'' سے گزر چکے تھے۔ پیٹ کا درد، سر کا درد، دل کا درد، قوم کا درد، اولاد کے درد سے لے کر خواجہ میر دردؔ تک، ہم سبھی دردوں سے آشنا تھے لیکن داڑھ کا درد ہمارے لیے بالکل نیا تھا۔ اردو شاعری میں جگہ جگہ ایسے مصرعے پڑھتے آئے تھے۔

آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

لیکن ہمیں ان مصرعوں کی صداقت پر کبھی یقین نہیں آیا تھا کیوں کہ ہم نے آج تک کبھی درد کو حد سے گزرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ مگر صاحب داڑھ کا درد ہی ہمیں وہ واحد درد نظر آیا جو حد سے گزر جانے کی بڑی زبردست صلاحیت رکھتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر سیدھے جبڑے کی داڑھ میں درد ہو تو وہ صرف داڑھ تک محدود نہیں رہے گا بلکہ یہ حد سے گزر کر آپ کے گال کو آپ کے جبڑے سے کم از کم چار پانچ انچ دور کر دے گا اور جبڑے اور داڑھ کے درمیان ایک ''غیر جانب دار علاقہ'' پیدا کر دے گا۔ آپ کو یوں محسوس ہو گا جیسے آپ کا گال آپ کے جسم سے کافی فاصلے پر واقع ہے۔ سڑک پر چلنے لگیں تو یوں محسوس ہو گا جیسے آپ کا گال آپ سے آگے چل رہا ہو اور آپ صرف اسے پکڑنے کے لیے بھاگے جا رہے ہوں۔ کبھی کبھی تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ گال جو آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے آپ کا نہیں کسی اور کا ہے۔ جبڑے اور گال کے درمیان یہ جو ''ہجر کی کیفیت'' پیدا ہو جاتی ہے وہ بڑی کرب ناک ہوتی ہے اور یہی داڑھ کے درد کا نصب العین بھی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو داڑھ کے درد میں مزہ ہی کیا باقی رہ جائے گا۔ . . .

آئینے میں صورت دیکھی تو پتہ چلا کہ آئینے میں ہماری جگہ ایک بھوت کھڑا ہے۔ ہم گھبرا کر فوراً دانتوں کے ایک ڈاکٹر کے پاس بھاگے۔ وہ ہمیں پہلے سے جانتے تھے لیکن داڑھ کے درد کے ساتھ انہوں نے ہمیں پہچاننے سے انکار کر دیا۔ ہم نے اس بات کی شکایت کی تو بولے ''بھائی صاحب! داڑھ کے درد کے بعد آدمی کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے۔ مجھے تو اپنے سارے ہی مریض ہم شکل نظر آتے ہیں۔ کس کس کو کہاں تک پہچانوں؟'' . . .

انہوں نے ہمارا منہ کھولنا چاہا تو یوں لگا جیسے منہ پر تالا لگ گیا ہو۔ بڑی مشکل سے انہوں نے ایک ایسا زاویہ بنایا کہ ہماری وہ ڈاڑھ انہیں نظر آ گئی جو ہمارے سارے وجود کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمارا منہ غڑاپ سے بند کرتے ہوئے کہا ''اس وقت تو مَیں اس داڑھ کو نہیں نکال سکتا چند روز اور اس کے ساتھ نباہ کیجیے''۔ ہم نے کہا ''ڈاکٹر صاحب مجھے اس داڑھ کے ساتھ نباہ کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن یہ جو میری گردن پر ڈیڑھ چہرہ اُبھر آیا ہے۔ کم از کم اسے تو ٹھیک کر دیجیے۔ یہ عدم توازن مجھ سے اور بالخصوص میری بیوی سے بالکل نہ دیکھا جائے گا''۔

وہ بولے ''بھیا! ڈیڑھ چہرے میں توازن و تناسب پیدا کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ ہم نے پوچھا ''کیا؟'' بولے ''کسی طرح آپ کے بائیں جبڑے والی داڑھ میں بھی درد کو داخل کرنا ہو گا۔ پھر یہ درد بھی پھیل کر آپ کے بائیں جبڑے کی حدوں کو پھلانگتا ہوا کائنات کی وسعتوں میں پھیل جائے گا اور اس کے بعد آپ کے دونوں جبڑے 'جیومیٹری' کے اصولوں کے مطابق مساوی ہو جائیں گے''۔

ہم نے کہا ''ڈاکٹر صاحب، چاہے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو، میں چاہتا ہوں کہ آپ میری داڑھ نکال پھینکیں۔ میں یوں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ذلت کی موت مرنا نہیں چاہتا۔ ٹیپو سلطان نے کیا خوب کہا تھا کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہوتی ہے''۔ . . .

خیر صاحب ہم اسی طرح درد کی لہروں سے گزرتے ہوئے اپنے گھر پہنچ گئے۔ نہ جانے کیا بات تھی کہ اس دن گھر کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ جو بیٹا ہمیں دیکھتے ہی لپٹ جایا کرتا تھا وہ ہمیں دیکھ کر الٹے پاؤں بھاگ گیا۔ وہ بیوی جو ہمارے گھر میں قدم رکھتے ہی کوئی نہ کوئی مسئلہ ہمارے سامنے رکھ دیتی تھی، وہ ہمیں دیکھ کر چپ چاپ رسوئی گھر میں چلی گئی۔ ہم گھر کی اس بدلی بدلی فضا کو بھانپ نہ سکے۔ جب بڑی دیر تک کسی نے ہمارا حال نہ پوچھا تو ہم نے غصے سے کہا ''آخر اس گھر میں سب کو سانپ کیوں سونگھ گیا ہے؟''

ہمارے اس سوال کو سن کر بیوی نے کہا ''مجھے آپ سے ہمیشہ یہی شکایت رہی کہ دفتر میں اپنے عہدیدار کی ڈانٹ کو سن کر آتے ہیں اور غصہ ہم لوگوں پر نکالتے ہیں۔ میں تو آپ کے گھر میں داخل ہوتے ہی سمجھ گئی تھی کہ آج آپ کا موڈ اچھا نہیں ہے۔ جبھی تو آپ گال پھلائے منہ بسورے گھر میں داخل ہو رہے ہیں۔ اب کوئی حال پوچھے تو کیسے؟''

ہم نے درد سے کراہتے ہوئے کہا ''اری نیک بخت تجھے ہمیشہ فضول حجّت کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ میں داڑھ کے درد کی وجہ سے مرا جا رہا ہوں اور تجھے اس میں میرے عہدیدار کی ڈانٹ دکھائی دے رہی ہے''۔

ہمارے اس انکشاف کو سنتے ہی سارے افرادِ خاندان کی باچھیں کھل اٹھیں۔ بچے دوڑ کر ہم سے لپٹ گئے اور بولے ''اگر سچ مچ آپ کی داڑھ میں درد ہے تو ہمیں اس بات کی خوشی ہے ورنہ ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ آج بھی دفتر سے ڈانٹ سن کر آئے ہیں اور اب تھوڑی دیر میں ہماری پٹائی ہونے والی ہے''۔ (مجتبیٰ حسین کی بہترین تحریریں، مجتبیٰ حسین، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2004، صفحہ 78 تا 83)

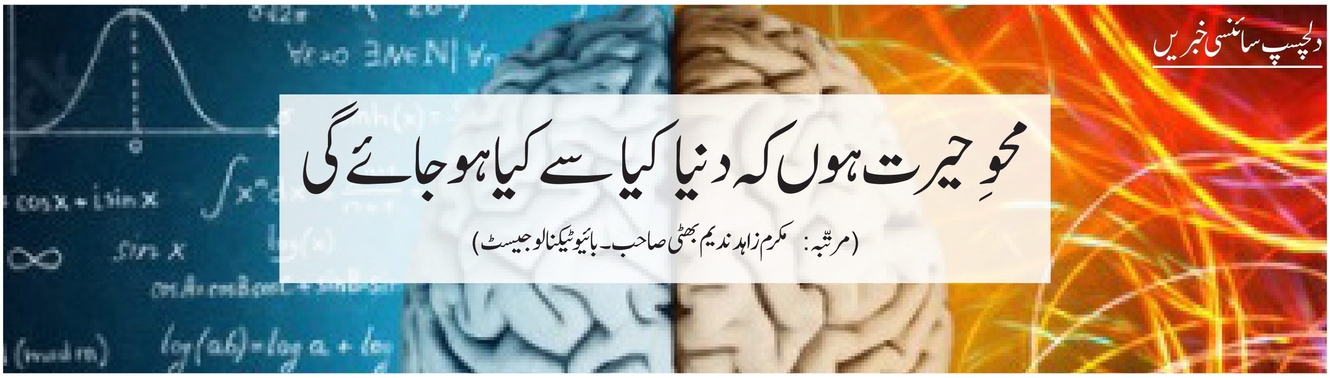

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

مچھلیوں سے گفتگو

سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے سمندر میں وہیل مچھلیوں سے گفتگو کی اور اس کی ریکارڈنگ جاری کردی ہے۔ یہ بات چیت 20 منٹ کے دورانیہ میں 36 مرتبہ دُہرائی گئی اور اس میں سنا جا سکتا ہے کہ مچھلیوں کی جانب سے سائنسدانوں کی تیار کردہ مصنوعی ریکارڈنگ (وہیل مچھلیوں سے مشابہت رکھنے والی آواز) کا جواب دیا گیا۔

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ یہ عمل سمندری حیات کے باہمی روابط کو سمجھنے میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگا۔[1]

گردوں کی بیماری کی علامات

انڈین سوسائٹی آف نیفرولوجی کے ایک حالیہ تحقیقی مقالہ کے مطابق دنیا بھر میں 84 کروڑ افراد گردوں کے مختلف امراض سے متاثر ہیں۔ دنیا میں ہر دس میں سے ایک فرد کو گردوں کی کوئی نہ کوئی بیماری لاحق ہے۔ گردوں کی بیماریوں میں اضافہ کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان

امراض کو ابتدائی مراحل میں زیادہ سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا۔ اس کی علامات میں اُلٹیاں آنا، بھوک نہ لگنا، پیروں اور ٹخنوں کا پھول جانا، سانس لینے میں مشکل پیش آنا، نیند نہ آنا، کم پیشاب آنا، پیشاب میں بہت زیادہ جھاگ نظر آنا اور پیشاب میں خون آنا شامل ہیں۔ خاص طور پر اگر آپ شوگر یا بلڈ پریشر کے مریض ہیں تو ان میں کسی علامت کو ہرگز نظرانداز نہ کریں اور فوری اپنے معالج سے رجوع کریں۔[2]

جلی ہوئی روٹی کھانا نقصان دہ ہے

ایک تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ جب ہم آلو، روٹی، بسکٹ، اناج اور کافی سمیت کچھ کھانوں کو 120 ڈگری سینٹی گریڈ (248 فارن ہائیٹ) سے زیادہ گرم کرتے ہیں تو ان میں ایکریلامائڈ نامی مادہ بن جاتا ہے اور ان اشیاء میں شامل شکر اور ایک امینو ایسڈ ایسپیراگین کے درمیان ایک کیمیائی عمل شروع ہو جاتا ہے۔

اس کیمیائی عمل کو 'میلارڈ ری ایکشن' کہا جاتا ہے جس میں روٹی وغیرہ کا رنگ بھورا (براؤن) ہو جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بدل جاتا ہے۔ سائنسدانوں کو معلوم ہوا ہے کہ اگر جانوروں کی خوراک میں ایکریلامائڈ کی مقدار بہت زیادہ ہو جائے تو یہ کینسر کا سبب بن سکتا ہے۔[3]

پیشاب میں جلن

انفیکشن ''کینڈی ڈیاسس' (Candidiasis) جو 'کینڈیڈا البیکنز' Candida albicans نامی فنگس (پھپھوندی) کے باعث پیدا ہوتا ہے اور یہ خواتین اور مردوں کے جنسی اعضا میں خارش اور جلن کا باعث بنتا ہے۔ 'کینڈیڈا البیکنز' نامی پھپھوندی عام طور پر انسانی جسم میں ایک توازن کی حد میں موجود ہوتی ہے اور اس کی موجودگی صحت کے لیے ضروری ہے۔ لیکن انسانی جسم میں موجود اس پھپھوندی کو 'موقع پرست' بھی کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی اس پھپھوندی کے لیے ہمارے جسم کے حالات سازگار بنتے ہیں تو یہ انفیکشن کا باعث بن جاتی ہے۔ ہمارے جسم میں موجود اس فنگس کی مقدار جب صحت کے لیے درکار ضروری مقدار سے بڑھتی ہے تو ہمارا جسم عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ انفیکشن ظاہر ہوتا ہے۔

جنسی اعضا کے علاوہ 'کینڈی ڈیاسس' انفیکشن جسم کے دوسرے حصوں میں بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ شیرخوار اور کم سن بچوں میں اس انفیکشن کی سب سے عام شکل اورل کینڈی ڈیاسس ہے، جسے تھرش بھی کہا جاتا ہے اور جو ہونٹوں، منہ کے اندر اور گلے میں ہوتا ہے۔ یہ انفیکشن زبان، گالوں کے اندرونی حصے اور گلے میں سفید دھبوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، جس سے نگلنے میں تکلیف ہوتی ہے اور جلن ہوتی ہے۔ تاہم ہر قسم کے 'کینڈی ڈیاسس' انفیکشن میں علاج اینٹی فنگل گولیوں کی مدد سے کیا جاتا ہے۔

1- www.bbc.com/reel/video/p0hp5111/listen-to-world-s-first-chat-between-humans-and-whales
2-www.bbc.com/urdu/articles/cp4gze48l49o
3- www.bbc.com/urdu/articles/c2x6vvz034ko
4- www.bbc.com/urdu/articles/c0d3m3jp8jxo

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمنی میں انسانی اسمگلروں کی گرفتاریاں

سمندروں میں کشتیوں کے ڈوب جانے کے نتیجہ میں انسانی جانوں کی ہلاکتوں کے مسلسل واقعات کے نتیجہ میں یورپین ممالک میں انسانی اسمگلنگ میں ملوث افراد کے خلاف کارروائیاں تیز کر دی گئی ہیں۔ جرمنی میں گزشتہ چھ ماہ میں 700 انسانی اسمگلروں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ جرمن وزیر داخلہ نے ایک علاقائی اخبار گروپ کو اس حوالے سے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ جرمنی غیر قانونی نقل مکانی کے حوالے سے بڑی کامیابیاں حاصل کر رہا ہے۔ ہمارے سرحدی اہلکاروں نے چھ ماہ میں708 انسانی اسمگلروں کو گرفتار کیا ہے اور 17600 افراد کو غیر قانونی طور پر جرمنی میں داخل ہونے سے روکا ہے۔

پاکستان میں انسانی حقوق کی پامالی

امریکہ کے محکمہ خارجہ نے دنیا بھر میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالیوں پر سالانہ رپورٹ 2024ء جاری کی ہے جس کے مطابق پاکستان میں گزشتہ سال بھی انسانی حقوق کی صورتحال میں کوئی بہتری نہیں دکھائی دی۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کی پامالیوں کے مرتکب افراد کی شناخت اور انہیں کوئی سزا دینے بارے اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ رپورٹ کے مطابق انسانی حقوق کی پامالیوں میں ماورائے عدالت قتل، جبری گمشدگیاں، سیاسی قیدی، آزادی اظہار رائے اور میڈیا کی آزادی وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح توہین مذہب کے قوانین، اقلیتوں کے خلاف کے واقعات اور کم عمری اور جبری شادیاں کے واقعات بھی شامل ہیں

جرمنی میں 3 چینی جاسوس گرفتار

جرمنی کے حکام نے تین ایسے مقامی افراد کو گرفتار کیا ہے جن پر چین کے لئے جاسوسی کرنے کا شبہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کارلسروہے میں وفاقی دفتر استغاثہ کے مطابق ایک جرمن باشندے تھوماس آر کے علاوہ ایک جوڑے ہیروگ اور اینا ایف کو باڈ ہمبرگ اور ڈسلڈورف سے گرفتار کیا گیا ہے۔خبر کے مطابق تھوماس آر ایک چینی انٹیلیجنس افسر کا ایجنٹ ہے جو ایسی جدید ترین ٹیکنالوجی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو عسکری طور پر استعمال ہوتی ہیں۔خبر کے مطابق گرفتار ملزمان کی حاصل کردہ معلومات چین کے بحری جنگی جہازوں کے لئے کارآمد ہوسکتی تھیں۔

غزہ یکجہتی کیمپ امریکی یونیورسٹیوں تک

کولمبیا امریکہ کی یونیورسٹی میں گزشتہ ہفتہ غزہ کی حمایت اور یکجہتی میں ایک کیمپ یونیورسٹی کے طلباء و طالبات نے لگایا تھا جس کے اثرات دیگر کیمپس اور یونیورسٹیوں تک پہنچنے کے نتیجہ میں فلسطین کی حمایت میں مظاہرے کرنے والوں اور یونیورسٹی انتظامیہ کے درمیان کشیدگی بڑھ گئی۔ کلاسز منسوخ کر دی گئیں اور متعدد مظاہرین کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق یونیورسٹیوں کی انتظامیہ مظاہرین کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہے مختلف کلاسز آن لائن بھی شروع کر دی گئیں ہیں۔

علی گڑھ یونیورسٹی کی پہلی خاتون چانسلر

برصغیر کی معروف علمی درسگاہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بھارتی صدر و الیکشن کمیشن کی منظوری کے بعد پروفیسر نعیمہ خاتون کو تعلیمی ادارے کی 123 سالہ تاریخ کی پہلی خاتون وائس چانسلر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ سابق وائس چانسلر کے مستعفی ہونے کے بعد یہ عہدہ خالی پڑا تھا۔ بھارتی وزارت تعلیم کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق خاتون وائس چانسلر کی مدت عہدہ کی معیاد تقرر سے پانچ سال تک یا ان کی عمر ستر برس ہو جانے تک ہوگی۔

ممبئی ایشیا کا سب سے بڑا ارب پتی شہر

بھارت کے شہر ممبئی نے تاریخ میں پہلی بار ایشیا کے سب سے زیادہ ارب پتی افراد رکھنے والے شہر کا اعزاز حاصل کر لیا ہے۔ اس سے پہلے یہ اعزاز چین کے شہر بیجنگ کو حاصل تھا۔ شنگھائی سے تعلق رکھنے والے ایک ادارے ہورون ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے مطابق بھارت میں ارب پتی افراد کی کل تعداد 271 ہے جن میں سے 92 ممبئی میں مقیم ہیں۔ اس اعزاز کے ساتھ ممبئی ارب پتی افراد کے حوالے سے دنیا کے دس سرفہرست ممالک میں شامل ہو گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق دنیا میں کل ارب پتی افراد کی تعداد3279 ہے جن میں پچھلے سال 167 نئے ارب پتی افراد کا اضافہ ہوا ہے۔ 814 ارب پتی افراد کے ساتھ چین پہلے نمبر ہے جبکہ امریکہ 800 ارب پتی افراد کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے اور انڈیا تیسرے نمبر پر ہے۔ برطانیہ نے جرمنی کو پیچھے چھوڑتے ہوئے چوتھی پوزیشن حاصل کر لی۔

رمضان المبارک و عیدالفطر کی رونقیں

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے ساتھ بے شمار رونقیں لے کر آتا ہے اور ہر شخص کو اس کا شدّت سے اِنتظار ہوتا ہے۔امسال جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں اس مبارک مہینہ کا آغاز 12 مارچ 2023ء سے ہوا تو ہر چھوٹے بڑے نے رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوششیں شروع کر دیں۔اس مرتبہ جماعت جرمنی میں 39 حُفّاظ کرام، 31 طلبہ حفظ القرآن کلاس اور 10 طلبہ جامعہ احمدیہ جرمنی نے مختلف مساجد ومراکز میں نمازِ تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل کی، الحمدللہ۔اس کے علاوہ کچھ مقامات پر مربیانِ سلسلہ بھی نماز تراویح پڑھاتے رہے۔بیت السبوح فرانکفرٹ میں حافظ مبارک احمد صاحب نے نماز تراویح پڑھائی اور الحمدللہ قرآنِ کریم کا دور مکمل کیا۔اللہ تعالیٰ تمام حفّاظ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

درس قرآن و حدیث

حسب سابق امسال بھی رمضان المبارک کے مہینے میں درس القرآن کا انتظام مرکزی طور پر کیا گیا۔یہ درس بیت السبوح سے سوموار تا جمعرات شام کو افطار سے قبل ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیو کے ذریعہ نشر ہوتا رہا۔علاوہ ازیں رمضان المبارک سے متعلقہ سوال و جواب کی خصوصی نشریات پیش کی گئیں۔

درسِ قرآنِ دینے کی سعادت مندرجہ ذیل مربیان کرام کو حاصل ہوئی۔

مکرم صداقت احمد صاحب — مکرم مبارک احمد تنویر صاحب
مکرم طاہر احمد صاحب — مکرم محمد الیاس منیر صاحب
مکرم شمشاد احمد قمر صاحب — مکرم کامران احمد صاحب
مکرم محمد جری اللہ خان صاحب — مکرم شمس اقبال صاحب
مکرم عبدالباسط طارق صاحب — مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب
مکرم فرہاد احمد ملک غفار صاحب

ان دروس کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مندرجہ ذیل مربیان کرام کو حاصل ہوئی۔

مکرم عدنان احمد رانجھا صاحب — مکرم سجیل احمد صاحب
مکرم عدیل احمد خالد صاحب — مکرم مصور احمد گوندل صاحب
مکرم فرہاد احمد ملک غفار صاحب — مکرم نوید الحق شمس صاحب
مکرم باسل اسلم صاحب — مکرم نبیل احمد شاد صاحب
مکرم عمیر احمد خالد صاحب — مکرم حبیب الرحمٰن ناصر صاحب
مکرم سفیر الرحمٰن ناصر صاحب — مکرم عمیر الیاس صاحب
مکرم اسد جری اللہ صاحب — مکرم محمد عمران بشارت صاحب
مکرم ولید احمد خان صاحب — مکرم لقمان احمد بابر صاحب

اعتکاف

رمضان کی عبادات میں اعتکاف بھی شامل ہے جس سے مراد سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دوران دُنیاوی مصروفیات سے آزاد ہوکر مسجد میں رہتے ہوئے غیرمعمولی طور پر عبادات بجالانا ہے۔تقریباً ہر مسجد میں ہی حسبِ ضرورت اعتکاف بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تاہم مسجد بیت السبوح Frankfurt، مسجد احسان Mannheim، مسجد سبحان Mörfelden، مسجد بیت الشکور Gross-Gerau، مسجد مبارک Wiesbaden، مسجد بیت العزیز Riedstadt، مسجد صادق کاربن اور مہدی آباد میں افرادِ جماعت کی ایک بڑی تعداد یہ عبادت بجالائی۔

آمدنِ عید مبارک بادت

جرمنی میں جماعت احمدیہ نے مؤرخہ 10 اپریل 2024ء کو عیدالفطر مذہبی جوش وجذبہ کے ساتھ منائی۔ حسبِ روایت مساجد اور نماز سینٹرز کو خوبصورت انداز میں سجایا گیا۔عید کے ان اجتماعات میں بڑی تعداد میں احباب و خواتین نے شرکت کی۔نمازِ عید کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں شیرینی وغیرہ بھی پیش کی گئی۔

نمازِ عید کے بعد احباب جماعت نے اپنے اپنے گھروں پر ایم ٹی اے کے ذریعہ اپنے محبوب آقا سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عیدالفطر براہِ راست سنا اور دیکھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ عید میں فرمایا کہ عید کی حقیقی خوشی ہمیں اس وقت پہنچ سکتی ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے اس کے انعاموں سے فیض پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا مہربان ہے کہ ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے کے لیے مختلف مواقع فراہم کرتا رہتا ہے۔ رمضان کا مہینہ ان میں سے ایک ہے۔ اگر ہم رمضان سے فیض نہ اٹھائیں تو یہ ہماری کمزوری ہے۔حضور انور نے دنیا کے حالات کے متعلق فرمایا کہ آج کل جو دنیا کے حالات ہیں اس پر تو ہمیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اس سے قرب کا تعلق استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایسے میں خدائے ذوالعجائب سے پیار کی بہت ضرورت ہے۔عید پرصرف عید کی خوشیوں میں مصروف نہ ہو جائیں بلکہ آج بھی ذکرِالٰہی اور استغفار کی طرف بہت توجہ کریں۔ حقیقی عید کھانے پینے اور خوشیاں منانے کا نام نہیں ہے بلکہ تقویٰ پر چلتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا نام ہے۔یہ مقام جس کو حاصل ہوجائے اور جو اس مقام کے حصول کے لیے کوشش کرے وہی حقیقی عید سے فیض پاسکتا ہے۔آخر میں حضور نے پاکستان، یمن اور برکینافاسو کے احمدیوں کے لئے بھی دعاؤں کی تحریک کی۔

جرمنی میں ناصر باغ، بیت السبوح فرانکفرٹ، ڈارمشٹڈ، ریڈشٹڈ گوڈےلاؤ، میورفلڈن والڈورف، ڈیٹسن باخ، من ہائیم، اوفن باخ، ویزبادن، رُسلزہائیم اور ہمبرگ میں احبابِ جماعت نے کثیر تعداد میں نمازِ عید ادا کی۔

ہم احمدی انصار ہیں

رپورٹس: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

شجر کاری مہم

مجلس انصار اللہ جرمنی ہر سال بڑی کامیابی کے ساتھ جرمنی کے مختلف شہروں میں انتظامیہ کے ساتھ مل کر شجر کاری مہم کے تحت درخت لگاتی ہے۔ مارچ کے مہینہ میں مجالس Bad Schwalbach, Gründau, Neuss, Harburg, Renningen, Hannover Nord نے شہری انتظامیہ کے ساتھ مل کر پودے لگائے۔ ان تقاریب میں لارڈ میئرز اور جرمن احباب نے بھی شرکت کرتے ہوئے جماعت کی اس کاوش کو سراہا۔ ان تمام تقریبات کی تشہیر مقامی میڈیا اور سوشل میڈیا پر بھی باقاعدگی کے ساتھ کی جاتی رہی جس کی بدولت جماعت کا پیغام سینکڑوں افراد تک پہنچا۔

Dreck weg Tag

جرمن حکومت ہر سال مارچ کے مہینہ میں صفائی کا دن مناتی ہے جسے Dreck weg Tag کہا جاتا ہے۔ اس دن مجلس انصاراللہ جرمنی بھی مختلف شہروں میں انتظامیہ کے ساتھ مل کر اس پروگرام میں حصہ لیتی ہے۔ اس سلسلہ میں ماہ مارچ میں مجالس Mainz, Heidelberg, Kassel, Reutlingen Frankfurt City نے اپنے اپنے علاقہ میں صفائی کا پروگرام بنایا جس میں 60 انصار نے حصہ لیا۔

احمدیہ لنگر

مجلس انصاراللہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ احمدیہ موبائل لنگر کا اہتمام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں علاقہ ناصر باغ کے انصار نے 4 مارچ کو Frankfurt, Mörfelden Neu Isenburg , Walldorf اور Dreieich کی مجالس کے انصار کے ساتھ مل کر 48بے گھر افراد کو کھانا کھلایا۔ اسی طرح ماہ مارچ کے دوران مجالس Mörfelden West ,Subhan Moschee, Rödelheim, Essen, München, Neuwied, Kassel نے موبائل لنگر کا اہتمام کرتے ہوئے 370 سے زائد افراد کو کھانا کھلایا۔

تبلیغی سرگرمیاں

مورخہ 30 مارچ کو فرانکفرٹ کے انصار نے Frankfurt شہر کے مصروف ترین بازار Zeil میں تبلیغی سٹال لگایا۔ سٹال پر بڑے بڑے پوسٹرز لگائے گئے جن پر اسلامی امن کی تعلیمات، فلسطین کے مظلومین اور فوری جنگ بندی کے حق میں نعرے درج تھے۔ اس موقع پر ڈیجیٹل میڈیا کا استعمال بھی کیا گیا اور TV پر حضورِانور کے پیغامات بھی چلائے گئے۔ اس موقع پر جماعت کی طرف سے تیار کردہ سٹیکرز جن پر غزہ میں فوری جنگ بندی کے پیغامات درج تھے سینکڑوں افراد میں تقسیم کئے گئے اور جرمن احباب نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا۔ اس پروگرام میں35 انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔ یہ تبلیغی سٹال 200 مربع میٹر سے زائد جگہ پر لگایا گیا اور انتظامیہ نے کھلے دل سے اس قسم کے امن کے پروگرام کے لیے اجازت دی۔ اسی طرح مارچ کے مہینہ میں مجالس Heppenheim, München, Augsburg, Böblingen, Osnabrück کے انصار کو بھی تبلیغی سٹال لگانے کو توفیق ملی۔

مختلف شہروں میں واقع چھوٹی اور بڑی لائبریریوں میں جماعتی کتب رکھوانے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس سلسلہ میں مجالس Montabuer, Mainz Süd, Bonn, Wittlich نے لائبریریوں میں کتب رکھوائیں۔

تربیت سیمینار

مجلس انصاراللہ جرمنی کو ماہ مارچ میں رمضان المبارک کے دوران شعبہ تربیت کے تحت جرمنی کے تمام 18 علاقہ جات میں آن لائن تربیتی سیمینارز کرنے کی توفیق ملی۔ ان سیمینارز کا موضوع منصبِ خلافت اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں تھا۔ مربیانِ سلسلہ محترم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج، محترم فاتح احمد ناصر صاحب، محترم مبارک احمد تنویر صاحب اور محترم شمس اقبال صاحب نے ان سیمینارز میں خطابات فرمائے۔ ان سیمینارز میں 2235 انصار شامل ہوئے۔

Zeil Frankfurt am Main

München

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترمہ قمر النساء باجوہ صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ قمر النساء باجوہ صاحبہ مؤرخہ 22 فروری 2024ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا تعلق چک 312 ج ب کتھووالی سے تھا اور 1997ء سے ویزبادن جرمنی میں مقیم تھیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند اور خلافت سے بہت محبّت کرنے والی تھیں۔ بہت ملنسار، خوش اخلاق اور غرباء کی بہت مدد کرتیں۔ پاکستان اور جرمنی میں مقامی جماعت کی سطح پر لجنہ اماءاللہ میں شعبہ خدمتِ خلق کی توفیق ملتی رہی۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 25 فروری کو مکرم فرہاد احمد ملک غفار صاحب مربی سلسلہ نے مسجد مبارک ویزبادن میں پڑھائی۔ بعدازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں مؤرخہ 28 فروری کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(عبدالغفار، ویزبادن)

مکرم عبدالوہاب صاحب

خاکسار کے بھائی مکرم عبدالوہاب صاحب ابن مکرم حشمت علی صاحب مؤرخہ 4 اپریل 2024ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1921ء میں احمدیت قبول کی۔ مرحوم 1949ء میں پاکپتن پاکستان میں پیدا ہوئے۔ آپ بہت نڈر احمدی تھے۔ 1974ء کے فسادات کے دوران مخالفین کے ایک ہجوم نے اس مکان کا محاصرہ کر لیا جہاں مرحوم اور ان کے بڑے بھائی مقیم تھے۔ہجوم نے عبدالوہاب صاحب سے مطالبہ کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تکفیر کریں تو آپ کو چھوڑ دیں گے۔اس کے جواب میں عبدالوہاب صاحب نے بلند آواز میں جواب دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اس وقت کے امام ہیں اور وہ حق کا انکار کرنے کی بجائے مَرنا پسند کریں گے۔ آخر کار ہجوم نے ان پر حملہ کر دیا اور دونوں کو مارا پیٹا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور یہ سوچ کر حملہ ختم کر دیا کہ وہ مر چکے ہیں۔ لیکن اللہ نے فضل کرتے ہوئے انہیں بچا لیا۔

1985ء میں مرحوم جرمنی آئے اور یہاں بھی خدمات دینیہ بجالاتے رہے۔ کئی سال تک صدر مجلس وائیٹر شٹڈ اور فرانکفرٹ ایشرزہائم، سیکرٹری تعلیم و تربیت اور قائد عمومی مجلس انصاراللہ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ آپ کو جلسہ سالانہ جرمنی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تقریر کا اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اسی طرح لمبے عرصہ تک شعبہ تعلیم اور رشتہ ناطہ میں بھی خدمت کی سعادت پائی۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور خلافت سے مضبوط تعلق رکھنے والے تھے۔ اپنی اولاد کو بھی خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔ آپ کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کا بھی بہت شوق تھا اور ہر وقت روحانی خزائن میں سے کسی کتاب کو زیرِ مطالعہ رکھتے۔

مرحوم موصی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 6 اپریل کو بیت السبوح میں مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعدازاں 9 اپریل کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین عمل میں آئی۔

(عبدالغفار۔ویزبادن)

محترمہ امۃ القدیر صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ امۃ القدیر صاحبہ اہلیہ نیاز احمد صاحب مؤرخہ 19 مارچ 2024ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا تعلق چک 312 ج ب کتھووالی سے تھا اور 1991ء سے جرمنی میں مقیم تھیں۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 21 مارچ کو محترم بشارت محمود صاحب سابق مربی سلسلہ نے ناصر باغ میں پڑھائی۔اور اگلے روز قبرستان گروس گیراؤ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے، تین بھائی اور چار بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔ (احسن احمد۔ فرانکفرٹ)

مکرم سعید احمد صاحب

خاکسار کے والد محترم سعید احمد صاحب ابن محترم شیخ غلام محمد صاحب 16 مارچ 2024ء کو بعمر 77 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کا تعلق محمود آباد اسٹیٹ سے تھا جہاں آپ کے والد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زمینوں پر کام کرتے تھے۔ مرحوم ہر دلعزیز شخصیت کے حامل تھے۔ بہت ملنسار، خوش اخلاق اور اپنے خاندان کو جوڑ کر رکھنے والے تھے۔ مرحوم کو لائبریری جامعہ احمدیہ جرمنی میں بھی رضاکارانہ طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

مرحوم نے پسماندگان میں دو اہلیہ اور دس بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 19 مارچ کو مسجد نورالدین ڈارمشٹڈ میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد میت تدفین کے لئے کراچی لے جائی گئی جہاں قبرستان باغ احمد میں تدفین عمل میں آئی۔ (نوید احمد Dieburg)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

جرمنی کی بعض احمدیہ مساجد میں عیدالفطر کے مناظر

مسجد بیت الباقی ڈیٹسن باخ میں

مکرم کامران احمد صاحب مربی سلسلہ

نے نمازِ عید پڑھائی۔

مسجد سبحان میور فلڈن والڈورف میں

مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ

نے نمازِ عید پڑھائی۔

مسجد انوار روڈ گاؤ میں

مکرم وجاہت احمد صاحب مربی سلسلہ

نے نمازِ عید پڑھائی۔

مسجد ناصر وائبلنگن میں

مکرم شارق احمد افتخار صاحب مربی سلسلہ

نے نمازِ عید پڑھائی۔

(10 اپریل 2024ء)

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 25 | ISSUE 05 | MAY 2024

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de